عمران سیریز
جلد نمبر
14
لاوال
47 - گیت اور خون
48 - دوسری آنکھ
49 - آنکھ شعلہ بنی
ابن صفی

پیشرس

عمران سیریز کا سینتالیسواں ناول "گیت اور خون" حاضر خدمت ہے!

نام ہی کی طرح آپ اس کہانی میں بھی ایک مخصوص قسم کی لطافت محسوس کریں گے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ آپ عمران کو بالکل ہی نئے روپ میں دیکھ سکیں۔ بظاہر وہ تنہا نظر آتا ہے لیکن پڑھنے والے خود ہی محسوس کرتے چلے جائیں گے کہ اس نے کہاں کہاں اپنے ماتحتوں سے بھی کام لیا ہوگا!

یک رخی تکنیک کی کہانی ہے اور کہانی کا مرکزی کردار عمران نہیں بلکہ ایک لڑکی ہے۔

مجھے مطلع کیجئے کہ میرا یہ نیا تجربہ کس حد تک کامیاب رہا۔!

ویسے میں نے بے شمار پڑھنے والوں کی اس خواہش کو خاص طور پر مد نظر رکھا ہے کہ عمران کو اس کے پرانے ہی روپ میں پیش کیا جائے۔ اس بار آپ دل کھول کر قہقہے لگا سکیں گے۔!

بعض حضرات اس بات پر مصر رہتے ہیں کہ ہر کہانی میں عمران

کی پوری ٹیم سے کام لیا جائے......!

یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں! ایک سو بارہ صفحات میں سب کو اکٹھا کرنا اور ان سے پورا پورا انصاف بھی کرنا کارے دارد!

ادھر بے شمار فرمائشات موصول ہو رہی ہیں کہ فریدی عمران اور حمید کو کسی کہانی میں ایک ساتھ لایا جائے...... یہ ایسا مشورہ ہے جس پر میں کبھی عمل نہ کر سکوں گا۔ پہلے یار لوگ فرمائش کرتے ہیں! پھر اس طرح لڑتے جھگڑتے ہیں مجھ سے جیسے فریدی یا عمران سے ان کی رشتہ داری ہو۔ "زمین کے بادل" میں اس حماقت کا مرتکب ہو کر آئندہ کے لئے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے کہ ایسے مشوروں پر کبھی کان نہ دھروں گا! ورنہ کہیں لکھنے لکھانے ہی سے کان نہ پکڑ لوں۔ البتہ میرے لئے بعض حضرات کا یہ مشورہ ضرور قابل قبول ہے کہ فریدی اور حمید سے متعلق بھی ایک ضخیم ناول پیش کیا جائے۔ میں نے اس کے لئے تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ انشاء اللہ فریدی اور حمید کا وہ شاندار کارنامہ دو ایک ماہ بعد پیش کر سکوں گا۔

✪

گہرے مٹیالے بادل ٹوٹ کر برس رہے تھے.... اور دو گھنٹے گزر جانے کے باوجود بھی یکساں رفتار سے برسے جا رہے تھے۔ ڈاک بنگلے سے آدھے فرلانگ کے فاصلے پر سڑک کا جو حصہ نشیب میں تھا پانی میں ڈوب چکا تھا۔ اگر ڈاک بنگلے کا چوکیدار ایک لمبے سے بانس کے سرے پر سرخ رنگ کا کپڑا باندھ کر سڑک کے کنارے کھڑا نہ ہو گیا ہوتا تو فریدہ اپنی گاڑی سمیت غرق ہو گئی ہوتی۔

حالانکہ وہ پہلے بھی کئی بار اس راستے سے گذر چکی تھی لیکن تفریحی سفر کے دوران میں کسے دھیان رہتا ہے کہ سڑک کی پوزیشن کہاں کیسی ہے اور پھر وہ تو ایک بوکھلا دینے والے جذبے کے تحت مار امار آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ورنہ اُسے تو اسی وقت کہیں رک جانا چاہئے تھا: ب پہلی بار بڑی بڑی بوندیں آئی تھیں اور خود اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ بارش زور کی ہو گی اور شاید دیر تک بھی ہو۔!

ڈاک بنگلے کے چوکیدار نے گاڑی رکوائی تھی اور قریب آ کر بولا تھا۔ "بیگم صاحب آگے خطرہ ہے۔!" اور پھر اسی نے سڑک کے اس حصہ کے متعلق بتایا تھا جہاں اس وقت ہاتھی بھی ڈوب سکتا تھا۔

"اگر بارش رک بھی جائے بیگم صاحب....!" اس نے کہا۔ "تو صبح تک پانی ہٹ نہیں سکے گا۔ اگلی کسٹم پوسٹ سے پچھلی کسٹم پوسٹ پر فون کر دیا گیا ہو گا کہ گاڑیاں وہیں روک لی جائیں۔!"

"پھر اب کیا ہو گا....!" فریدہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اب یہ رات آپ کو ڈاک بنگلے ہی میں بسر کرنی پڑے گی۔ کئی اور لوگ بھی ہیں۔!"

"عورتیں بھی ہیں۔!" اس نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

"جی بیگم صاحب.... ایک خاتون بھی ہیں۔!"

"اس نے طویل سانس لے کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا تھا اور گاڑی ڈاک بنگلے کے پھاٹک کی طرف مڑ گئی تھی۔!"

لیکن کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ کار تو کمپاؤنڈ ہی میں موجود تھی جس کا تعاقب کرتی ہوئی وہ اس طرف نکل آئی تھی۔ اس کے علاوہ دو گاڑیاں اور بھی تھیں۔!

فریدہ نہیں چاہتی تھی کہ ان لوگوں کا سامنا ہو۔ لیکن اب مجبوری تھی۔ پھر اس نے سوچا واپس ہی کیوں نہ ہو جائے۔ لیکن پھر خیال آیا جس طرح اسے اس جگہ کی پچویشن کا اندازہ نہیں تھا اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ واپسی میں کہیں پھنس جانا پڑے۔!"

اس نے ان تینوں گاڑیوں کے قریب ہی اپنی گاڑی بھی روک دی۔

شیورلٹ کا تعاقب کرتی ہوئی وہ یہاں آئی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں ایک سیڈان اور ایک فیاٹ ٹوسیٹر بھی تھی۔!

بارش کے زور میں کمی نہیں آئی تھی۔ اس نے سوچا کہ عمارت کے برآمدے تک پہنچتے پہنچتے وہ بالکل ہی بھیگ جائے گی اور فی الحال کپڑے وہی تھے جو تن پر تھے۔ ظاہر ہے وہ سفر کے ارادے سے تو گھر سے نکلی نہیں تھی۔!

تو پھر کیا وہ یہیں گاڑی پر بیٹھی رہے؟ مضحکہ خیز خیال تھا۔ پھر کیا کرنا چاہئے؟ وہ الجھن میں پڑ گئی۔

ان پر ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی کہ ان کا تعاقب کرتی رہی تھی۔

"میرے خدا....!" وہ اپنی پیشانی مسلتی ہوئی بڑبڑائی۔ "کیا میں پاگل ہو گئی ہوں۔!"

اور شائد وہ پاگل پن ہی تھا اس نے ان دونوں کو اس سڑک سے گذرتے دیکھا اور ان کے پیچھے لگ گئی۔ پھر اس کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی لمبے سفر کے لئے نکلے ہیں۔ ادھ کھلے ڈکے سے ہولڈال جھانک رہے تھے۔

پھر اس نے بھی ایک پٹرول پمپ پر اپنی گاڑی کی ٹنکی بھروائی تھی اور ڈکے میں رکھے ہوئے تین ڈبوں میں بھی زائد پٹرول لیا تھا۔

اتنی دیر میں گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

اس نے سوچا تھا کہ ہالی ڈے کیمپ ہی کی طرف گئے ہوں گے.... اور پھر اس نے ایک ہوٹل

سے ایک لنچ بکس خریدا تھا.... اور اسی سڑک پر چل پڑی تھی۔

لیکن وہ لوگ پتہ نہیں کس رفتار سے چلے تھے کہ ڈاک بنگلے تک پہنچنے سے قبل ان کی گاڑی کی ایک جھلک بھی نہ دکھائی دی تھی۔!"

پھر راستے میں بارش بھی شروع ہو گئی۔ بارش شروع ہو جانے کے بعد اگر وہ چاہتی تو گھر واپس جا سکتی تھی لیکن اس پر تو جیسے اس تعاقب کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔

ہوش تو اس وقت آیا تھا جب یہاں ڈاک بنگلے کے قریب اس کی گاڑی رکوائی گئی تھی۔

پھر جب وہ گاڑی بھی ڈاک بنگلے کے کمپاؤنڈ میں دکھائی دی جس کا تعاقب کرتی ہوئی ادھر آئی تھی تو اس کی عقل جواب دے گئی۔

سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔!

پھر اس نے کچھ سمجھے بغیر گاڑی کا انجن دوبارہ اسٹارٹ کیا اور اسے دوسری گاڑیوں کے پاس سے ہٹا کر عمارت کے داہنے بازو کی طرف لائی۔ اس جانب ایک بڑا سا نیم کا درخت تھا.... اور ٹین کا ایک سائبان نظر آرہا تھا۔ جس کا اصل عمارت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

وہ موجودہ الجھن سے پیچھا چھڑانے کے لئے سوچنے لگی کہ آخر اس سائبان کا کیا مصرف ہو گا۔

اس نے سوچا کیوں نہ اپنی گاڑی سائبان ہی میں کھڑی کر دے کیونکہ وہ بالکل خالی پڑا تھا۔

"ایکسیلریٹر پر دباؤ پڑا اور گاڑی سائبان کے نیچے رینگ گئی۔ انجن بند کر کے اگنیشن سے کنجی نکال لی لیکن اسے مٹھی میں دبائے بیٹھی رہی۔!"

یہاں سائبان کے نیچے بڑی گھٹن تھی۔

حماقتوں پر حماقتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ اس نے سوچا آخر یہاں آمرنے کی کیا ضرورت تھی۔

یا تو یہاں گھٹتی رہو یا کپڑے بھگو کر عمارت تک پہنچو۔

عمارت کے اس بازو میں کوئی کھڑکی یا دروازہ نہیں تھا۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک پیر باہر نکالا ہی تھا کہ کسی گاڑی کی آواز قریب ہی سنائی دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہی ٹوسیٹر سائبان کی طرف آتی دکھائی دی۔ دائیں جانب اتنی جگہ تھی ٹوسیٹر پارک کی جا سکتی۔ فریدہ نے اپنا پیر اندر کھینچ کر دروازہ بند کر لیا۔

ٹوسیٹر اس کی جانب آ کر رکی تھی۔ اس نے ڈرائیور پر اچٹتی سی نظر ڈالی جو زرد قمیض اور نیلی

پتلون میں ملبوس تھا۔

اس نے انجن بند کیا۔ لیکن گاڑی سے نیچے نہیں اترا۔ دھندلی روشنی میں اس کے خدوخال واضح طور پر نظر نہیں آ رہے تھے۔ ویسے فریدہ محسوس کرتی رہی تھی کہ اس کی توجہ اس کی طرف نہیں ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے وہاں کسی دوسرے کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو۔

فریدہ بھی چپ چاپ اپنی سیٹ پر بیٹھی چہرے پر رومال جھلتی رہی۔ جسم پر پسینے کی بوندیں رینگ رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد اس نے اس آدمی کو ٹوسیٹر سے نیچے اتر کر سائبان کے سرے کی طرف جاتے دیکھا۔ لیکن وہ باہر جانے کی بجائے سرے پر ہی رک گیا۔

وہ ایسے رخ سے کھڑا تھا کہ فریدہ اس کا چہرہ صاف دیکھ سکتی تھی۔ جوان تھا۔ خدوخال دلکش تھے۔ صحت مند اور توانا جسم رکھتا تھا۔ لیکن چہرے پر برسنے والی حماقت دوسری تفصیلات سے پہلے نظر آ گئی تھی۔ اس حماقت میں معصومیت کی ہلکی سی آمیزش کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اس وقت تو اس کی آنکھوں سے کسی ایسے بچے کی آنکھوں کا سا خوف ظاہر ہو رہا تھا جس کو دیر سے گھر پہنچنے پر باز پرس کا خدشہ لاحق ہو۔ پتہ نہیں ممی اور ڈیڈی کس طرح پیش آئیں۔

فریدہ نے سوچا شاید وہ اس وقت بھی اپنی ٹوسیٹر ہی میں موجود تھا۔ جب اس نے اپنی گاڑی اس کے قریب کھڑی کی تھی.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو کپڑے ضرور بھیگ گئے ہوتے۔ عمارت سے اس جگہ کا فاصلہ جہاں تینوں گاڑیاں کھڑی تھیں اتنا ہی تھا کہ آدمی اچھی طرح بھیگ سکتا تھا۔

فریدہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی۔ پھر خود بھی گاڑی سے اتر آئی۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ کوئی بے حد سیدھا اور بے ضرر آدمی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچی ہی تھی کہ وہ بے تحاشہ چونک پڑا۔ عجیب سی بوکھلاہٹ طاری ہو گئی تھی اس پر.... ہونٹوں کے گوشے پھڑکنے لگے تھے اور وہ کچھ اسی قسم کا منہ بنانے کی کوشش کر رہا تھا جیسے حلق میں کوئی چیز اٹک گئی ہو۔

"مم.... میں.... مم.... معافی چاہتا ہوں....!" وہ ہکلایا۔

"کس بات کی معافی....؟" فریدہ مسکرائی بھی اور اپنے لہجے میں تحیر بھی پیدا کیا تھا۔

"مم.... مجھے معلوم نہیں تھا کہ.... آپ.... یعنی کہ.... مم.... مطلب یہ کہ...!"

"آپ میری موجودگی سے آگاہ نہیں تھے...!" فریدہ نے اس کی مشکل آسان کر دی...!

"جی.... جی ہاں....!" وہ اس طرح بولا جیسے دل پر سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔

"لیکن میں.... اس سائبان کی مالک تو نہیں....!"

"نہیں.... ہیں....!" اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ بوکھلاہٹ بھی تھی۔

"قطعی نہیں.... ڈاک بنگلے کسی کی ملکیت نہیں ہوا کرتے...!"

"اوہ.... جی ہاں.... جی ہاں!" اس نے سر ہلا کر کہا اور احمقانہ انداز میں ہنسنے کی کوشش کی۔

"آپ بہت زیادہ پریشان معلوم ہوتے ہیں...!"

"جی ہاں.... یقیناً.... بہت زیادہ....!"

"میں بھی پریشان ہوں.... ڈاک بنگلے کا محافظ کہہ رہا تھا کہ شاید ہمیں رات یہیں بسر کرنی پڑے گی...!"

"سب اسی کا کیا دھرا ہے....!" وہ دانت پیس کر بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"یعنی کہ اسی نے مجھے بھی روک لیا تھا۔ ورنہ میں تو....!"

"اوہو.... تو کیا آپ گاڑی سمیت اس جھیل میں تیر جاتے...!"

"کیا پتہ اس نے سچ کہا ہے.... یا جھوٹ.... اگر ہم آج رات یہاں ٹھہر گئے تو وہ ایک کے چار لے گا...!"

"تو پھر آپ کیوں رک گئے....؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا....!"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا...!"

"آخری موقع میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ ملازمت بھی میرے ہاتھ سے نکل گئی۔ انہوں نے اپائنٹمنٹ لیٹر بھیج دیا تھا۔ آج بارہ بجے تک حاضری تھی۔ اسکے بعد انہیں اختیار ہو گا...!"

اس کی آواز میں غصیلا پن پیدا ہو گیا تھا۔ وہ بولتا رہا۔ "بارہ بجے کے بعد انہوں نے کسی اور کو رکھ لیا ہو گا۔ اب یہ بارش وارش آدمی کے بس کا روگ تو نہیں.... مگر کیا پتہ وہاں بارش نہ ہو رہا ہو کہ ہو رہی ہو گی...!"

لکل ڈیوٹ... فریدہ نے سوچا اور سر ہلا کر بولی۔ "ممکن ہے ہو رہی ہو۔ آپ کہاں جا رہے تھے...!"

"ہالی ڈے کیمپ.... انہیں ایک الیکٹریشن کی ضرورت تھی۔!"

"کہاں سے آئے ہیں....؟"

"شاہ دارا سے....!"

"واقعی آپ کا بڑا نقصان ہوا ہے۔!"

"لعنت ہے ایسی زندگی پر....!"

"لیکن آپ کو اس سے بد دل نہ ہونا چاہئے۔!"

"جی اچھا....؟" اس نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔ پھر اس طرح مطمئن نظر آنے لگا جیسے واقعی اسے اس سے بد دل نہ ہونا چاہئے۔

لیکن فریدہ کسی طرح بھی باور نہ کر سکی کہ وہ بن رہا ہے۔ اس کے چہرے کے تاثرات میں بناوٹ نہیں تھی۔ بے ساختہ پن تھا۔

"تو آپ الیکٹرک کا کام جانتے ہیں۔!" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"بی.... ای.... کی ڈگری ہے میرے پاس....!"

"اور آپ اس طرح بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ مجھے حیرت ہے۔" فریدہ نے کہا۔

نہ جانے کیوں اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اتنی ہی سی دیر میں اس پر چھا گئی ہو۔

"شاہ دارا کے پاور ہاؤس میں ایک جگہ نکلی تھی۔ لیکن وہ کسی بڑے آفیسر کے بھتیجے

مطلب کہ جی ہاں.... میرے پاس کوئی بڑی سفارش نہیں تھی۔!"

"ہاں سفارش.... جی ہاں.... میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔!"

فریدہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ ابھی اور اسی وقت اسے ہموار کر لیا جائے۔ وقتی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور شاید آئندہ بھی وہ اس کی پریشانیوں کے سدباب کا باعث بن سکے۔

"تو اب آپ کی بد دلی باقی نہیں رہی۔!" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"جی نہیں قطعی نہیں....!" وہ بھی بہت زیادہ خوشی ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"میں آپ کے لئے اچھی سی ملازمت کا انتظام کر سکتی ہوں۔!"

"اوہ....!" اس کی زبان سے اس کے علاوہ اور کچھ نہ نکل سکا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں

پُر... ت چمک تھی۔ چہرے کی رنگت گہری نظر آنے لگی تھی۔

یقین کیجئے.... بلکہ یہ سمجھئے کہ آپ کو ملازمت مل گئی۔!"

مم.... میں کس طرح....!"

نہیں....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اچھا یہ بتایئے.... آپ ... کے ڈکے میں کچھ سامان وامان بھی ہے۔!"

جی ہاں.... ہولڈ ال اور اٹیچی۔!"

بب.... بس ٹھیک ہے۔!" فریدہ جلدی سے بولی۔ "آپ وہ سامان میری گاڑی کے ڈکے میں ... ھ دیجئے۔!"

لل.... لیکن....!"

جلدی کیجئے....!"

دد.... دیکھئے.... مجھے اپنی فٹی سے بڑی.... بڑی یعنی کہ محبت ہے۔! ایک گیلن میں چالیس میل ... ہالتی ہے۔ میں اسے یہاں نہ چھوڑ سکوں گا۔!"

میں کب کہتی ہوں کہ اُسے یہیں چھوڑ دیا جائے۔ یہ تو بس رات بھر یہیں کھڑی رہے گی صبح ... پ اپنی گاڑی میں ہوں گے۔ میں اپنی گاڑی میں۔!"

تت.... تو میں رات بھر آپ کی گاڑی میں رہوں گا۔!"

اوہو.... آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔!"

مم.... میں.... نہیں تو....!" وہ زبردستی ہنس پڑا۔

نکل گھامڑ.... فریدہ نے سوچا.... اور بولی۔ "اس وقت ہم ایک ایکٹویٹی کرنے جا رہے ہیں ... یرے کچھ دوست مجھے دھوکہ دے کر ہالی ڈے کیمپ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ لیکن مجھے علم ... لیا میں نے ان کا تعاقب کیا اور یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ ڈاک بنگلے میں موجود ہیں۔ مجھے سخت ... جھن محسوس ہوئی ان کی یہاں موجودگی پر۔ میں سوچ رہی تھی کہ وہ مجھے دیکھ کر بے تحاشہ قہقہ ... گائیں گے اور مجھے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ میں تنہا ہوں اور اب آپ مل گئے ہیں۔ میں ان ... جتاؤں گی کہ آپ میرے گہرے دوستوں میں سے ہیں اور ہم نے ہالی ڈے کیمپ جانے کا پروگ ... م بہت عرصہ سے بنا رکھا تھا۔!"

"تت.... تو.... آپ انہیں بیوقوف بنائیں گی۔!"

"اوہ.... آپ تو بہت سمجھ دار ہیں.... جی ہاں یہی بات ہے۔!"

خلاف امید نوجوان نے بڑے مایوسانہ انداز میں اپنے سر کو جنبش دی۔

"کیوں.... کیا بات ہے....!"

"میں مجبور ہوں۔!"

"کیوں.... کیوں....!"

"میری ممی کہتی ہیں.... خود بیوقوف بن جاؤ.... لیکن کسی کو بے وقوف نہ بناؤ۔!"

"ہوں....!" فریدہ نے طویل سانس لے کر اس کے چہرے پر نظر جمادی۔ معصومیت اور حماقت مآبی میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

بالآخر اُس نے کہا۔ "اس کے باوجود بھی آپ کی ممی ہی کی بات اونچی رہے گی۔ بے وقوف تو میں بناؤں گی انہیں.... آپ سے کیا مطلب....!"

"لیکن میں آپ کا دوست کب ہوں۔!"

"ارے.... واہ اتنی دیر سے گفتگو کررہے ہیں۔ ابھی تک دوست ہی نہیں بنے....؟"

"بن گئے ہیں....؟" اس نے احمقانہ استعجاب کے ساتھ پوچھا۔

"پھر بھلا دوست کس طرح بنتے ہیں.... مل بیٹھتے ہیں۔ بات چیت ہوتی ہے اور بس.... دوست بن جاتے ہیں۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!" وہ اطمینان کے ساتھ سر ہلا کر بولا۔

"نام کیا ہے آپ کا....؟"

"عمران.... علی عمران....!"

"نام بھی آپ ہی کی طرح خوبصورت ہے۔!" فریدہ مسکرا کر بولی اور عمران نے شرما کر سر جھکالیا۔

"خدا کی قسم....!" فریدہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر رک گئی۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "لیکن آپ ان لوگوں کی موجودگی میں زیادہ تر خاموش ہی رہیں گے۔!"

"جی بہت اچھا....!"

"میں ان سے کہہ دوں گی کہ آپ فلسفہ کے طالب علم ہیں۔!"

"لل.... لیکن.... فلسفہ تو....!"

"فکر نہ کیجئے.... وہ سب میں سنبھال لوں گی۔ لیکن آپ کا رویہ میرے ساتھ ایسا ہی رہنا چاہئے جیسے ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔ اگر مجھے مخاطب کرنے کی ضرورت پیش آئے تو آپ کی بجائے تم کہہ کر مخاطب کیجئے گا۔ میرا نام فریدہ ہے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....؟" وہ بہت زیادہ خوش نظر آنے لگا۔

"کیا ٹھیک ہے۔!"

"فریدہ کہہ کر تو میں آپ کی چٹیا بھی پکڑ سکوں گا۔!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"میری چچازاد بہن کا نام بھی فریدہ ہے.... اور میں اس کی چٹیا پکڑ کر اس زور سے جھٹکے دیتا ہوں کہ گھنٹوں بیٹھی بسورا کرتی ہے۔!"

"خیر.... خیر.... ہاں تو اب اپنا سامان نکال لیجئے ڈکے سے۔!"

عمران نے اپنی ٹوسیٹر کی ڈکے سے ہولڈ ال اور اٹیچی کو فریدہ کی گاڑی میں منتقل کردیا۔

"اپنی گاڑی کو لاک کردیجئے۔!" فریدہ نے کہا۔

"جی بہت اچھا....!"

سامان ڈکی میں رکھ کر فریدہ کی ہدایت کے مطابق وہ اگلی سیٹ پر اس کے قریب جا بیٹھا۔

فریدہ نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بیک کی اور اُسے سیدھی عمارت کے برآمدے کی طرف لے چلی گئی۔

برآمدے سے ملا کر گاڑی کھڑی کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "دیکھو ہوشیار رہنا۔ یہ قطعی نہ ظاہر ہونے پائے کہ تم یہیں اتفاقاً میرے دوست بنے ہو۔!"

"جی بہت اچھا....!"

"پھر وہی جی بہت اچھا....!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "یوں کہو.... اچھا فریدہ ایسا ہی ہوگا۔!"

وہ جھینپے ہوئے انداز میں بولا۔ "اچھا فریدہ ایسا ہی ہوگا۔!"

"بس دروازہ کھول کر نیچے اترو اور مجھے بھی اترنے میں مدد دو....!"

"مدد کیسے دوں....؟"

"یعنی کہ جب میں نیچے اترنے لگوں تو میرا ہاتھ پکڑ لو اور یہ ظاہر کرو جیسے مجھے بھیگنے سے بچانا چاہتے ہو۔!"

"گگ.... گود میں اٹھا کر.... وہاں پہنچادوں یعنی کہ...!" وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"احمق.... وہ جھینپ گئی.... سارا کھیل بگاڑ دو گے۔!"

"پھر بتائیے میں کیا کروں....!" وہ بے بسی سے بولا۔

"ایک طرف ہٹ جاؤ.... میں خود اتر جاؤں گی۔!"

"جی بہت اچھا....!" وہ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا اور اس کے لئے دروازہ کھولے رہا۔ وہ ایک ہی جست میں برآمدے میں پہنچ گئی۔

"اب چلو.... اندر چل کر دیکھیں کہ وہاں کوئی ایسا آدمی بھی مل سکتا ہے جو ہمارا سامان ڈکے سے نکال کر اندر پہنچادے۔"

"میں دوڑ کر دیکھ آؤں....!"

"اوہ.... بس خاموش رہو.... چلو میرے ساتھ۔!" اس نے کہا اور سوچا اتنا گھامڑ آدمی آج تک نظر سے نہیں گزرا۔ آخر اس نے انجینئرنگ کی ڈگری کیسے حاصل کی ہوگی۔

وہ دونوں نشست کے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہاں چار مرد مختلف جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک لڑکی بھی تھی۔ خاصی دلکش اور اسمارٹ تھی۔ عمر بیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ اس کے قریب ہی ایک توانا اور بھاری جبڑوں والا مرد بھی بیٹھا نظر آیا۔ اس کی عمر بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں تھی لیکن جسم کی بناوٹ کی بنا پر بھاری بھر کم لگتا تھا۔ گٹھا ہوا کسرتی بدن لباس کے اوپر سے بھی ظاہر ہو رہا تھا۔ شخصیت خاصی پرکشش تھی۔

فریدہ نے وہاں ان دونوں کی موجودگی پر حیرت ظاہر کی اور وہ بھی اُسے دیکھ کر ٹپٹا سے گئے تھے۔

"اوہو.... تیمور.... صفیہ....!" فریدہ کے لہجے میں حیرت تھی۔ پھر وہ ہنس پڑی.... اور بولی۔ "تم لوگ کہاں آ پھنسے....!" لڑکی جسے اس نے صفیہ کہہ کر مخاطب کیا تھا کرسی سے اٹھتی

وئی بولی۔ "تم کہاں جا رہی تھیں....؟"

"ہالی ڈے کیمپ.... یہ عمران ہیں.... اور یہ صفیہ.... کیوں؟ میرا خیال ہے کہ تم دونوں پہلے بھی مل چکے ہو۔!"

صفیہ نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں اور اب وہ مرد بھی کرسی سے اٹھ گیا تھا جسے فریدہ نے بور کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

"نہیں میں تو پہلی بار مل رہی ہوں۔!" صفیہ نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاید مجھے بھی پہلے کبھی ان سے ملنے کا فخر نہیں حاصل ہوا۔!" تیمور گونجدار آواز میں بولا۔

"تت.... تو.... اب مل لیجئے۔!" عمران ہکلایا۔

فریدہ ہنس پڑی اور عمران کو پیار سے دیکھتی ہوئی لگاوٹ بھرے لہجے میں بولی۔ "یہ فلسفے کے الب علم ہیں۔!"

"خوب....!" تیمور کا لہجہ طنزیہ تھا۔

عمران نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور فرش کو تکے جا رہا تھا۔

"خیر.... ہاں تو....!" فریدہ چاروں طرف دیکھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "یہاں تو کوئی بھی یا نہیں دکھائی دیتا جو ہمارا سامان یہاں لا سکے۔!"

"میں خود ہی لئے آتا ہوں۔!" عمران بول پڑا۔

"یہی کچھ مجبوراً کرنا پڑے گا۔!" فریدہ بولی۔

وہ دونوں پھر بیٹھ گئے.... اور عمران انہیں وہاں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

یہاں کل پانچ کرسیاں تھیں اور ایک گوشے میں ایک بنچ پڑی ہوئی تھی۔

فریدہ بنچ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ بنچ پر بیٹھ بھی گئی۔

لیکن ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنی کرسی اُسے آفر نہ کی۔ کچھ دیر بعد عمران ہولڈ ال راٹیچی سنبھالے ہوئے اندر آیا۔ اور غالباً اس انتظار میں چپ چاپ کھڑا رہا کہ فریدہ اُسے کوئی وسری ہدایت دے!

"اوہو.... ڈیئر تو اسے رکھ دو نا کسی طرف....!" فریدہ نے جز بز ہو کر کہا۔

عمران نے فدویانہ انداز میں فوراً ہی تعمیل کی اور فریدہ نے اشارے سے اُسے سمجھانے کی

کوشش کرڈالی کہ اب اُسے اس کے قریب ہی بیٹھ جانا چاہیئے۔ لیکن وہ سامان کے قریب بالکل ٹھس کھڑا رہا۔

تیمور اُسے ایسی ہی نظروں سے دیکھے جارہا تھا جیسے اس کے بارے میں کسی قسم کا اندازہ کرنا چاہتا ہو۔ صفیہ کے چہرے پر بھی الجھن کے آثار تھے۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔

"اس بنچ پر بیٹھنے سے شان نہ گھٹ جائے گی.... تم وہاں کیوں کھڑے ہو۔!" فریدہ نے کسی قدر جھنجھلاہٹ کے ساتھ عمران کو مخاطب کیا۔

"اوہو.... ہاں.... ہاں....!" وہ چونک کر بولا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ اگر یہاں....!"

"فکر نہ کرو.... بیٹھ جاؤ.... تفریحی سفر میں تکالیف بھی اٹھانی پڑتی ہیں۔ سچ کہتی ہوں فلسفے نے تمہیں کسی کام کا نہیں رکھا۔!"

عمران کھسیانی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور بنچ پر بیٹھ گیا۔ فریدہ منہ پر رومال رکھ کر آہستہ سے بولی۔ "یہ مت بھولو کہ ہم دونوں بے تکلف دوست ہیں۔!"

عمران نے آنکھیں بند کر کے سر کو اثباتی جنبش دی۔

پھر فریدہ نے کسی قدر اونچی آواز میں کہا۔ "میں تو بہت خوش ہوں اس بے سرو سامانی میں کتنا رومان ہے۔!"

"ہے تو....!" عمران بے ڈھنگے پن سے چہکا.... اور فریدہ نے طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کاش یہ اتنا احمق نہ ہوتا۔ کسی قدر اداکارانہ صلاحیت کا حامل بھی ہوتا۔

"کیوں نہ ہم.... یہ بنچ برآمدے میں اٹھا لے چلیں۔!" فریدہ نے کہا۔ "ایسی دلکش برسات کہاں نصیب ہوگی۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

فریدہ اٹھ گئی۔ عمران نے بنچ اٹھائی اور اُسے برآمدے میں لایا۔ فریدہ پیچھے پیچھے آئی تھی۔

"ٹھیک ہے.... بس یہیں رکھ دو....!" اس نے کہا۔

عمران نے بنچ رکھ کر پوچھا۔ "کیا سامان بھی اٹھالاؤں....؟"

"اوہو.... سامان کہاں بھاگا جاتا ہے.... آخر تم پر اتنی بدحواسی کیوں طاری ہے بیٹھو....!"

وہ دونوں کمپاؤنڈ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ بارش کا زور کم ہو گیا تھا۔!

عمران ایک ٹک خلا میں گھورے جارہا تھا۔ کبھی کبھی ٹھنڈی سانس لے کر منہ بھی چلاتا۔

"ارے تو کچھ بات ہی کرو....!" فریدہ بولی۔

"جج.... جی....!" عمران چونک پڑا۔

"شادی ہوگئی ہے....!" فریدہ نے پوچھا۔

"ب.... بالکل....!" اس نے جلدی سے کہا.... ایسی بوکھلاہٹ طاری ہوئی تھی اس پر کہ ریدہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے....؟"

"مم.... میں نے سوچا.... شاید پھر نوکری نہ دلوائیں آپ.... میں نے اخبارات میں اکثر ایسے بھی اشتہارات دیکھے ہیں جن میں صاف لکھا ہوتا ہے کہ غیر شادی شدہ لوگ اپلائی نہ کریں۔!"

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں۔!" فریدہ سنجیدگی سے بولی۔

"شادی کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے بڑی شرم آتی ہے۔!"

"بھلا یہ کیوں....؟"

"بچے پیدا ہو کر مجھے پاپا کہیں گے؟" عمران نے کہا اور شرما کر سر جھکا لیا۔

"کیا بات ہوئی.... تم واقعی عجیب ہو....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ فریدہ نے سوچا گفتگو جاری ہی رہنی چاہیئے۔ ورنہ یہ فارم میں نہیں آسکے گا۔

"ہوں.... تو یہ بات ہے۔!" وہ سر ہلا کر بولی۔ "لیکن تم اپنے والد صاحب کو کیا کہتے ہو۔!"

"والد....!"

"کیا والد کہہ کر مخاطب بھی کرتے ہو....!"

"بالکل....!" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو گویا اپنی نوعیت کے ایک ہی ہو۔!"

چونکہ کھلا ہوا استہزائیہ انداز تھا اس لئے عمران بگڑ کر بولا۔ "اس کا کیا مطلب ہوا....؟"

مطلب یہ کہ دنیا سے نرالے ہو۔ انگریزی میں باپ کو فادر کہتے ہیں لیکن کوئی بیٹا باپ کو فادر کہہ کر مخاطب نہیں کرتا۔ ڈیڈی یا پاپا کہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں یہی ہوتا ہوگا۔!"

"ہوتا ہو....!" عمران کا لہجہ بدستور غصیلا تھا۔

"یہ تو کھلی ہوئی زبردستی ہے۔!"

"دیکھئے جناب! میں امرود کو ہر حال میں امرود ہی کہوں گا۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"سمجھئے.... وہ سامنے امرود کا درخت ہے اس میں امرود لگے ہوئے ہیں آپ بھی انہیں امرود ہی کہیں گی۔!"

"بالکل کہوں گی۔!"

"لیکن اگر آپ امرود کھا رہی ہوں اور میں پوچھوں کیا کھا رہی ہیں تو آپ یہ تو نہ کہیں گی کہ شکر قند کھا رہی ہوں۔!"

"قطعی نہ کہوں گی۔!"

"بس اس طرح سمجھ لیجئے۔!"

"بھئی کیا سمجھ لوں....؟"

"لاحول ولا قوۃ....!" عمران زیر لب بڑبڑایا۔ "کیسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔!"

"زور سے کہو جو کچھ کہنا ہو۔!"

عمران جھلا کر بولا "میں خط میں ان کو لکھتا ہوں جناب والد صاحب قبلہ السلام علیکم.... پھر زبان سے کیوں۔ ابا ٹبا یا پاپا ٹاپا کہوں؟"

"خدا کی قسم، تم تو واقعی فلسفیوں ہی جیسی باتیں کر رہے ہو۔!" وہ ہنس پڑی۔

اور عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"ہائیں.... تم تو خفا ہو گئے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اتنے میں وہ لوگ بھی برآمدے میں نکل آئے جو اندر بیٹھے ہوئے تھے۔

اب دراصل یہ مسئلہ چھڑا ہوا تھا کہ وہ بذات خود وہاں تک جائیں جہاں سڑک پانی میں ڈوبی ہوئی بتائی جاتی ہے۔ خود دیکھ کر آئیں.... ورنہ ہو سکتا ہے کہ ڈاک بنگلے والوں نے اپنی کمائی کے لئے یہ شوشہ چھوڑا ہو۔

عمران اور فریدہ ان کی گفتگو سنتے رہے۔ لیکن خود کچھ نہیں بولے۔ تیمور اور صفیہ بھی ان

گوں سے متفق تھے جو اس جگہ تک جانا چاہتے تھے۔ بارش اب بہت ہلکی ہو گئی تھی۔

وہ سب اپنی گاڑیوں کی طرف چلے گئے۔

"آپ کے دوست بھی جا رہے ہیں۔!" عمران نے کہا۔

"ہوں.... اوں....!" فریدہ چونک کر بولی۔ یک بیک وہ بہت زیادہ مغموم ہو گئی تھی۔

"لیکن یہ کیسے دوست ہیں....؟"

"کیوں....!" فریدہ اُسے گھور کر بولی۔

"انہوں نے آپ سے چلنے کو نہیں کہا۔!"

"کچھ ایسے زیادہ گہرے دوست بھی نہیں ہیں۔!"

"میرا تو کوئی دوست ہی نہیں ہے۔! میں کسی کو دوست بنانا پسند نہیں کرتا۔!"

"مجھے بھی نہیں....!" فریدہ اٹھلائی۔

"آپ تو مجھے نوکری دلائیں گی نا....!"

"یقیناً....!"

"بس تو پھر آپ میری دوست ہیں....!"

"کیا واقعی تمہاری کسی لڑکی سے دوستی نہیں۔!"

"کیا لڑکیاں بھی دوستی کے قابل ہوتی ہیں....؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں ہوتیں....!"

"ہرگز نہیں ہوتیں.... کیا وہ میرے ساتھ کبڈی کھیل سکتی ہیں۔!"

"واقعی تم عجیب ہو....!"

"کیوں نہ ہم بھی چل کر وہ جگہ دیکھ لیں۔!"

"میں تو اب کہیں نہ جاؤں گی۔ رات یہیں بسر کروں گی۔!"

"اور اگر وہ لوگ چلے گئے....!"

"جہنم میں جائیں....!"

عمران خاموش ہو گیا۔!

فریدہ گہری سوچ میں تھی۔ اس وقت پھر چوٹیں ہری ہو گئی تھیں۔ اس نے ایک ٹھنڈی

سانس لی اور عمران کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔

"کیا تم سچے دل سے میرا دوست بننا پسند کرو گے۔!" اس نے دردناک لہجے میں پوچھا۔

عمران نے ایسے انداز میں پلکیں جھپکائیں جیسے وہ جملہ کسی غیر ملکی زبان میں ادا کیا گیا ہو۔

وہ حیرت سے منہ پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔!

"کیا میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

عمران نفی میں سر ہلا کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔

"حالانکہ ہمارے معاشرے میں عورت اور مرد کی دوستی کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا پھر بھی میری خواہش ہے کہ ہم دوست بن جائیں۔!"

"اچھی بات ہے۔!" عمران بے بسی سے بولا۔

"تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ ایک عورت تم سے دوستی کی خواہش رکھتی ہے؟" فریدہ جھنجھلا گئی۔

"دراصل مجھے یہ سب کچھ نہیں آتا....!" عمران کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "میں بالکل وہ ہوں اس معاملے میں....اُلو....!"

"تب تو تم اور زیادہ اچھے دوست ثابت ہو سکو گے۔!"

"لیکن مجھے آپ کا دوست بالکل پسند نہیں آیا....کیا نام....جمہور....!"

"جمہور....!" وہ ہنس پڑی۔ "جمہور نہیں تیمور....!"

"وہی....وہی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تمہیں کیوں نہیں پسند آیا....؟"

"پتہ نہیں کیوں؟ اس کی صورت مجھے غصہ دلاتی ہے۔!"

فریدہ نے اُسے غور سے دیکھا لیکن بولی کچھ نہیں اور عمران تو اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

اتنے میں وہ دونوں گاڑیاں پھر واپس آتی دکھائی دیں۔

"اوہو....!" فریدہ بولی۔ "یقین نہیں آتا تھا اس بے چارے کی بات پر میں کہتی ہوں اگر اس غریب کو دو چار پیسے مل بھی گئے تو کیا یہ لوگ کنگال ہو جائیں گے۔!"

"کاش اس وقت میرے پاس دو چار مرغیاں ہوتیں۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب....!"

"بیس روپے فی مرغی کے حساب سے بہ آسانی فروخت کر سکتا۔!"

"چھوٹی بات....تم اب ایسی باتیں نہ سوچو....میرے دوست ہو۔!"

"کیا آپ ہنری فورڈ ہیں....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں اتنی دولت مند تو نہیں ہوں....لیکن تم میری گاڑی تو دیکھ ہی رہے ہو۔!"

عمران نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ سب اپنی گاڑیوں سے اترے اور پھر برآمدے میں آکھڑے ہوئے۔

فریدہ نے محسوس کیا کہ تیمور عمران کو گھورے جارہا ہے اور صفیہ کی نظریں بھی اسی کیطرف ہیں۔ اسے ایک طرح کی طمانیت کا احساس ہوا اور کچھ دیر پہلے کی گھٹن دور ہو گئی۔ تو اس نے انہیں ھن میں ڈال دیا ہے۔ اس نے سوچا اور یک بیک کھلنڈرے موڈ میں آ گئی۔

برآمدے کے نیچے ایک بہت بڑا مینڈک پھدکتا پھر رہا تھا۔ اس نے عمران کا شانہ جھنجھوڑ کر نڈک کی طرف اشارہ کیا۔ مقصد صرف مینڈک دکھانا تھا۔ لیکن عمران نے دوسرے ہی لمحے میں آمدے سے باہر چھلانگ لگائی اور اس مینڈک کو پکڑنے کے لئے دور تک دوڑتا چلا گیا اور بالآخر ڑ کر ہی دم لیا۔

برآمدے میں کھڑے ہوئے لوگ ہنس رہے تھے اور فریدہ کا موڈ بالکل چوپٹ ہو گیا تھا۔

تیمور اور صفیہ کے استہزائیہ قہقہے زہر لگ رہے تھے۔ اسے عمران پر شدت سے غصہ آیا اور وہ ھ کر اندر چلی گئی۔ وہاں بیٹھی رہ کر خود بھی مضحکہ بنتی۔ کچھ دیر بعد اس نے عمران کو اونچی آواز ں بولتے سنا....اور بوکھلا کر پھر برآمدے میں نکل آئی۔

وہ سب عمران کو گھیرے کھڑے تھے....اور عمران مینڈک کو دونوں ہاتھوں میں دبائے کہہ ا تھا۔ "یہی ہے....مجھے عرصہ سے اس کی تلاش تھی۔ اس مینڈک کو یونانی زبان میں "پونی س" اور عربی میں "بنی غورث" کہتے ہیں۔!"

"اوہو....!" کسی نے کہا۔ "ہمیں نہیں معلوم تھا کہ یہ اتنا معزز مینڈک ہے۔!"

"اب اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔!" عمران نے سر ہلا کر سنجیدگی سے کہا۔

"کچھ اور بتائیے اس کے بارے میں....!"

"زہر مہرہ ہوتا ہے اس کی کھوپڑی میں۔!"

"زہرہ مہرہ کیا چیز....؟" اُسی آدمی نے سوال کیا۔

"پتھر کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے۔ چمک دار اور سیاہ رنگ والی.... بالکل سیاہ نہیں.... بلکہ سبزی مائل سیاہی ہوتی ہے۔ زہر مہرہ کا استعمال تو سب ہی جانتے ہیں۔!"

"نہیں صاحب.... میں تو نہیں جانتا....!"

"اور کوئی صاحب....!" عمران نے کسی فٹ پاتھی مجمع باز حکیم کی طرح ہانک لگائی اور خاموشی سے ان کے چہروں کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر بولا۔

"افسوس صد افسوس.... اتنے لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو زہر مہرہ کا استعمال جانتا ہو۔ اچھا ایک ایک قدم پیچھے ہٹ جایئے۔!"

وہ سب ہنستے ہوئے ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن تیمور اب بھی نہایت سنجیدگی سے عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ صفیہ کبھی ہنستی اور کبھی سنجیدہ ہو جاتی۔

"اچھا تو صاحبان.... میں آپ کو بتاتا ہوں.... زہر مہرہ سانپ کے زہر کا تریاق ہے۔ جہاں سانپ کے دانت کا نشان ہو وہاں زہر مہرہ رکھ دیجئے۔ وہ آپ کے جسم کے گوشت سے چپک کر رہ جائے گا اور اس وقت تک نہیں چھوٹے گا جب تک کہ سارا زہر چوس نہ لے.... کیا نام ہے اس مینڈک کا....!"

کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران ایک ایک کی شکل دیکھتا رہا پھر ہنس کر بولا۔ "بھول گئے اتنی جلدی.... یونانی میں پونی گرس اور عربی میں بنی غورث کہتے ہیں۔!"

"فیثا غورث کی اولاد تو نہیں ہے....!" کسی نے کہا۔

"جی میں اتنا جاہل نہیں ہوں....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ فیثا غورث ببول کے درخت کو کہتے ہیں۔!"

پھر قہقہہ پڑا.... تیمور اب بھی سنجیدہ تھا.... البتہ صفیہ دوسرے قہقہوں کا ساتھ دے رہی تھی اور فریدہ کا دل چاہ رہا تھا کہ عمران کو پیٹ کر رکھ دے۔

"بھائی صاحب.... اب اس سے زہر مہرہ حاصل کیسے کیا جائے گا۔!" ایک آدمی نے بڑی لجاجت سے پوچھا۔

"الٹا لٹکا دیجئے.... اس کو.... اور نیچے آگ جلا کر گہرا دھواں کیجئے۔ بوکھلا کر خود ہی اُگل دے ے۔!" عمران نے کہا۔

"کھوپڑی توڑ کر کیوں نہ نکال لیں....!" کسی نے تجویز پیش کی۔

"ہرگز نہیں صاحبان.... اس طرح آپ زہر مہرہ ہرگز نہیں حاصل کر سکیں گے پانی ہو جاتا ہے۔ زندہ مینڈک راضی خوشی سے اگل دے تو آپ خوش نصیب ہیں۔!"

"ہاں یہ ٹھیک کہتے ہیں۔!" ان میں سے ایک آدمی بولا۔ چونکہ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی ں لئے دوسرے خاموش ہی رہے۔

اور اس کے بعد تو سب ہی سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرنے لگے تھے۔ کیونکہ انہیں کچھ کچھ آ رہا تھا کہ ان کے دادا یا نانا بھی زہر مہرہ کے بارے میں اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے۔ حد یہ ہے کہ فریدہ نے بھی یہی محسوس کیا جیسے پہلے بھی کبھی یہ چیز اس کے گوش گذار ہوئی ہو۔

پھر اُس نے ایک حیرت خیز منظر دیکھا۔ وہ سارے شریف آدمی اس مینڈک کو الٹا لٹکا دینے کی ر میں پڑ گئے تھے۔ اس کی پچھلی ٹانگیں باندھی گئیں.... اور ایک صاحب اسے لٹکائے کھڑے ہے۔ دوسرے جیالے نے اپنے سوٹ کیس سے دو قمیضیں نکالیں اور ان میں آگ لگا دی۔ بارش وجہ سے انہیں خشک لکڑی یا خس و خاشاک نہیں مل سکتے تھے۔ لہٰذا زہر مہرہ حاصل کرنے کے وق میں انہیں دو قمیضیں پھونکنی پڑی تھیں۔

فریدہ نے عمران کی طرف دیکھا جو اب اُن سے الگ تھلگ کھڑا انہیں عجیب انداز میں دیکھ رہا ا۔ چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے مینڈک کو الٹا لٹکا دیکھ کر سخت عبرت ہوئی ہو۔

"ذرا اور ادھر.... دھواں نہیں لگ رہا۔!" قمیضوں میں آگ لگانے والے نے اسے ہدایت ی جو مینڈک کو الٹا لٹکائے کھڑا تھا۔

فریدہ سنجیدگی سے منتظر تھی کہ اب مینڈک نے منہ کھولا اور اب زہر مہرہ ٹپکا۔

دونوں قمیضیں خاک ہو گئیں.... لیکن کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔

اب عمران کچھ اس قسم کا منہ بنائے ایک ایک کی شکل دیکھ رہا تھا جیسے نادانستگی میں کوئی کڑوی یز کھا گیا ہو۔

دفعتاً فریدہ نے محسوس کیا کہ اب ان لوگوں کی آنکھوں میں خفت اور جھنجھلاہٹ کے آثار

پائے جا رہے ہیں۔

"کیوں جناب....!" اچانک اس آدمی نے عمران کو مخاطب کیا جس نے اپنی دو عدد قمیضیں ضائع کی تھیں۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" عمران سر ہلا کر پُر تشویش لہجے میں بولا۔

"دراصل مجھے یاد نہیں اسے کتنی دیر تک دھواں دیا جاتا ہے۔!"

"بے وقوف بناتے ہو....!" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"ارے توبہ توبہ....!" عمران دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "یہ بات ہو تو سامنے کی دونوں آنکھیں پھوٹ جائیں۔!"

"سامنے کی.... یعنی میری....!" اس نے جھینپ کر کہا۔

"خدانخواستہ....!" عمران کے لہجے میں خلوص تھا۔

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ وہی مینڈک ہے....!" دوسرا آدمی بولا۔

"اب میں کیا عرض کروں جناب.... حکیم نل نل فلوس نے یہی پہچان لکھی ہے۔ میں کہتا ہوں ابھی کچھ دیر اور دھواں....!"

"اب آپ اپنی قمیض اتاریئے....!" پہلا بول پڑا۔

"اگر مانگے کی نہ ہوتی تو اسے اس تجربے پر قربان کر دیتا۔!"

"عمران....!" فریدہ نے اُسے آواز دی۔

"او.... ہو.... اچھا اچھا....!" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی طرف بڑھا۔

"اندر چلو....!" فریدہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔

اندر گھسیٹ لائی اور ہانپتی ہوئی بولی۔ "یہ تم نے کیا شروع کر دیا۔!"

"مم.... میں نے!" لہجہ نہ صرف تحیر آمیز تھا بلکہ اس میں خوفزدگی کی بھی آمیزش تھی۔

"ہاں تم نے.... یہ بچگانہ حرکتیں....!" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"آپ ہی نے تو کہا تھا مینڈک پکڑنے کو....!"

"پکڑنے کو کہا تھا.... میں نے یا صرف دکھایا تھا....!"

"لاحول ولا قوۃ....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "کیا حماقت ہوئی ہے۔!"

"اور پھر یہ زہر مہرہ والی حرکت....!"

"بس یاد آگیا کہ اس مینڈک کو یونی گرس کہتے ہیں... یونانی میں اور عربی میں بنی غورث۔!"

وہ اُسے تیز نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "اگر میں ساتھ نہ ہوتی تو یہ لوگ تمہاری پٹائی تے.... سمجھے۔!"

"آپ ساتھ نہ ہوتیں تو مجھے کیا پڑی تھی خواہ مخواہ مینڈک پکڑتا پھرتا۔!"

عمران نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور بڑبڑاتا رہا۔ "واہ یہ اچھی رہی.... خود ہی تو مینڈک نے کو کہیں....!"

"تمہیں گھن نہیں معلوم ہوئی تھی۔!"

"اب معلوم ہو رہی ہے.... خواہ مخواہ ایک ایسے نامعقول مینڈک کے ساتھ مغزماری کرتا رہا ہر مہرہ بھی نہ اگل سکا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ابھی اور دھواں دینا چاہئے۔!"

"اور اس گدھے نے اپنی دو قمیضیں پھونک دیں۔!"

"آپ کے پاس کوئی ساری واری بھی ہے.... ابھی میں مطمئن نہیں ہوا۔!"

"کیا مطلب....؟ اب میری ساری بھی جلوانے کا ارادہ ہے۔!"

"اگر میں اُس سے زہر مہرہ اگلوانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ں۔!"

"تم اپنا اٹیچی ٹٹولو.... میرے پاس تو کچھ بھی نہیں....!"

"میرے پاس سارے کپڑے مانگے کے ہیں.. چھ مہینے سے بے کار ہوں ہنسی کھیل نہیں ہے۔!"

"تو ان لوگوں سے یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم مانگے کی قمیض پہنے ہوئے ہو۔!"

"آہا.... تو پھر کیا اُسے جلوا دیتا....!"

فریدہ زچ ہو جانے والے انداز میں خاموش ہو گئی۔

ڈاک بنگلے میں چار کمرے تھے۔ ایک ان دونوں کے حصے میں بھی آیا تھا۔ لیکن شب بسری لئے فرش ہی نصیب ہوا۔ ڈاک بنگلے کا محافظ پانچ سے زیادہ چارپائیاں مہیا نہ کر سکا تھا۔ چار عدد

ان کے ہاتھ لگی تھیں جو سیڈان پر آئے تھے اور ایک صفیہ اور تیمور کے حصے میں آئی تھی۔ اُن چاروں نے اخلاقاً بھی ایک چارپائی سے دستبردار ہونا پسند نہیں کیا تھا۔

فریدہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی موجودگی میں وہ دونوں ایک ہی کمرے میں رات گذارنے کی جرأت کر سکیں گے۔ اس کا خیال تھا کہ صفیہ اس سے کہے گی کہ وہ اس کے ساتھ رہے گی۔ عمران اور تیمور دوسرے کمرے میں رات بسر کریں گے۔

فریدہ سوچتی اور اُبلتی رہی۔ حتیٰ کہ ایک بار بے خیالی میں زبان سے بھی نکل گیا۔ ”میں اُسے گولی ماردوں گی۔!“

عمران جو اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اُچھل پڑا اور گھگھیا کر بولا۔ ”وہ تو پہلے ہی مارا جاچکا۔!“

”کون....؟“ فریدہ نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”مینڈک....!“

”خاموش رہو....!“

”جی بہت اچھا....!“

”لالٹین کی ناکافی روشنی میں اس کے چہرے کے تاثرات کا اندازہ کرنا دشوار تھا۔!“

فریدہ فوراً ہی سنبھل گئی۔ اس نے سوچا اس بے چارے سے ایسے لہجے میں گفتگو نہ کرنی چاہئے۔

”تم کب تک یونہی بیٹھے رہو گے۔ اپنا بستر بچھاؤ اور سو جاؤ۔!“

”اور آپ....!“

”میں عادی ہوں جاگنے کی.... ساری رات اسی کرسی پر بیٹھ کر گذار سکتی ہوں۔!“

”اور میں سر کے بل کھڑا ہو کر بھی سو سکتا ہوں۔ اس لئے براہِ کرم میرا بستر استعمال کیجئے۔!“

”یہ ناممکن ہے.... اتنی زیادہ تکلیف نہیں دے سکتی تمہیں۔ یہی کیا کم ہے کہ میرے ساتھ اس ڈرامے میں شریک ہوگئے ہو۔!“

”میری سمجھ میں تو نہیں آتا....!“

فریدہ کچھ نہ بولی۔ وہ اسے بتاتی بھی کیا....؟

”تم اپنے بارے میں مجھے بتاؤ....؟“ اس نے کہا۔

”میں.... یعنی میں.... اپنے بارے میں۔!“ عمران رک رک کر بولا۔ ”علی عمران نام ہے۔ پ کا نام ایف رحمان۔ پتہ نہیں کیوں وہ خود کو فضل الرحمٰن لکھتے ہوئے شرماتے ہیں۔ ہمیشہ ایف حمان ہی لکھتے ہیں۔ ہر سال میرے لئے ایک بھائی یا بہن مہیا کرنا ان کی ہابی ہے۔!“

”مضحکہ اڑا رہے ہو باپ کا....!“

”وہاٹ اے گریٹ مین ہی از....!“

”میں ان کے بارے میں نہیں تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔!“

”ابھی میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ اپنے بارے میں کچھ بتا سکوں۔!“

”کوئی گرل فرینڈ بھی رکھتے ہو....!“

”کہاں رکھوں.... جیب بہت مختصر ہے۔!“

”اس وقت تو تم بڑی عقلمندی کی باتیں کر رہے ہو۔!“

”سورج طلوع ہوتے ہی عقل رخصت ہو جاتی ہے۔!“

”کبھی کسی سے محبت بھی کی ہے۔!“

”صرف اپنی فتی سے.... جو ایک گیلن میں چالیس میل نکالتی ہے۔!“

”کرو بھی کیا؟ تمہیں منہ لگائے گا کون....!“ وہ جل کر بولی۔

”اچھا اس کی بات نہ کیجئے۔ مجھے شرم آتی ہے....!“ عمران نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا اور یدہ ہنس پڑی۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔

”سوال یہ ہے کہ رات کیسے گذرے گی۔!“ فریدہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔!“

”تم کیا سوچ رہے ہو....!“

”کچھ کھائے بغیر رات کیسے گذرے گی۔ چوکیدار نے کہا تھا کہ وہ رات کا کھانا مہیا کریگا۔“

”اگر اس نے کوئی ایسی اچھی بات کہی تھی تو مجھے اُس شریف آدمی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔!“

عمران اٹھتا ہوا بولا۔

نہیں.... تم کہیں جاؤ گے نہیں....!"

"کیوں....؟"

"تنہا مجھے ڈر لگے گا.... دیکھو کتنا گہرا اندھیرا ہے۔!"

"لالٹین ساتھ لے جاؤں گا.... آپ فکر نہ کیجئے۔!"

"یعنی میں اندھیرے میں رہ جاؤں گی۔!"

"اندھیرے میں ڈر نہیں لگے گا۔!"

"کیا بات ہوئی....!"

"اندھرے میں کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا پھر ڈر کس چیز سے لگے گا۔!"

"پتہ نہیں کہاں کی منطق کھود لاتے ہو۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد فریدہ نے پوچھا۔"کیا تم بہت بھوکے ہو....؟"

"تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے میں نے....!"

"کیوں اڑاتے ہو....؟"

"چھ ماہ سے بیکار ہوں.... ہنسی کھیل نہیں ہے اور دیکھئے میں نے ان لوگوں کے ساتھ ایک لمبا چوڑا ناشتہ دان بھی دیکھا تھا۔!"

"کن لوگوں کے ساتھ....!"

"منصور اور صفیہ کے ساتھ....!"

"منصور نہیں.... تیمور.... تمہاری یادداشت کمزور معلوم ہوتی ہے۔!"

"اچھا کیا فرق ہے منصور اور تیمور میں....!"

"کوئی فرق ہی نہیں ہے....؟"

"میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔!"

"اچھا خاموش رہو.... دماغ چاٹ ڈالتے ہو۔!"

"پتہ نہیں کیوں.... اس آدمی تیمور کو دیکھ کر مجھے غصہ آنے لگتا ہے۔!"

"بھلا غصہ کیوں آنے لگتا ہے۔" فریدہ کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا ہے۔!"

"کہیں اس سے الجھ نہ بیٹھنا.... توڑ مروڑ کر رکھ دے گا۔ کسی ارنے بھینسے کی طرح طاقتور ہے۔!"

"شاید اسی لئے غصہ آتا ہے کہ وہ کسی ارنے بھینسے کی طرح عقل سے بھی محروم ہے۔!"

"تم نے کیوں کہی یہ بات....؟"

"یہ کیسا دوست ہے آخر کہ ایک بار بھی اس نے آپ کی خیریت نہیں دریافت کی۔!"

فریدہ کا سارا جسم جھنجھلا اٹھا۔ ہونٹ ہلے لیکن جواب میں کچھ بھی زبان سے نہ نکل سکا۔ اس نے سوچا کہ اس اجنبی کو سب کچھ بتا دیا جائے؟ لیکن کیوں؟ آخر کیوں؟ اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔

بالآخر وہ کھنکار کر بولی۔"ہر طرح کے دوست ہوتے ہیں دنیا میں۔!"

"ہوتے ہوں گے۔ لیکن اس طرح کا دوست میری سمجھ میں تو نہیں آتا....!"

"کس طرح کا دوست....؟"

"یہ بھی آپ ہی بتایئے.... کوئی میں نے اُسے قریب سے دیکھا ہے۔!"

فریدہ خاموش ہوگئی۔ پھر زبردستی کی ہنسی کے ساتھ بولی۔"تو اس طرح بے تکی باتوں میں رات گذاریں گے۔!"

"میرا دل نہیں لگ رہا۔!" عمران بڑبڑایا۔

"کیوں....؟"

"مچھر نہیں ہیں.... یہاں....!" اس نے بڑی بیزاری سے کہا۔

"یعنی کہ مچھروں کے نہ ہونے کی وجہ سے تمہارا دل نہیں لگ رہا۔!"

"بالکل.... کتنا اچھا ستار بجاتے ہیں.... رات کی تنہائیوں میں دل بہلتا ہے اس سے۔!"

"کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں رہتا۔!"

"جی نہیں.... میں شاہ دارا میں تنہا رہتا ہوں۔!"

"اور گھر کے دوسرے لوگ....!"

"وہ سب دارالحکومت میں رہتے ہیں۔ مسٹر ایف رحمان کے ساتھ۔!"

"بڑی بیزاری سے اپنے باپ کا تذکرہ کرتے ہو۔!"

"اس سے بھی زیادہ بیزاری سے وہ میرا تذکرہ کرتے ہوں گے۔"

"کیوں....؟"

"انہیں شاید معلوم ہی نہ ہو کہ میں زندہ بھی ہوں یا مر گیا۔!"

"عجیب عجیب باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ تم اپنے گھر والوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے۔!"

"شرم آتی ہے۔!"

"کیوں شرم آتی ہے۔!"

"اب اتنا لمبا چوڑا ہو جانے کے بعد بھی انہیں والد صاحب کہوں.... ممی کہوں....!"

"شاید تم کریک ہو....!"

"یہی ہے فساد کی جڑ.... وہ مجھے کریک سمجھتے ہیں۔ آپ بھی یہی سمجھتی ہیں۔ لہٰذا میں جا رہا ہوں۔!" وہ اٹھتا ہوا بولا۔

"کہاں جا رہے ہو....!" فریدہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"بس اب نہیں ٹک سکتا یہاں.... نوکری جائے چولہے میں....!"

"میں تمہیں اتنا بھی سیدھا نہیں سمجھتی کہ مذاق اور سنجیدگی میں فرق نہ کر سکو....!"

"بالکل سمجھئے.... بعض اوقات میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں خود کو کیا سمجھوں۔!"

"یہ اچھی بات تو نہیں ہے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... یا تو آپ اپنے الفاظ واپس لیجئے.... یا میں جا رہا ہوں۔ اپنا ہولڈال اور اٹیچی بھی لے جاؤں گا۔!"

"اتنی بے مروتی....!"

"بس میں کچھ اسی قسم کا آدمی ہوں۔!"

"اچھا میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔!"

"مجھے قطعی افسوس نہیں ہے اپنے رویے پر.... جب آپ تیمور جیسے دوستوں کو برداشت کر لیتی ہیں تو پھر میں تو کسی قدر شریف بھی ہوں۔!"

"سچ بتاؤں.... میں ابھی تک تمہیں سمجھ نہیں پائی۔ میرے دوستوں احبابوں میں بھی کوئی تم سا نہیں ہے۔!"

"اسی لئے بعض لوگ مجھے درِ یتیم بھی کہتے ہیں....!" عمران خوش ہو کر بولا۔

فریدہ اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کس قسم کے میوں میں شمار کرے۔

"اب میں آپ کے دوست تیمور کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!" عمران نے کچھ دیر د کہا۔

"تت.... تیمور.... آخر وہ کیوں اس طرح تمہارے ذہن پر سوار ہو گیا ہے۔!"

"مجھے بھی معلوم نہیں.... لیکن وہ جب بھی میری طرف دیکھتا ہے مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جیسے دل ہی دل میں مجھے گالیاں دے رہا ہو۔!" عمران نے کہا اور پھر آہستہ سے بولا۔ "اور یہ یہ.... صفیہ تو بالکل بے وقوف لگتی ہے۔!"

فریدہ فوراً ہی کچھ نہ بولی۔ ویسے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اسے ان دونوں کے بارے میں کیا ۓ۔ کیسے بتائے۔!

اب وہ پھر پچھتاوے میں پڑ گئی تھی۔ آخر ضرورت ہی کیا تھی ان دونوں کا تعاقب کرنے کی۔ لیکن اس بے چینی کو کیا کرتی جس نے راتوں کی نیند حرام کر دی تھی۔ دن کا سکون غارت دیا تھا۔

"مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو....!" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اب میں اسی سے معلوم کر لوں گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اسی سے پوچھوں گا کہ تم کیسے دوست ہو....!"

"میں سختی سے اس کی مخالفت کروں گی۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔!"

"آخر کیوں....!"

"بس یونہی.... میں اسے پسند نہیں کرتی۔!"

"آپ کون ہیں....!" عمران لڑاکا بوڑھیوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔ "جان نہ پہچان.... بڑی خالہ سلان.... میں سلان ہی کہتا ہوں.... سلام اور پہچان ہم قافیہ نہیں ہیں۔!"

"اچھا تو ردیف اور قافیہ میں بھی دخل رکھتے ہو....!" فریدہ ہنس پڑی۔

"کیوں نہ رکھوں....؟"

”ارے تمہارا موڈ کیوں خراب ہو گیا....؟“

”بس میں آپ کے توسط سے نوکری نہیں کروں گا۔ ورنہ میری آئندہ سات نسلوں تک یہ خبر پہنچ جائے گی کہ آپ کے توسط سے ملازم ہوا تھا.... اور میرے بچوں کی نظریں آپ کے بچوں کے آگے نیچے ہوں گی۔ خاص طور پر برخوردار ولی جبران تو اسے کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکے گا۔!“

”یہ ولی جبران کون صاحب ہیں....؟“

”میرا لڑکا....!“ عمران شرما کر بولا۔ ”میں اپنے پہلے لڑکے کا نام ولی جبران رکھوں گا۔!“

”ابھی سے نام بھی طے ہو گیا۔!“

”بس سوچتا رہتا ہوں۔!“ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ شرما کر کہا۔ پھر یک بیک سنبھل کر بولا۔ ”یہ میں کہاں کی اڑانے لگا۔ ہاں تو یہ تیمور....!“

”جہنم میں گیا تیمور.... بس تم ایسی ہی بھولی بھالی باتیں کرو.... رات کٹ جائے گی۔!“

”ارے اس کی وہ نظریں سخت توہین آمیز تھیں۔ میرے سینے میں بھٹی دہک رہی ہے۔!“

”تو محض نظروں کی وجہ سے تم جھگڑا مول لو گے۔!“

”کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی کئی بار محض نظروں ہی کی وجہ سے جھگڑا کر چکا ہوں۔!“

”کیا ہوا تھا.... کوئی واقعہ مجھے بھی سناؤ....!“

”بس کسی کی آنکھ کچھ کہہ دے.... پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔!“

”آخر کیا کہتی ہیں آنکھیں....؟“

”ایک بار کسی کو میں نے کوئی مشورہ دیا تھا۔ دفعتاً قریب ہی پائی جانے والی دو آنکھوں سے آواز آئی آپ چغد ہیں۔ بس ٹھیک پیشانی ہی پر میرا گھونسا پڑا تھا۔!“

”آنکھوں سے آواز آئی تھی....؟“

”ہاں.... صرف میں ہی سن سکتا ہوں ایسی آوازیں میرا دعویٰ ہے....!“

”اپنی باتیں تم خود ہی سمجھو.... میری سمجھ میں تو نہیں آتیں....!“

”سمجھنے کی کوشش کیجئے.... پچھلے سال ایک لڑکی کی آنکھوں سے آواز آئی تھی۔ مجھے تم سے وہ ہے۔!“

”یہ.... وہ کیا ہے....؟“

”ارے وہی....!“

”کیا وہی....؟“

عمران نے دانتوں میں انگلی دبا کر آہستہ سے کہا۔ ”محبت“ اور فریدہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

”اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کی آنکھوں سے آواز آنے لگی۔ تم بدھو ہو۔ بالکل بدھو...!“ عمران بولا۔

”تب تو تم نے اس کے بھی گھونسہ رسید کیا ہو گا۔!“ فریدہ ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

”نہیں.... میں ایسا نہیں کر سکا۔ لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھتا۔!“

”لڑکیوں کے ساتھ یہ رعایت کیوں ہے....؟“

”کچھ بے چاریاں مجھ سے بھی زیادہ ناقص العقل ہوتی ہیں۔!“

”فرض کرو.... کبھی کسی پر ہاتھ اٹھ ہی جائے تو....!“

”مجبوری ہے....!“

”پھر بعد کو تمہارا دل نہیں دکھے گا۔!“

”میں تیمور کی بات کر رہا ہوں۔!“

”اوہ.... ختم کرو.... یہ قصہ.... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!“ فریدہ بولی۔

”میں تین دن سے بھوکا ہوں۔!“

فریدہ جھنجھلا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ چوکیدار دروازے کے قریب کھنکارا۔

”کیا بات ہے....؟“ فریدہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

”آپ لوگ یہیں کھانا کھائیں گے یا سب کے ساتھ....!“

”یہیں....!“ فریدہ نے کہا۔ ”اور دیکھو جلدی کرو۔!“

”بہت اچھا بیگم صاحب.... ابھی دس منٹ میں آیا۔!“

اور پھر وہ ٹھیک دس ہی منٹ بعد دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ہاتھ میں کھانے کی سینی تھی اور ایک دیسی کتے کا پلا بھی اس کے ساتھ ہی کمرے میں گھس آیا تھا۔

وہ سینی رکھ کر چلا گیا۔ لیکن کتے کا پلا وہیں جم گیا تھا۔

تام چینی کی پلیٹ میں چکن کری تھی.... اور اس کے ساتھ کئی عدد موٹی موٹی روٹیاں۔

"اسے بھگادو....!" فریدہ نے کتے کے پلے کی طرف اشارہ کیا اور عمران نے پلیٹ سے ایک بوٹی نکال کر پتھر کیطرح اُسے کھینچ ماری۔ ہلکی سی "چیاؤں" کے ساتھ وہ پیچھے ہٹا اور پھر بوٹی پر ٹوٹ پڑا۔

"یہی طریقہ ہے....؟" فریدہ عمران سے الجھ پڑی۔

"میرے بس سے باہر ہے کہ اس وقت باہر پتھر ڈھونڈنے جاؤں.... دیکھتی رہئے۔ روٹیاں مار مار کر اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا اگر یہ مردود یہاں سے نہ گیا۔"

دفعتاً کتے کے پلے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور وہ فرش پر تڑپنے لگا۔ فریدہ بوکھلا کر کرسی سے اٹھ گئی۔ کتے کا پلا جتنی تیزی سے تڑپا تھا اتنی ہی تیزی سے ساکت بھی ہوگیا۔

"خبردار! کھانے میں ہاتھ نہ لگائیے گا!" عمران نے کہا اور جھپٹ کر دروازے کی چٹخنی چڑھا دی۔

پھر لالٹین اٹھا کر کتے کے پلے کے قریب آیا۔ وہ مر چکا تھا۔

اور کچلی ہوئی بوٹی بھی اس کے قریب ہی پڑی ہوئی تھی۔

فریدہ کے پیر کانپ رہے تھے۔ سر چکرا رہا تھا۔ عمران نے لالٹین اونچی کر کے اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ "بیٹھ جائیے۔!"

"لل.... لیکن.... یہ کیا....!"

"اس بوٹی کو غریب نگل بھی نہیں سکا تھا کہ جان نکل گئی۔!" عمران نے لالٹین نیچی کر کے کتے کے پلے کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھ گئی۔

"اب روکھی ہی روٹیاں زہر مار کرنی پڑیں گی۔!" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔

"یہ.... یہ.... میرے خدا....!" فریدہ کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

"ارے تو ایک وقت روکھی پھیکی ہی پر گذارہ کر لینے میں کون سی آفت آجائے گی۔!" عمران نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

"میں.... میں.... اس کی بات کر رہی ہوں۔!" وہ مردہ پلے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"یہ کل صبح ناشتے میں کام آئے گا۔ امریکہ میں اس کے کباب بڑے ذوق و شوق سے کھائے

جاتے ہیں۔!"

عمران نے روٹی توڑ کر منہ میں رکھنا ہی چاہا تھا کہ فریدہ نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

"کیا کر رہے ہو....؟"

"بھوک کے مارے کہیں اس طرح میں بھی ٹیں نہ ہو جاؤں۔!"

"خدا کے لئے مجھے پریشان نہ کرو.... مت کھاؤ....!"

"روکھی سوکھی کھانے والے کتے کی موت نہیں مرا کرتے.... یہ سعادت تو مرغ خوروں ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ آپ بھی کھایئے۔!"

"نہیں.... میں تمہیں نہیں کھانے دوں گی....!" وہ دانت پیس کر بولی اور نوالہ اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔

"اے اللہ... اس نازک موقع پر میں ایک دعا مانگتا ہوں۔!" عمران گڑگڑایا۔ "پلیز اللہ میاں... نوٹ اٹ ڈاؤن... کہ آئندہ اب کسی خاتون سے میری ملاقات نہ ہونے پائے... بھرپایا!"

"تو گویا تم دیدہ دانستہ مرنا چاہتے ہو....!"

"میں کہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہے صرف مرغ میں ہے۔ روٹیوں میں ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔!"

وہ بہت نیچی آواز میں گفتگو کر رہے تھے۔

فریدہ خوف زدہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "اگر اس وقت یہ کتا یہاں نہ آتا تو کیا ہوتا۔!"

"جو کچھ بھی ہوتا آپ کو ہوتا.... کیونکہ مجھے تو روکھی روٹیاں ہی کھانی تھیں....؟"

"آخر کیوں....؟"

"میں نے آپ کے لئے بھی تیمور کی آنکھوں سے کچھ ایسی ہی آواز سنی تھی۔!"

"کیا مطلب....!" وہ اچھل پڑی۔

"چوکیدار کو ہم سے کیا سروکار.... بھلا وہ زہر کیوں ملانے لگا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ وہ کھانا جو صرف ہمارے لئے لایا جا رہا تھا اس میں کسی نے زہر ملا دیا ہو۔ خیر خیر.... یہ دیکھئے....!"

عمران نے دوسرا نوالہ توڑ کر اسے منہ میں رکھ کر چبانے لگا۔ پھر اُسے حلق سے بھی اتار گیا۔

اس کے بعد دوسرا توڑا.... اسی طرح پوری روٹی صاف کر گیا۔

فریدہ بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔ اُسے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ پیروں کی جان کچھ کھائے پیئے بغیر ہی نکل گئی ہو۔

"اور یہ صراحی بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔!" عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔

"لہٰذا ہم روکھی کھا کر پانی کی بھیک مانگ لائیں گے۔!"

"میں کہتی ہوں تمہیں خوف نہیں معلوم ہوتا۔!"

"روکھی سوکھی کھانے والے کسی سے بھی نہیں ڈرتے۔!"

"اچھی بات ہے تو پھر اب تم کیا کرو گے....؟"

"صبر کے علاوہ اور کیا چارہ ہے.... آپ بھی صبر کیجئے.... ویسے اگر آپ مر جاتیں تو مجھے بیحد افسوس ہوتا۔!" عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔

"افسوس ہوتا تمہیں.... بھلا کیوں....؟"

"نوکری کا معاملہ ایک بار پھر کھٹائی میں پڑ جاتا۔!"

"بس....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"ارے تو یہ اتنی ذرا سی بات ہے۔ چھ ماہ سے بیکار ہوں....؟"

"اگر اس وقت مر ہی گئے ہوتے تو پھر....!"

"مسٹر ایف رحمان کو اس کی اطلاع بھی نہ ملتی۔!"

"تم آخر ہو کیا بلا....؟"

عمران کچھ نہ بولا.... خاموشی سے کھاتا رہا۔ پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "اب میں پانی پینے جا رہا ہوں۔ اگر تیمور کی صراحی سے پی آؤں تو کیسی رہے۔!"

"نہیں.... تم وہاں ہرگز نہیں جاؤ گے.... میں لاتی ہوں تمہارے لئے پانی....!"

فریدہ کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آئی جہاں سیڈان والے چاروں مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ اسے دیکھ کر کرسیوں سے اٹھ گئے۔ وہ بھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔

"میں تھوڑی سی تکلیف دینے آئی ہوں۔ آپ لوگ تشریف رکھئے۔ پانی چاہئے میں لے لوں گی۔ اس کمرے کی صراحی خالی پڑی ہے۔!"

"ضرور.... ضرور....!" وہ بیک وقت بولے۔

"فریدہ نے گلاس میں پانی انڈیلا اور یہ کہتی ہوئی کہ ابھی گلاس واپس کر جائے گی اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

عمران تنہا نہیں تھا۔

اس کے قریب ہی وہ چوکیدار ہاتھ باندھے کھڑا تھا جو کچھ دیر پہلے کھانا رکھ گیا تھا۔

"دیکھو....!" عمران اس سے کہہ رہا تھا۔ "ہم یہ سالن نہیں کھا سکتے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اسے دوسری پلیٹ سے ڈھانک کر لاتے۔!"

"غلطی ہوئی جناب.... لیکن کیا کریں ہمارے پاس برتن کم ہیں۔!"

"ہوں ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "رات کو سینکڑوں خبیث روحیں اڑتی پھرتی ہیں۔ کھانے کو ہمیشہ دوسرے برتن سے ڈھانک کر کھلے آسمان کے نیچے لانا چاہئے ورنہ وہ خبیث روحیں اسے چکھ لیتی ہیں۔ پھر اُسے کھاؤ تو جن آجاتے ہیں سر پر **اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا**....!"

فریدہ نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی لیکن مردہ کتے کا پلا کہیں نظر نہ آیا۔ اس نے آگے بڑھ کر پانی کا گلاس عمران کو تھما دیا۔

"شکریہ....!" عمران گلاس لے کر کسی تھکے ہوئے بیل کی طرح سارا پانی پی گیا۔

وہ چاروں کھانا کھا رہے تھے۔ گلاس واپس کرنا ضروری تھا۔ ورنہ وہ اس وقت وہاں سے ہٹنا نہیں چاہتی تھی۔ پتہ نہیں وہ کس احمقانہ انداز میں چوکیدار سے گفتگو کرے۔

بہرحال اُسے جلدی جلدی گلاس واپس کر کے پھر پلٹ آنا پڑا۔ اب عمران کہہ رہا تھا۔ کبھی کبھی یہ خبیث روحیں بالکل آدمی کی شکل میں سامنے آجاتی ہیں اور اس طرح سالن کو چکھتی ہیں کہ کم از کم تم جیسے شریف آدمی کو پتہ نہیں چل سکتا۔!

"کیسے چکھتی ہیں صاحب....!" چوکیدار نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے بس یہ سمجھ لو کہ تم کھانا لئے مگن مگن چلے جا رہے ہو۔ وہ کسی آدمی ہی کے انداز میں تم سے ٹکرائیں گی۔ اور "معاف کیجئے گا" کہہ کر آگے بڑھ جائیں گی۔ تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا کہ ٹکراتے وقت انہوں نے سالن چکھ لیا تھا۔"

چوکیدار ایسے انداز میں سر کھجانے لگا جیسے ویسی ہی پچویشن اس کے ذہن میں بھی موجود ہو۔

"یاد کر کے بتاؤ.... کہیں ایسا کوئی واقعہ پیش تو نہیں آیا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا بولا۔

"یہی ہوا تھا صاحب.... وہ صاحب مجھ سے ٹکرائے تھے۔ وہ جو دوسری بیگم صاحب کے ساتھ ہیں.... اپنے کمرے سے نکل رہے تھے میں اُدھر سے آ رہا تھا۔!"

"بس تو ٹھیک ہے.... اب اسے یہیں رکھا رہنے دو.... ہم خبیث روحوں کا اثر زائل کرنے کی تدبیریں کریں گے اور پھر کھالیں گے۔ بس جاؤ....!"

وہ سلام کر کے چلا گیا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔!" فریدہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"میرا خیال ہے کہ خبیث روح تیمور کی شکل میں اس سے ٹکرائی تھی۔!"

"آہستہ بولو....!" فریدہ نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرا دعویٰ ہے کہ خبیث روحیں ہمیشہ جانی پہچانی شکلوں ہی کے روپ میں ٹکراتی ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو ان کی پٹائی ہو جائے۔!"

"وہ کتا کہاں ہے....؟"

"ہولڈال کے پیچھے.... میں نے سوچا کہیں مینڈک کے بعد کتے کا قصہ نہ چل نکلے.... اس لئے اُسے چھپا دیا تھا۔ ٹھیک کیا تھا نا....!"

فریدہ کچھ نہ بولی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے خلا میں گھورے جا رہی تھی۔

"آپ نے تو چکھا بھی نہیں تھا۔ پھر آپ کو کیا ہو گیا۔!" عمران نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں تو کیا مجھ پر جن آ گیا ہے....؟" وہ چونک کر بولی اور کھسیانی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

"مم.... میں یہی سمجھا تھا.... آج کی رات بڑی ڈراؤنی ہے۔!"

"سچ بتاؤ.... اس واقعہ سے تم کیا سمجھے ہو۔!"

"عقل حیران ہے کہ کچھ سمجھوں بھی یا ٹال ہی جاؤں....؟" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "خبیث روح تیمور کی شکل میں چوکیدار سے ٹکرائی تھی اور آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں تیمور کے بارے میں کچھ بھی نہ سوچوں....!"

"تم آخر سوچو گے کیا.... اس کے بارے میں....!"

"بہتیری باتیں سوچی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ اس لڑکی صفیہ کی موجودگی میں آپ کا سامنا کرنا پسند نہ کرتا ہو۔!"

"بھلا وہ کس بناء پر ایسا چاہے گا....!"

"وہ جو ہوتی ہے.... کیا کہتے ہیں اُسے....!" عمران خاموش ہو کر متفکرانہ انداز میں اپنا بایاں گال کھجانے لگا۔ پھر بولا۔

"میں فی الحال یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بستر بچھا کر لیٹ جایئے اور سونے کی کوشش کیجئے۔!"

"نیند نہیں آئے گی۔!"

"آپ کوشش تو کیجئے!" عمران نے کہا اور اٹھ کر ہولڈال کو کمرے کے وسط میں گھسیٹ لایا۔

"تم خواہ مخواہ زحمت نہ کرو.... میں بیٹھی رہوں گی۔!"

عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور پھر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ فریدہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔ اس نے اسے بالکل ہی گاؤدی سمجھا تھا لیکن وہ تو معاملات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ معاملات.... وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تیمور اس حد تک گر جائے گا۔ احسان فراموش کمینہ.... اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ کنپٹیوں میں دوران خون ٹھوکریں مارتا رہا۔

کچھ دیر بعد یہ بھی بھول گئی کہ وہ اس کمرے میں تنہا نہیں ہے۔

"لیکن آپ تو ہالی ڈے کیمپ جا رہی ہیں۔!" کچھ دیر بعد عمران کی آواز سن کر چونک پڑی۔

"کیا کہا تم نے....؟"

"میں نے کہا آپ تو ہالی ڈے کیمپ جا رہی ہیں.... پھر نوکری کا کیا ہو گا۔!"

"تمہیں نوکری کی پڑی ہے۔!" وہ جھنجھلا گئی۔

"یعنی کہ.... تت.... تو....؟"

"مرے کیوں جا رہے ہو....!"

"یعنی کہ چھ ماہ سے بیکار ہوں اور مروں بھی نہیں....؟"

"تمہیں یقین کیوں نہیں آتا کہ تمہیں نوکری مل گئی ہے؟" فریدہ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ملے بغیر کیسے یقین کرلوں....!"

"الیکٹرک انجینئری کے بجائے تمہیں میرے سیکریٹری کے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔ سات سو روپے ماہانہ معاوضہ.... رہائش کا انتظام بھی میرے ہی ذمے ہوگا۔ کھانا میرے ساتھ!"

"ارے جائیے.... کسی اور کو اُلو بنائیے گا۔ آپ نوکری دیں گی.... یعنی کہ آپ....؟"

"تم کیا سمجھتے ہو۔!" فریدہ تیز لہجے میں بولی اور اٹھ کر اپنا وینٹی بیگ کھولتی ہوئی غرائی۔

"دیکھو.... میں تمہیں ملازمت دے سکتی ہوں یا نہیں۔ یہ رہا میرا کارڈ....!" عمران نے کارڈ لے کر تحریر پر نظر ڈالی۔

"فریدہ منہاس

مینجنگ ڈائریکٹر

ذیشان ٹیکسٹائل ملز.... شکوہ آباد....!"

عمران کے ہاتھ کانپنے لگے اور اس نے جھک کر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "آداب بجالاتا ہوں جناب.... محترمہ.... بیگم صاحبہ....!" بار بار دہرانا شروع کر دیا۔

"بس.... بس.... ختم کرو....!" فریدہ ہاتھ اٹھا کر ہنستی ہوئی بولی۔

اور عمران اس طرح "اٹین شین" ہو گیا جیسے کوئی رنگروٹ کسی میجر کی پیشی میں ہو۔

"میں نہیں چاہتی تھی کہ تمہیں یہ بات قبل از وقت معلوم ہو سکے۔ اب تمہارے دوستانہ رویے میں فرق آجائے گا۔!"

"جناب عالی.... میں سیکریٹری کے فرائض بھی انجام دے سکوں گا۔ اچھا خاصا اسٹینوگرافر اور ٹائپ رائٹر بھی ہوں۔!"

"لیکن انگریزی کمزور ہے۔ ٹائپ رائٹر.... نہیں ٹائپسٹ....!"

"وہ تو لیڈی ہوتی ہے۔!"

"بہت خوب.... کہیں تم مجھے اُلو تو نہیں بنا رہے۔!"

"جی دراصل مجھے خود کو ٹائپسٹ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پتہ نہیں کیوں....؟"

"فضول باتیں نہ کرو.... تم اب تک اپنے بارے میں سب کچھ جھوٹ کہتے رہے ہو۔ میں بیوقوف تھی لیکن تم اول درجہ کے چالاک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"مم.... میری بات بھی سنئے....!"

"نہیں سنتی....!" وہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گئی اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"امتحان کر لیجئے....!"

"میں نہیں بولتی....!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے.... میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ یہاں اب خاموشی ہی رہے تاکہ ہم دونوں کو مردہ سمجھ کر....!"

"خاموش رہو....!"

"جی بہت بہتر....!"

عمران نے ہولڈ آل کھول کر بستر بچھا دیا اور خود اپنے لئے ایک چادر اور ایک تکیہ نکال کر ے کے دوسرے سرے پر چلا گیا۔ چادر فرش پر بچھائی تکیہ رکھ کر لیٹتے ہوئے کراہا۔ "اللہ تو یم ہے۔!"

فریدہ اسی طرح بیٹھی رہی۔ پھر شائد تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اُسے آواز دی تھی لیکن ب نہیں ملا تھا۔

اُسے وقت کا اندازہ نہیں کہ نیند کب غشی کی طرح اس کے ذہن پر طاری ہوئی تھی۔ عمران کا ایا ہوا بستر یونہی پڑا رہا تھا اور وہ کرسی ہی پر سو گئی تھی۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو کوئی بُری طرح دروازہ پیٹ رہا تھا۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی عمران سامنے ہی ی پر تنا بیٹھا تھا۔

"کون ہے....؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"پتہ نہیں....!"

"تو تم بیٹھے منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ اٹھ کر دیکھا کیوں نہیں؟"

"میں نے کہا آپ ہی جاگ کر حکم دیں تو بہتر ہے۔!" عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف ھتے ہوئے کہا۔

باہر چوکیدار ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑا تھا۔

"صبح کا سلام قبول فرمایئے جناب....!" عمران نے بڑے ادب سے کہا.... اور چوکیدار نے دانت نکال دیئے۔ پھر جلدی جلدی بولنے لگا۔ "سلام صاحب سب لوگ چلے گئے۔ میں نے ک آپ بھی ناشتہ کرلیں۔ چائے اور روغنی ٹکیاں سرکار.... اس سے زیادہ اور کوئی خدمت نہی کرسکتا۔!"

فریدہ نے ناشتہ کرنے سے انکار کردیا۔ رات بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک دوسرے مسافروں کے بارے میں چوکیدار سے پوچھتی رہی۔ اور پھر اسے دس دس کے تین نوٹ دیتی ہوئی بولی۔ "اب ہم بھی جائیں گے۔!"

"بیگم صاحب.... کچھ تو کھا پی لیا ہوتا۔!"

"نہیں.... ٹھیک ہے....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔

اس نے عمران کا ہولڈال اور اٹیچی اس کی ٹوسیٹر میں رکھوا دیئے.... اور اس سے بولی۔" دونوں شکوہ آباد ہی واپس گئے ہیں.... اب ہم بھی ہالی ڈے کیمپ نہیں جائیں گے۔!"

"جو حکم....!"

پھر دونوں اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔ ان کا رخ شکوہ آباد کی طرف تھا۔ فریدہ سوچ ر تھی کیا سچ مچ تیمور یہی سمجھ کر شکوہ آباد واپس گیا ہے کہ وہ دونوں مر چکے ہوں گے۔ وہ تیمور مجرمانہ رجحانات سے بھی بخوبی واقف تھی۔ لیکن وہ اس حد تک بڑھ جائے گا۔ اس نے ک بھولے سے بھی نہیں سوچا تھا کیا وہ سب کچھ بھول گیا۔ سب کچھ....!

فریدہ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں.... اور پھر تو ایسا معلوم ہوا جیسے کسی دریا کا بند ٹوٹ گیا ہو۔ ا نے گاڑی کی رفتار کم کرکے سڑک کے کنارے روک دی۔ کیونکہ وہ ہچکیوں اور سسکیوں کا طوفا اس کے روکے نہیں رک سکا تھا۔ اسٹیئرنگ وہیل پر سر اوندھائے بلک بلک کر رو رہی تھی۔

عمران نے بھی اس کے قریب ہی ٹوسیٹر روکی اور اتر کر پاس آ کھڑا ہوا۔ لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ سر اٹھائے بغیر یکساں رفتار سے بلکتی رہی۔ تقریباً دس منٹ تک یہی کیفیت رہی پھر ا نے سر اٹھایا.... اور سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔ "یہاں آؤ میرے پاس بیٹھو.... اب میری قو برداشت جواب دے رہی ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گی۔ میں نہیں جانتی تم کون ہو.... لیکن

ں تم پر اعتماد کر لینے کو جی چاہتا ہے۔!"

عمران نے چپ چاپ کار کا دروازہ کھولا اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"سنو....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی رہی۔ "تیمور کو میں نے تیمور بنایا ہے ورنہ وہ.... وہ خیر.... میں اور کچھ نہ کہوں گی۔ میں اتنا نہیں کرسکتی کہ اُسے بُرے لفظوں میں یاد کروں۔!"

"انسانیت کے معنی یہی ہیں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"صفیہ میری چھوٹی بہن ہے۔!"

"اوہو....!" عمران حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"چھوٹی بہن! جس کی ہر ضد میں نے ہمیشہ پوری کی ہے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد ہم ں کے درمیان کاروبار کا بٹوارا نہیں ہوا تھا سارا کام یکجائی طور پر چل رہا تھا۔ ہم دونوں بہنیں تھیں۔ آفس میں ہمارا ایک دور کا عزیز کلرک کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ میں نے اسے اس پر ہ کیا کہ وہ ہمارے ساتھ ہی رہا کرے۔ عجیب اتفاق تھا۔ وہ بھی اپنے خاندان کا فرد واحد تھا۔ رین فوت ہو چکے تھے۔ کوئی بھائی بہن بھی نہیں تھے۔ والد صاحب نے ازراہِ اعزہ پروری اُسے نے یہاں ملازمت دی تھی.... ورنہ نان میٹرک لوگوں کو کون پوچھتا ہے آج کل بہر حال.... مارے ساتھ رہنے لگا۔ میں نے کچھ دنوں بعد محسوس کیا کہ ذہین اور باصلاحیت آدمی ہے۔ لہٰذا اس کی زندگی کو نئی راہ پر لگانے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ بھی بڑی تیزی سے وہ سارے اثرات ل کرتا رہا جو میں اس کے ذہن پر مرتسم کرنا چاہتی تھی۔ صرف چھ ماہ میں آدمی بن گیا۔ اب کی حیثیت میرے سیکریٹری کی سی تھی اور ڈیڑھ سو روپے پانے والا کلرک اب ساڑھے آٹھ سو پے ماہانہ کما رہا تھا۔ اچانک میں نے محسوس کیا کہ میں اب ہر وقت اسی کے بارے میں سوچتی ی ہوں.... اور اس کے رویے میں بھی مجھے ایسی ہی تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔ سیکریٹری اور ست سے بڑھ کر کوئی اور حیثیت ہوگئی تھی اس کی۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے اس سے شادی نی چاہئے۔ لیکن خود اپنی زبان سے کیسے کہتی۔ ایک بے تکلف دوست کی حیثیت سے وہ مجھ سے ل کر گفتگو کرنے کا عادی بن چکا تھا.... اور میرے اپنے لئے میرے جذبات واحساسات کو بھی بل سمجھتا تھا۔ لہٰذا اسے ہی پہل کرنی چاہئے تھی۔!"

فریدہ خاموش ہوگئی اور عمران متفکرانہ انداز میں ہونٹ سکوڑے خاموش بیٹھا رہا۔

"تم ہی بتاؤ....!" فریدہ کچھ دیر بعد بولی۔ "اسے پہل کرنی چاہئے تھی نا....!"

"میں نے بھی یہی سنا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شادی کی درخواست مرد ہی کرتے ہیں۔!"

"دفعتاً میں نے محسوس کیا کہ وہ صفیہ میں دلچسپی لے رہا ہے۔ دونوں کو چھپ چھپ کر ملتے بھی دیکھا۔ ہم ایک عمارت میں رہتے تھے ایک ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے گفتگو کرتے تھے۔ پھر چوری چھپے ملنے کا کیا مقصد ہو سکتا تھا۔ جبکہ صفیہ کو بھی علم تھا کہ میں تیمور سے کس قسم کا لگاؤ رکھتی ہوں پھر اچانک ایک دن صفیہ نے اعلان کیا کہ وہ بٹوارا چاہتی ہے۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ کسی بھی مصالحت پر آمادہ نہ ہوئی۔ میں ہمیشہ سے اُس کی ضدیں پوری کرتی آئی تھی۔ لہٰذا مجھے ہی جھکنا پڑا۔ ہم میں علیحدگی ہو گئی۔ ذیشان ٹیکسٹائل ملز اور رہائشی کوٹھی میرے حصے میں آئی اور ایک جننگ فیکٹری تین بنگلوں سمیت اس کے حصے میں نکلی۔ اسی طرح مختلف قسم کی جائیدادوں کا بٹوارا ہو گیا۔ سب کچھ ہوا لیکن مجھے توقع نہیں تھی کہ تیمور مجھے چھوڑ جائے گا۔ جب اس نے مجھے اپنا فیصلہ سنایا تو میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے تین دن تک ہوش نہیں آیا تھا۔ وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ملازمائیں میری خبر گیری کرتی رہی تھیں۔ یہ چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ کچھ دنوں بعد میں نے تہیہ کر لیا کہ اب کسی مرد کی شکل تک نہ دیکھوں گی۔ لیکن اس کے باوجود بھی میں تیمور کے لئے بے چین رہا کرتی تھی.... اور کل اسی بے چینی نے مجھے ان کا تعاقب کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تم خود سوچو کیا یہ ایک طرح کی دیوانگی نہیں تھی۔ وہ مجھ سے پہلے روانہ ہو چکے تھے۔ چونکہ میں نے ان کی ڈگی میں ہولڈال رکھا ہوا دیکھا تھا اس لئے خیال پیدا ہوا کہ وہ ضرور ہالی ڈے کیمپ ہی جائیں گے۔ لیکن ڈاک بنگلے تک پہنچنے سے قبل راہ میں کہیں بھی ان کی گاڑی دکھائی نہیں دی تھی۔ جب ڈاک بنگلے کے قریب رکنا پڑا اور کمپاؤنڈ میں ان کی گاڑی بھی کھڑی دیکھی تو مجھے ہوش آیا اور میری خودداری نے اسے گوارا نہ کیا کہ تنہا ان کے سامنے جاتی اور ان پر یہ ظاہر ہو جاتا کہ میں ان کا تعاقب کرتی ہوئی آئی ہوں۔ خدا نے میری مشکل آسان کر دی۔ یعنی تم مل گئے۔ پھر تمہاری ہی ذہانت نے میری جان بچائی۔ خدا کی پناہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ یا اللہ انسان کتنا احسان فراموش واقع ہوا ہے۔ وہ مجھے زندہ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ سنو.... وہ اپنی کوشش جاری رکھے گا۔ میری طبیعت سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اب کوئی مرد میری زندگی میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اگر وہ مجھے مار ڈالے

میرا اثاثہ قانونی طور پر صفیہ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ پھر دونوں شادی کر لیں گے۔!"

"ارے... لاحول... مجال ہے.... آپ دیکھئے گا.... ایسے ایسے بہت دیکھے ہیں۔!" عمران ل پڑا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بے جان سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "کوئی بہت بڑا وی نہ کر بیٹھنا۔ ورنہ میں تم سے بھی متنفر ہو جاؤں گی۔ یہ تیمور بڑے بڑے دعوے کیا کرتا تھا۔ نا تھا کہ میری افسردگی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں مغموم ہوتی ہوں تو اس کا جگر کٹنے لگتا ہے۔ ں اداس ہوتی ہوں تو اس کا دل چاہتا ہے کہ اپنا گلا گھونٹ لے.... اور اب وہی مجھے زہر دینے پر ا ہوا ہے۔!"

"پولیس کو اطلاع دے دی جائے....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں.... بے چارہ چوکیدار پھنسے گا.... کون یہ ثابت کر سکے گا کہ تیمور ہی کی حرکت تھی۔!"

"جی ہاں....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "یہ تو ٹھیک ہی کہتی ہیں آپ۔!" فریدہ خاموش گئی تھی۔ آنکھیں بھی خشک تھیں۔ ہونٹوں پر پپڑیاں نظر آنے لگی تھیں۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر عمران کی آنکھوں میں دیکھا اور بولی۔

"میں تم سے مطمئن نہیں ہوں۔ پھر بھی نہ جانے کیوں تم پر اعتماد کر لینے کو جی چاہتا ہے۔!"

"صرف چھ ماہ کے لئے مجھے نوکری دے دیجئے.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس طرح گردن ردوں گا اس گرگٹ کی کہ رنگ بدلنا بھول جائے گا۔!"

"بھلا تم کیا کرو گے....؟"

"بس جو بھی موقع پر سوجھ گئی۔ پہلے سے کوئی پروگرام بنانے کا قائل نہیں ہوں۔!" عمران نے سر جھکا کر جواب دیا۔

"میری طرف دیکھو....!"

عمران نے نظر اٹھائی لیکن خود اس کے چہرے پر شرمیلے پن کی سرخی دوڑ گئی تھی۔ فریدہ کسی رح بھی باور نہ کر سکی کہ وہ ایکٹنگ بھی ہو سکتی ہے۔

"ایک عرصہ تو تمہیں سمجھنے میں گذر جائے گا۔!" وہ مسکرا کر بولی۔ "مگر تم فکر نہ کرو.... میں

تمہیں بھی آدمی بناؤں گی۔!"

"جی....!" عمران نے غصیلے انداز میں آنکھیں نکالیں۔

"آدمی.... آدمی بناؤں گی تمہیں....!"

"کتے کا پلا بن سکتا ہوں لیکن آدمی بننا میرے بس سے باہر ہے۔!" عمران نے اترنے کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو.... تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"آ بھی نہیں سکتی.... میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ جہاں رات ہوئی گاڑی روکی اور سیٹ پر گٹھری بن کر پڑ رہا۔!"

"آخر کیوں....؟" فریدہ کی آنکھوں میں ایک بار غم کی جھلکیاں نظر آئیں۔

"آدمیت اور انسانیت سے میرا یقین اٹھ گیا ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... کیا تم نے بھی چوٹ کھائی ہے....؟"

"دل پر نہیں.... سر پر کھائی ہے۔!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... خیر ختم کرو.... ہمیں جلد از جلد شکوہ آباد پہنچ جانا چاہئے۔!"

عمران اس کی گاڑی سے اُتر کر ٹو سیٹر میں جا بیٹھا۔

فریدہ کی کوٹھی بڑی شاندار تھی۔ کم از کم سولہ عدد کمرے ضرور رہے ہوں گے۔ وسیع و عریض لان عمارت کے چاروں طرف پھیلا ہوا تھا.... اور پھر دور تک کھیتوں کے سلسلے بکھرے نظر آتے تھے۔

عمارت شہر کے باہر بنائی گئی تھی۔ فریدہ نے عمران کو بتایا کہ اس کے باپ تنہائی پسند اور علم دوست آدمی تھے۔ اس نے اُسے ان کی لائبریری بھی دکھائی جو کم از کم دس بارہ ہزار کتب پر مشتمل تھی۔

"آپ اتنی بڑی عمارت میں تنہا رہتی ہیں۔!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں سات آٹھ ملازمین بھی ہیں۔!"

"اپنا کوئی نہیں ہے۔!" عمران نے حماقت آمیز سنجیدگی سے پوچھا جس میں غم کی بھی ہلکی سی موجود تھی۔

فریدہ کچھ نہ بولی۔ عمران پوری عمارت میں گھومتا پھرا۔

"وہ اس کمرے میں رہتا تھا....!" فریدہ نے ایک جگہ رکتے ہوئے بند دروازے کی طرف رہ کیا۔

عمران بھی رک گیا۔

"اسے تو اندر سے بھی دیکھنا چاہئے۔!" اس نے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" فریدہ بولی۔ لیکن آواز سے مردہ دلی ظاہر ہوتی تھی۔

ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا۔

"خوب....!" عمران کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "آدمی شوقین وم ہوتا ہے۔!"

دیواروں پر بڑی بڑی نیم عریاں تصاویر کے فریم تھے۔

"یہ اس کا اپنا شوق تھا....!" فریدہ بولی۔ "خود مجھے یہ گھٹیا پن پسند نہیں۔!"

"اس معاملے میں آپ نے اُسے آدمیت نہیں سکھائی تھی۔!"

"میرا خیال ہے کہ یہ تصاویر آدمیت کے ابتدائی مراحل سے تعلق رکھتی ہیں۔!" وہ مضحکانہ از میں مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے.... لیکن ایسی تصاویر دیکھ کر میرا دل تو چاہتا ہے کہ سر کے بل کھڑا ہو جاؤں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مطلب تو خود مجھے بھی معلوم نہیں....!"

"خیر ختم کرو.... اب میری بات سنو.... ملازموں کے سامنے تم بالکل کسی دوست ہی کی ح مجھ سے پیش آؤ گے۔ آپ اور جناب نہیں چلیں گے۔!"

"اچھا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور تنہائی میں....!"

"جتنی عزت چاہنا کر لینا....!"

"میں سمجھ گیا۔!"

"ایک دوست کی حیثیت سے ان دونوں سے بھی تمہارا تعارف ہوا تھا۔ لہٰذا اب تم دوست ہی رہو گے۔ یہ تو صرف میں جانتی ہوں کہ تم میرے سیکریٹری ہو۔!"

"چلئے تسلیم.... لیکن اسے بھی نوٹ کیجئے.... جب بھی میرا دل چاہتا ہے نوکری چھوڑ کر بھاگ جاتا ہوں۔!"

"فکر نہ کرو.... یہ میرے دیکھنے کی باتیں ہیں کہ میں تمہیں بھاگنے دیتی ہوں یا نہیں۔!"

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا مسہری کے قریب آیا۔

فریدہ دیکھ رہی تھی کہ وہ اس جگہ چپ چاپ کھڑا سامنے والی دیوار کو گھورے جا رہا تھا۔

"آپ پوری طرح آدمی نہیں بنا سکتی تھیں اُسے....!" دفعتاً عمران نے اس کی طرف مڑے بغیر کہا۔

"کیوں؟ کیوں....؟" وہ اس کی جانب بڑھتی ہوئی بولی۔

"بچوں کی طرح دیواریں گندی کیا کرتا ہے.... وہ دیکھئے....!"

عمران نے مسہری کے سرہانے دیوار کی طرف اشارہ کیا۔

کئی جگہ پنسل سے کچھ ہندسے گھسیٹے گئے تھے۔

"ہو گا.... آدمی ہی کا ذہن ٹھہرا....!" فریدہ لاپروائی سے بولی۔

عمران کچھ کہے بغیر کمرے کی دوسری چیزوں کا جائزہ لیتا رہا۔

فریدہ اُسے اکتائے ہوئے انداز میں دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ پھر مسہری ہی کیطرف لوٹ گیا۔ جیب سے نوٹ بک نکالی اور اس پر کچھ لکھتا رہا۔

"کیا کر رہے ہو....؟" فریدہ نے پوچھا۔

"یہ ہندسے نوٹ کر رہا ہوں جو دیوار پر لکھے ہوئے ہیں۔!"

"بھلا اس کی کیا ضرورت....!"

"انہیں کے سہارے ایک نقش تیار کرنے کی کوشش کروں گا.... اللہ بڑا کارساز ہے۔ شاید اس کا دماغ پلٹ جائے۔!"

"کیا میں تمہیں دعا تعویز کرانے کے لئے لائی ہوں۔!"

"وہ نقش معظم تیار کردوں کہ محبوب کا مرغا بن جائے۔!"

"فضول باتیں مت کرو....!"

"پچھلے سال ایک ساس سے بہو کی ناک کٹوا دی تھی۔ حالانکہ ماڈرن قسم کے قلندر اس چکر میں نہیں پڑتے۔!"

"اچھا تو جناب آپ کیا کیا ہیں....؟" وہ انگلیوں پر گنتی ہوئی۔ "الیکٹریشن.... اسٹینو ٹائپسٹ.... دعا تعویز کرنے والے.... اور کچھ.... اور جی ہاں.... پچھلی رات جناب نے ایک طرح کی سراغ رسانی بھی فرمائی تھی۔!"

"میں صرف مسٹر ایف رحمان کا نالائق بیٹا علی عمران ہوں.... ویسے جڑی بوٹیوں کے علم میں بھی خاصا دخل رکھتا ہوں۔ کچھ لوگ ماہر نفسیات بھی سمجھتے ہیں۔ پچھلے سال ایک لڑکی کی تحلیل نفسی کرتے وقت مار بھی کھا چکا ہوں۔!"

"ختم کرو.... یہ سب.... سنجیدگی سے میری بات سنو.... میں تیمور کو تمہارے ذریعہ پھر اپنی زندگی میں واپس لانا چاہتی ہوں۔!"

"وہ کیسے....؟"

"میں اُسے جلاؤں گی کڑھاؤں گی.... میں نے کل اس کی آنکھوں میں جذبہ رقابت کی جھلکیاں دیکھی تھیں جب میں اس سے تمہارا تعارف کرا رہی تھی۔ وہ واپس آئے گا۔ ضرور واپس آئے گا۔!"

"جواب نہیں ہے اس نوکری کا....!" عمران سر کھجاتا ہوا بڑبڑایا۔

"جواب ہو یا نہ ہو.... لیکن تمہیں یہ کرنا ہی پڑے گا۔ تیمور کی موجودگی میں تمہارا رویہ میرے ساتھ ایسا ہی ہو گا جیسے جیسے....!"

"جی ہاں.... جیسے.... کیا....؟"

"کیا تم نہیں سمجھتے....؟" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"میں دو اور دو چار کے علاوہ اور کچھ سمجھنے کی صلاحیت سے قطعی محروم ہوں۔!"

"تمہارا رویہ.... ایسا ہونا چاہئے.... جیسے تم مجھے چاہتے ہو.... بدھو....!"

"ارے باپ رے....!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بڑبڑایا۔

"کیوں....؟ کیوں....؟" جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ اس نے پوچھا۔

"کک.... کچھ نہیں....!" عمران کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"ارے.... تو تم گھبرا کیوں گئے....؟"

"جی کچھ نہیں....!" اب اس پر شرمانے کا دورہ پڑ گیا تھا۔

"ہشت.... بدھو....!" وہ اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی خود بھی شرمندگی سی محسوس کر رہی تھی۔ اُسے منہ پھاڑ کر یہ بات نہ کہنی چاہئے تھی۔!

"ارے.... تو.... وہ تو ایکٹنگ ہوگی.... کوئی حقیقت تھوڑا.... ہی ہوگی۔!"

"ذرا یہ تو سوچئے کہ اس نے پچھلی رات آپ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "اسے اچھی طرح یاد رکھئے کہ اگر وہ آپ کی زندگی میں واپس بھی آئے گا تو آپ کا خواہاں بن کر مصلحتاً مصالحت کرے گا۔!"

فریدہ کے ذہن کو جھٹکا سا لگا.... جذبات کی رو میں بہہ جانے کے بعد پچھلی رات والا واقعہ اس کے ذہن سے یکسر محو ہو گیا تھا۔

اچانک فریدہ کی آنکھ کھل گئی۔ ہو سکتا ہے وہ پیاس کی شدت ہی رہی ہو جس کی بناء پر ایسا ہوا تھا۔ حلق خشک ہو رہا تھا۔ میز پر رکھی ہوئی ٹائم پیس پر نظر پڑی۔ رات کے تین بجے تھے۔

خواب گاہ سے بغلی کمرے میں آئی ریفریجریٹر کھول کر پانی کی بوتل نکالی.... اور پھر اُسے گلاس میں انڈیل ہی رہی تھی کہ بوتل ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔

وہ فائر کی آواز تھی۔ پھر پے در پے کئی فائر ہوئے اور سناٹا چھا گیا۔ آواز کی گونج بتاتی تھی کہ فائر کسی کمرے ہی میں ہوئے تھے۔

فریدہ کے پیروں میں کپکپی سی پڑ گئی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔

دفعتاً دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز زمین پر گری ہو۔

آواز راہداری سے آئی تھی۔ وہ جی کڑا کر کے پھر خواب گاہ میں آئی۔ تکئے کے نیچے سے

اعشاریہ دو پانچ کا براؤنی پستول نکالا اور دروازے کی طرف بڑھی۔

راہداری کے ایک بلب کا سوئچ خواب گاہ ہی میں تھا۔ دروازہ کھولنے سے قبل اس نے وہ بلب روشن کر دیا۔

"باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔!" اس نے عمران کو اونچی آواز میں کہتے سنا اور ہینڈل کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک دم سادھے کھڑی رہی پھر غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ دوبارہ دروازے کے ہینڈل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کہتا سنائی دیا۔ "اب آپ باہر آ سکتی ہیں....!" اس نے طویل سانس لے کر دروازہ کھولا۔

عمران راہداری میں کھڑا نظر آیا اس کے قریب ہی کوئی فرش پر اوندھا پڑا تھا۔ عمران کی حالت سے صاف ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ اسی سے لڑتا رہا ہو۔ لباس بے ترتیب تھا اور بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا تھا۔!" فریدہ نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"چور پکڑا ہے۔!" عمران نے اوندھے پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کون ہے....؟"

"پتہ نہیں؟ چہرے پر نقاب ہے۔ میں نے کہا نقاب کشائی آپ ہی کریں تو بہتر ہے۔!"

"مم.... میں کیوں.... بتاتے کیوں نہیں کون ہے....؟"

"ارے محترمہ.... ابھی پندرہ دن ہی تو ہوئے ہیں یہاں آئے ہوئے اتنی جلدی جان پہچان ہو سکتی ہے لوگوں سے۔!"

"اسے سیدھا کرو....!"

عمران جھک کر اُسے سیدھا کر ہی رہا تھا کہ فریدہ کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی اور اس کی چیخ نکل گئی۔ اس آدمی نے اچانک عمران پر چاقو سے حملہ کیا تھا۔

اور اب اس نے دیکھا کہ چاقو والا ہاتھ عمران کی گرفت میں ہے۔ حملہ آور فرش سے اٹھ نہیں سکا تھا۔ عمران غافل ہوتا تو شاید وہ حملہ کامیاب ثابت ہوتا۔

عمران نے داہنا گھٹنا حملہ آور کے سینے پر ٹیک دیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے چاقو اس کے ہاتھ سے

اچھل کر دور جا پڑا۔

غراہٹ نما کراہ سی حملہ آور کے حلق سے نکلی اور فریدہ مضطربانہ انداز میں چیخنے لگی۔ "چھوڑ دو..... عمران جانے دو..... جانے دو..... خدا کے لئے۔!"

شائد عمران اس کی آواز کی طرف متوجہ ہو جانے کی بناء پر حملہ آور کی لات سے محفوظ نہ رہ سکا تھا۔ اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا اور حملہ آور نے اٹھ بیٹھنے میں پھرتی دکھائی۔

لیکن وہ اس پر دوبارہ حملہ کر بیٹھنے کے بجائے صدر دروازے کی طرف دوڑ پڑا تھا۔

عمران نے بھی آگے بڑھنا چاہا لیکن فریدہ راہ میں حائل ہو گئی۔

"میں کہتی ہوں جانے دو.....!" وہ گھگھیائی۔

"چیونگم کا آخری پیکٹ چھین کر بھاگا جا رہا ہے اور آپ کہتی ہیں کہ جانے دو لعنت ہے ایسی نوکری پر۔!"

میری بات سنو..... میں خون خرابہ پسند نہیں کرتی۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔ "ورنہ دیکھو میرے ہاتھ میں بھی پستول ہے۔!"

"خداوندا..... مجھے اس منحوس مرض سے محفوظ رکھیو..... لیکن محترمہ..... اگر وہ چاقو میرے سینے میں پیوست ہو جاتا تو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا..... میں کیا کروں..... جاؤ دروازہ بند کر دو.....!"

"کھلا ہی رہنے دیجئے..... کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"اوہ..... تو تم نے بھی اسے پہچان لیا.....!"

"اسی لئے درخواست کی تھی نقاب کشائی کی۔!" عمران نے کہا اور راہداری کے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فریدہ نے دروازہ بولٹ کرنے کی آواز سنی اور اطمینان کا سانس لیا۔

وہ غراہٹ نما کراہ سو فیصدی تیمور ہی کی تھی۔ لاکھوں آوازوں میں بھی وہ اُسے پہچان لیتی۔

خداوندا..... وہ آخر کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح نقاب لگا کر اتنی رات گئے چوروں کی طرح کیوں آیا تھا۔ کیا اس نے عمران کو مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ میرے خدا..... اگر یہ جذبہ رقابت ہے تو پھر میرے پاس کیوں نہیں آجاتا..... کیوں نہیں آجاتا میرے مالک..... اب میں

کروں۔!

دفعتاً وہ سوچتے سوچتے چونک پڑی۔ عمران اس کے قریب ہی بت بنا کھڑا تھا۔ فریدہ نے اس سے نظریں ملائیں اور سر جھکا لیا۔

تھوڑی دیر تک قبرستان کا سا سکوت طاری رہا۔ پھر عمران آہستہ سے بولا۔

"جاتے جاتے چپکے سے میرے کان میں کہتا گیا تھا کہ صبح تک راہداری ہی میں کھڑے رہنا تم نوں۔!"

"اوہ..... ہاں.....!" فریدہ خواب گاہ کی طرف مڑتی ہوئی بولی۔ "آؤ..... اب نیند تو کیا آئے..... پتہ نہیں وہ کیوں آیا تھا..... اس طرح۔!"

اس نے حتی الامکان اپنے لہجے میں لاپرواہی پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

جیسے عمران پر جتانا چاہتی ہو کہ اسے اس کے متعلق ذرہ برابر بھی تشویش نہیں۔

خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے آرام کرسی کی طرف اشارہ کیا..... اور خود مسہری پر جا بیٹھی۔

"تو..... وہ تیمور ہی تھا۔!" عمران نے پوچھا۔

"تم نہیں پہچان سکے تھے.....؟"

عمران نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"لیکن ابھی کچھ ہی دیر پہلے تم اسی بناء پر مجھ سے اس کی نقاب کشائی کرانا چاہتے تھے۔!"

"وہ کیوں آیا تھا.....؟" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں قتل کر دینے کے لئے آیا تھا.....!"

"بھلا مجھ سے اس کی کیا رشتہ داری.....؟"

"پچھلے پندرہ دنوں سے ہم جو ڈرامہ کھیلتے رہے ہیں۔ یہ اسی کا ردعمل تھا۔!"

"اس غلط فہمی میں نہ رہئے گا..... وہ اپنے رہائشی کمرے کا فرش کھود رہا تھا۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"آیئے..... میرے ساتھ..... میں نے اسے للکارا تھا..... اور اس نے مجھ پر فائروں کی چھاڑ کردی۔ پورے چھ فائر۔!"

"تم کہاں تھے.....؟"

"اسی کمرے میں....!"

"اس کے آنے کے قبل ہی سے....؟"

"نن.. نہیں.. دراصل وہ کمرے میں داخل ہونے کے بعد دروازہ بولٹ کرنا بھول گیا تھا۔!"

"تم جاگے کیسے تھے....؟" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"سوتا کون مردود ہے....؟ اس نوکری نے تو مجھے اُلو بنا کر رکھ دیا ہے۔ دن بھر ڈرامے کا ریہرسل کرو اور رات کو اُلو بن جاؤ....؟"

"اوہ.... تو تم سوتے نہیں ہو.... رات کو....!"

"قطعی نہیں....!"

"اور دن میں بھی میں نے تمہیں سوتے نہیں دیکھا۔ نہیں میں یقین نہیں کر سکتی کہ تم متواتر پندرہ دنوں سے جاگ رہے ہو۔!"

"روزانہ تین گھنٹے کی چھٹی عبادت کے لئے دیتی ہیں آپ....!"

"تو تم عبادت کرنے کی بجائے سو جاتے ہو۔!"

"سونا ہی تو عبادت ہے میری... اتنی دیر گناہوں سے بچا رہتا ہوں۔ کیا یہ عبادت نہیں ہے۔!"

"عجیب آدمی ہو تم....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی اور عمران دوسری طرف منہ پھیر کر امریکی انداز میں گنگنانے لگا۔ "لل.... لا.... للہ.... للہ....!"

"چلو.... تم مجھے کیا دکھانا چاہتے ہو....؟" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "اس کے پاس صدر دروازے کی ایک کنجی تھی۔ میں نے اخلاقاً واپس نہیں لی تھی۔ لیکن وہ کمرے کا فرش کیوں کھود رہا تھا۔!"

عمران اسے کمرے میں لایا۔

ایک کمرے میں دو دیواروں کے جوڑ کے قریب فرش کا پلاسٹر اُدھڑا ہوا نظر آیا.... کئی جگہ دیواروں کا پلاسٹر بھی اُدھڑ گیا تھا۔

"یہ کیا ہوا ہے....؟" فریدہ نے دیواروں پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"اس کے ریوالور کی گولیوں کے نشانات ہیں۔!"

"تم کیسے بچ گئے....؟ اس کا نشانہ تو بڑا اچھا ہے.... مجھے تو اس پر بھی حیرت ہے کہ تم نے اُسے زیر کیسے کر لیا تھا۔!"

"جوڈو....!"

"یہ ایک اور صفت بھی معلوم ہوئی۔ پہلوانی بھی کر لیتے ہو۔!"

"ایک صفت اور بھی نوٹ کر لیجئے۔ ترکاریوں کی کاشت کا ماہر ہوں۔ کل آپ کی طرف سے آپ کے مالیوں کو حکم دے چکا ہوں کہ پورے لان پر ہل چلوا دیں صبح چھ بجے تک ٹریکٹر یہاں پہنچ جائے گا۔!"

"یہ کیا کیا تم نے....؟"

"بے کار زمین پر ترکاریاں اگانا قوم کی سب سے بڑی خدمت ہے۔!"

"نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ واہ اتنا عمدہ لان تباہ کر کے رکھ دیں۔ جانتے ہو پورے شکوہ آباد میں اتنا بڑا لان کسی بھی عمارت میں نہیں ملے گا۔ ہزاروں روپے ماہوار خرچ ہوتے ہیں اس پر۔!"

"آپ اب تک خرچ کرتی آئی ہیں۔ میں نے اب آمدنی کی صورت پیدا کر لی ہے۔ ٹنڈے اور بھنڈی.... واہ سبحان اللہ.... میرا بس چلے تو اپنا سر منڈوا کر مٹی کی تہہ جماؤں.... اور کریلے کے بیج ڈال دوں.... الا ماشااللہ....!"

"ایسا ضرور کرو....!" فریدہ جل کر بولی۔ "لیکن میں اپنا لان برباد نہیں کراؤں گی۔!"

"یہ بھی ڈرامے ہی کے ریہرسل کا ایک حصہ ہے۔!"

"کچھ بھی ہو.... یہ ناممکن ہے۔!"

"محترمہ....!" عمران نے طویل سانس لی۔ "آپ کو اس کی فکر نہیں ہے کہ وہ کمرے کا فرش کیوں کھود رہا تھا اور میں اس کے قادر انداز ہونے کے باوجود بھی زندہ کیسے بچ گیا۔ آپ لان میں الجھ کر رہ گئی ہیں۔ مجھے حیرت ہے۔!"

"اوہ.... ہاں.... تم باتیں ہی ایسی چھیڑ دیتے ہو کہ ذہن ادھر اُدھر ہو جاتا ہے۔!"

"نہیں آپ کو اس کی ذرہ برابر بھی تشویش نہیں ہے کہ وہ فرش کیوں کھود رہا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے اس نے اپنی بچائی ہوئی رقم وہاں دفن کی ہو۔ آدمی کتنا ہی بدل جائے لیکن نسلی خصائل کبھی نہیں بدلا کرتے۔ اس کے باپ دادا اجنبیوں کی سی زندگی بسر کرتے رہے تھے۔!"

"لیکن وہ یہاں سے کچھ لے جا نہیں سکا....!"

"تب پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا کھود نکالنے کی فکر میں تھا۔!"

"آپ جا کر آرام کیجئے.... میں خود ہی دیکھ لوں گا۔!"

"اور اگر وہ کوئی بڑی رقم ہوئی تو.....!" فریدہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ پھر یک بیک اس کی آنکھیں بے حد مغموم نظر آنے لگیں۔ عمران نے اس تبدیلی پر اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "اب مجھے اس کی طرف سے بالکل مایوس ہو جانا چاہئے۔ میں سمجھی شاید تمہیں قتل کرنے آیا تھا۔!"

"ارے واہ.... آپ میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہیں.... مجھے قتل کر دیتا تو آپ کو مایوسی نہ ہوتی.... ایسی نوکری نہ آج تک دیکھی نہ سنی.... یا مولا مشکل کشا مدد.....!"

"تم نہیں سمجھتے.... نہیں سمجھ سکتے.... اس معاملے میں بالکل بدھو ہو.....!" وہ ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"کس معاملے میں....؟"

"جب ایک بات جانتے ہی نہیں تو تمہیں کیا بتاؤں.....!"

"جو نہیں جانتا اُسے جاننے کی کوشش کرنا میری ہابی ہے۔!"

"تمہاری ہابیوں سے میں تنگ آتی جا رہی ہوں۔!"

"اس عمارت کی چھت پر بھی مٹی ڈلوا کر.... کرم کلے کی کاشت کراؤں گا۔ اچھا بوجھئے تو یہ کیا ہے۔!"

عمران نے ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر رسید کر کے دوسرا گال پر رسید کیا۔

"کیا مطلب....؟"

"نہیں بوجھئے.... ذہن پر زور دیجئے۔!"

"خواہ.... مخواہ....!"

"اتنی معمولی سی پہیلی نہیں بوجھ سکتیں.....!"

"یہ پہیلی ہے کوئی.....!" وہ ہنس کر بولی۔ "ایک ہاتھ پیشانی پر مارا اور دوسرا گال پر۔!"

"سمبولک پوئٹری کی طرح....!"

"خدا کی پناہ.... تو لٹریچر میں بھی دخل ہے جناب کو.....!"

"میلارمے ہی کو تو پڑھ پڑھ کر اس حال کو پہنچا ہوں۔ اردو میں میراجی سے سرے جوئیارے ملاقات ہوئی تھی۔!"

"میراجی آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"عورتوں کی سمجھ میں نہ آئے تو بہتر ہے.... ورنہ پھکنیاں اور دست پناہ سنبھال کر دوڑ پڑیں گی اں کی قبر کی طرف.....!"

"ہم یہاں کب تک کھڑے رہیں گے۔!"

"پہلے ہی گذارش کی تھی کہ جا کر آرام فرمائیے.... میں تو اُلو بن ہی چکا ہوں۔!"

"عمران.... تم بہت اچھے ہو.....!" فریدہ نے یک بیک بے حد جذباتی انداز میں کہا۔ "کم از کم تیمور تو تمہارے پیروں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔!"

"مولا مشکل کشا.....!" عمران آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔

پورا ایک ماہ گزر گیا۔ ڈرامے کا ریہرسل خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ فریدہ کی خواہش تھی کہ عمران ہر وقت اس کے آس پاس ہی موجود رہے۔ تیمور کا خیال اب اس کے ذہن پر کوئی خوشگوار اثر نہیں چھوڑتا تھا۔ اس رات کے واقعہ کے بعد اب تک کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔

عمران کی صلاحیتوں پر وہ عش عش کرتی۔ اکثر سوچتی آخر یہ آدمی ہے یا جن۔ پچھلے دنوں اس نے اپنی ملنے والی چند خواتین کو مدعو کیا تھا۔ ان میں ایک صاحبہ کلاسیکی رقص کی معلمہ تھیں۔ ان سے فرمائش کی گئی کہ وہ اپنے فن کا مظاہرہ کریں۔ وہ تیار بھی ہو گئیں.... لیکن دشواری یہ آ پڑی کہ ان میں سے کسی کو بھی طبلہ بجانا نہیں آتا تھا۔ قریب تھا کہ یہ پروگرام کینسل ہو جاتا۔ عمران صاحب نے فرمایا اگر آپ لوگ مجھے طبلچی کے بجائے طبلہ نواز سمجھنے کا وعدہ کریں تو میں اس سلسلے میں مدد کر سکتا ہوں۔!

اور اس کے بعد انہوں نے کچھ ایسی لاف و گزاف فرمائی کہ رقاص خاتون کو تاؤ آ گیا اور انہوں نے کہا کہ وہ تو تھک ناچیں گی۔!

عمران نے لاپروائی سے شانے جھکائے تھے اور طبلے کی جوڑی سنبھال کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔
بول اور تال ساتھ ہی چلتے رہے تھے۔

"باکمال سیکریٹری ہاتھ آیا ہے۔!" انہیں یک زبان ہو کر کہنا پڑا تھا۔

وہ اکثر سوچتی یہ چھ ماہ بعد جانے کی دھمکی دیتا رہتا ہے۔ چلا گیا تو کیا ہوگا۔ کیسی ویران سی زندگی ہوگی۔ کیسی گھٹن سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس وقت بھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ عمران کمرے میں داخل ہوا۔

"میں ذرا شہر تک جانا چاہتا ہوں۔!" اس نے کہا۔

"اوہ.... تو تم بھی جا رہے ہو.... کیوں نہ ساتھ ہی چلیں.... میں سوچ ہی رہی تھی کہ مجھے بھی کچھ شاپنگ کرنی ہے۔!"

"میں دراصل دو تین گھنٹے کی چھٹی چاہتا ہوں۔!"

"یعنی میرے ساتھ نہیں جانا چاہتے۔!"

عمران نے چیونگم کا پیکٹ پھاڑتے ہوئے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"ان دو تین گھنٹوں میں کیا کرو گے جو میری موجودگی میں ناممکن ہوگا۔!"

"یہ تو صرف میں اپنے سیکریٹری ہی کو بتا سکوں گا۔!"

"میں اپنے سیکریٹری سے پوچھ رہی ہوں۔!"

"مالک کے رازوں کا امین بننا سیکریٹری کے فرائض میں داخل ہے۔ لیکن سیکریٹری کی رازوں کسی طرح بھی مالک کا حق نہیں۔!"

"آخر اب تم اتنی عقل مندی کی باتیں کیوں کرنے لگے ہو۔!"

"شامت....!"

"کیا مطلب....!"

"شامت کا مطلب شامت ہی ہوتا ہے۔!"

"سیکریٹری....!" فریدہ نے وارننگ کے سے لہجے میں کہا۔

"لیس مادام....!"

"میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔!"

"او کے.... مادام....!" عمران کے لہجے میں بے بسی تھی۔

فریدہ ہنس پڑی اور عمران کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔ "تمہاری عدم موجودگی میں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی کسی جانب سے ایک گولی آئیگی اور میرے سینے سے خون کا فوارہ چھوٹنے لگے گا۔!"

"میں آپ کے لئے مغموم ہوں مادام....!"

"یہ مادام.... مادام کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے۔!"

"دوستانہ رویے کا مظاہرہ تو صرف دوسروں کی موجودگی میں کیا جانا طے پایا تھا۔!"

"تم سچ مچ بدھو ہو....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"مجھے اس کا اعتراف ہے.... اگر بدھو نہ ہوتا تو کبھی کا اس نوکری سے محروم ہو چکا ہوتا۔!"

"اچھا بس ختم.... میں چل رہی ہوں تمہارے ساتھ....!"

پھر وہ ایک ہی گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ فریدہ ڈرائیو کر رہی تھی اور عمران اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔

"آج تمہارا موڈ کچھ خراب نظر آ رہا ہے۔!" فریدہ نے اس سے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے مادام....!"

"ایک بات بتاؤ گے....!"

"پوچھئے....!"

"تمہارے ذہن میں میرا کیا مقام ہے....؟"

"وہی جو ایک سیکریٹری کے ذہن میں اپنے مالک کا ہونا چاہئے۔!"

"اور جو ہم ایک ڈرامے کی ریہرسل کرتے رہے ہیں۔!"

"جی ہاں.... وہ ڈرامے کی ریہرسل ہے۔!"

"میں سمجھتی تھی شاید تم اسے حقیقت سمجھنے لگے ہو۔!"

"بے وقوف ضرور ہوں.... لیکن اتنا بھی نہیں۔!"

"اچھا فرض کرو.... اگر تم اسے حقیقت ہی سمجھنے لگو تو کیا ہو....!"

"میرا مقام.... پاگل خانہ ہوگا۔!"

"نہیں.... ایسی بات نہ کہو....!" فریدہ کے لہجے میں درد تھا۔

پھر عمران کچھ نہ بولا۔ فریدہ بھی خاموشی سے اسٹیئرنگ کرتی رہی وہ سوچ رہی تھی کہ ا
اس قسم کی گفتگو نہ کرنی چاہئے۔ اچھا میاں عمران....! اگر میرے تلوے نہ چاٹو تو بات ہے۔

پھر اسے حالات کی ستم ظریفی پر ہنسی آنے لگی۔ اس نے سوچا تھا کہ عمران کو مہرہ بنا کر تیمو
پھر اپنی زندگی میں واپس لائے گی۔ لیکن وہ رفتہ رفتہ تیمور سے متنفر ہوتی گئی اور عمران اس کی
لیتا گیا۔ لیکن خود عمران بالکل ٹھس نظر آرہا تھا۔ وہ حسب ہدایت سب کے سامنے اس
برابری کا برتاؤ کرتا اور تنہائی میں ایک نیاز مند قسم کا سیکریٹری نظر آنے لگتا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اُسے کس طرح ڈھب پر لائے!

"تم نے مجھے آج تک نہ بتایا کہ تیمور کمرے کا فرش کیوں کھود رہا تھا!" اس نے
عمران سے پوچھا۔

"میں سمجھ ہی نہ سکا اس چکر کو.... تین فٹ کی گہرائی تک کھدائی کر ڈالی لیکن کچھ بھی ہاتھ
لگا۔ میرا خیال ہے کہ پلاسٹر کے نیچے ہی کوئی چیز تھی جسے وہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا
میں سمجھا شائد اسے نہیں ملی.... اللہ رحم کرے میری عقل پر....!"

"پھر بھی مجھے بہت محتاط رہنا چاہئے!" فریدہ بولی۔ "میرے لئے وہ ایک مستقل خطرہ بن گیا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ فریدہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے رہی۔ کچھ
بعد اس نے پھر عمران کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

"تم کیا سوچ رہے ہو....؟"

"یہ نہ پوچھا کیجئے....!"

"کیوں....؟"

"پتہ نہیں کیسی کیسی باتیں سوچا کرتا ہوں.... انہیں زبان پر تو لا سکتا نہیں۔!"

"اچھا....؟" فریدہ چہکی.... "بھلا میں بھی سنوں....!"

"زبان پر لا ہی نہیں سکتا۔!"

"آخر کیوں....؟ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں وہ کیسی ہی باتیں کیوں نہ ہوں.... میں ا
سنوں گی.... سنجیدگی سے سنوں گی.... خواہ وہ باتیں میرے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔!"

عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھے وہ بکری کا بچہ یاد آرہا ہے جو ایک بار میری گاڑ

لپیٹ میں آکر مر گیا تھا۔!"

"ہوں....!" وہ یک بیک کھول گئی۔!

"کتنا دردناک منظر تھا.... بالکل اسی طرح مر گیا تھا جیسے آپ ناخنوں پر جوں مارتی ہیں۔!"

"بکواس مت کرو.... تم نے مجھے کب جوں مارتے دیکھا ہے۔!" وہ چنچنائی۔

"تو پھر وہ کوئی اور خاتون رہی ہوگی۔ میری یادداشت بالکل واہیات ہو کر رہ گئی ہے۔!"

"کیا تم کسی وقت بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر سکتے۔ دیکھو... یہ شام کتنی خوشگوار ہے۔!"

"ہر شام خوش گوار ہوتی ہے۔ مجھے اپنی کوئی ایسی شام یاد نہیں جو ناخوش گوار رہی ہو۔ لیکن
ٹھہریئے.... شاید میں غلط کہہ رہا ہوں۔ میرے لئے وہ شامیں بڑی ناخوش گوار ہوتی ہیں جب
میرا جی چاہتا ہے کہ سوندھے سوندھے بھنے ہوئے چنے چباؤں لیکن ڈیرا کسی ایسی جگہ ہوتا ہے
جہاں ان کی دستیابی ناممکن ہوتی ہے۔!"

"بہتر ہے خاموش رہو....!" فریدہ بُرا سامنہ بنا کر بولی۔

عمران نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

عقب سے کسی تیز رفتار گاڑی نے آگے نکل جانے کے لئے ہارن دیا۔ فریدہ نے راستہ دیتے
ہوئے رفتار کم کر دی۔ ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن برابر سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

لیکن کچھ دور جا کر اس طرح اچانک رک گئی کہ کچے پر اترے بغیر فریدہ اپنی گاڑی آگے بڑھا
ہی نہ سکتی۔

"کاش میں ڈرائیو کر رہا ہوتا۔!" عمران بڑبڑایا۔

فریدہ نے ہارن دیا... اگلی گاڑی کی ڈرائیور والی سیٹ سے ایک ہاتھ نے اشارہ کیا کہ وہ گاڑی
نکال لے جائے۔

"ایڈیٹ....!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی اور گاڑی کی رفتار کم کر دی۔

ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ عمران کا ہاتھ اس کی بغلی ہولسٹر کی طرف گیا ہے۔

"پورے بریک لگایئے۔!" زیر لب بڑبڑایا اور فریدہ کی گاڑی دوسری گاڑی سے تقریباً بیس
گز کے فاصلے پر رک گئی۔

اسٹیشن ویگن کی ڈرائیور والی سیٹ سے ایک مفلوک الحال سا آدمی اتر رہا تھا۔ قریب آکر اس

نے لجاجت سے کہا۔ "ایکسیلریٹر وائر کی گھنڈی نکل گئی ہے۔...!"

"ارے تو دھکا لگا کر گاڑی سڑک کے نیچے اتار لے جاؤ۔" عمران نے کہا۔

"میں یہی کرتا جناب.... لیکن میرے شانے درد سے پھٹے جا رہے ہیں۔...!"

"تنہا ہو....!"

"جی ہاں.... جناب....!"

"اچھی بات ہے....!" عمران گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اترتا ہوا بولا۔ "میں تمہاری مدد کروں گا۔!"

فریدہ خاموش بیٹھی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی یہ شخص شاید ہی اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چل سکے۔ اتنے دنوں سے اسے سمجھنے کی کوشش کرتی رہی تھی لیکن ابھی تک تو سمجھ میں آیا نہیں تھا۔ اس کی جگہ اور کوئی ہوتا تو....؟ پتہ نہیں کس دماغ کا آدمی ہے.... ابھی کچھ، ابھی کچھ اور.... پل پل رنگ بدلتا رہتا ہے۔!

عمران اسٹیشن ویگن کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مفلوک الحال آدمی ڈرائیور کی سیٹ کی طرف چلا گیا۔ گاڑی کا پچھلا دروازہ بند تھا.... اس میں شیشے نہیں تھے۔

دفعتاً فریدہ کی نظر گاڑی کے اگلے دروازے کی طرف اٹھ گئی جس سے ایک آدمی چوروں کے سے انداز میں برآمد ہوا تھا۔ اس کے بعد ہی دوسرا نکلا.... پھر تیسرا.... وہ اس مفلوک الحال آدمی کی زبانی سن چکی تھی وہ تنہا ہے.... آخر اس غلط بیانی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے!

اچانک وہ چیخ اٹھی۔ "عمران.... ہوشیار....!"

بیک وقت چار آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے تھے۔ فریدہ کی دانست میں اسے شاید ہولسٹر سے ریوالور نکال لینے کا بھی موقع نہ مل سکا ہو۔ وہ بے حس و حرکت اپنی سیٹ پر بیٹھی رہی۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ حملہ آوروں میں سے ایک دیکھتے ہی دیکھتے اچھل کر سڑک کے نیچے جا گرا اور ایسا گرا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔

ان حملہ آوروں میں وہ مفلوک الحال آدمی بھی شامل تھا جس نے ایکسیلریٹر کی خرابی کی کہانی سنائی تھی۔ ایک کا حشر دیکھ کر بقیہ تین آدمیوں پر جیسے خون سوار ہو گیا تھا۔

لڑتے ہوئے وہ سڑک سے نیچے اتر گئے تھے۔ ورنہ فریدہ ان پر اپنی گاڑی چڑھا دینے کی کوشش

تی۔ وہ سڑک کے نیچے اُتر آئی سامنے پتھر کے ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آیا.... بس پھر کیا تھا۔ بالکل نوں کے سے انداز میں ان پر پتھراؤ کرنے لگی۔

"مادام.... مادام....!" دفعتاً اس نے عمران کی آواز سنی۔ "براہِ کرم گاڑی میں بیٹھئے.... پتھر پہچان کر نہیں لگتے۔!" فریدہ کو جیسے ہوش آ گیا۔

واقعی یہ حماقت ہی تو تھی.... اگر کوئی عمران کی کھوپڑی پر جا بیٹھتا تو ڈراپ سین ہی ہو جاتا۔

اب اس کے مقابلے پر دو ہی رہ گئے تھے۔ تیسرا بھی ایک جگہ اوندھے منہ پڑا نظر آیا۔

ان دونوں کے حملے پہلے سے بھی شدید ہو گئے تھے۔ اچانک ایک کی کنپٹی پر عمران کا بھرپور تھ پڑا اور وہ بھی ڈھیر ہو گیا۔ اب صرف وہ مفلوک الحال آدمی باقی رہ گیا جس نے ان سے گفتگو ی تھی۔

فریدہ نے دیکھا کہ وہ اسٹیشن ویگن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا ہے۔ عمران نے جھپٹ کر ٹانگ ری اور وہ اچھل کر منہ کے بل سڑک پر جا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران نے بھی اس پر ھلانگ لگائی اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔ شروع سے اب تک کی کارروائیوں میں دو منٹ سے زیادہ رف نہ ہوئے ہوں گے۔!

فریدہ تیزی سے ان کے قریب پہنچی تو تھی لیکن کچھ بول نہ سکی۔ کہتی بھی کیا اس کا ذہن تو ں بُری طرح منتشر ہوا تھا کہ آنکھوں کے سامنے دھند سی چھا گئی تھی اور یہ سب کچھ کسی راؤنے خواب کی طرح احساسات کو چھوتا ہوا گزرتا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے اپنے شکار کو گریبان سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ "صرف ایک شرط پر یں تمہیں بخش سکتا ہوں۔!"

"کک.... کیا....؟" وہ ہکلایا۔

"ان تینوں کو اٹھوانے میں میری مدد کرو....!"

"کک.... کروں گا....!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"یہ.... یہ.... تو پوچھو کہ یہ لوگ ہیں کون....؟" فریدہ بول پڑی۔

"کوئی بھی ہوں.... مجھے کیا.... میں تو ان تینوں کی مومیائی نکالوں گا۔!"

مفلوک الحال نے ان تینوں بے ہوش آدمیوں کی ٹانگا ٹولی کرا کے انہیں اسٹیشن ویگن کے پچھلے

حصے میں بار کرایا اور پھر اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا جیسے عمران کے دوسرے حکم کا منتظر ہو۔

"دیکھو....!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر محبت آمیز لہجے میں بولا۔

"میری یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا....!" اور ان الفاظ کے اختتام پر اس کا ہاتھ شانے سے اٹھ کر اس زور سے کنپٹی پر پڑا کہ سر گاڑی سے جا ٹکرایا اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ بھی اپنے ساتھیوں کے برابر لیٹا نظر آیا۔

"اب.... کک.... کیا کرو گے....!" فریدہ ہانپتی ہوئی ہکلائی۔

"اب آپ اپنی گاڑی میں چلیں گی.... اور میں اسٹیشن ویگن کو لے جاؤں گا۔!"

"کک.... کہاں.... لے جاؤ گے....!"

"آپ رونیک میں میرا انتظار کریں گی۔ شہر پہنچ کر سیدھی رونیک ہی جایئے گا.. اور ڈائننگ ہال میں بیٹھیئے گا۔ کسی علیحدہ کیبن میں نہیں.... ورنہ ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔!"

"کس بات کی ذمہ داری....؟"

"وقت نہیں ہے جلدی کیجئے.... اگر کوئی ادھر آنکلا تو کھیل بگڑ جائے گا۔!" عمران اسٹیشن ویگن کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔

فریدہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے کرنا بھی چاہیئے یا نہیں۔

وہ تو اس وقت اُس جگہ سے ہٹی تھی جب اسٹیشن ویگن اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی تھی۔

کس وبال میں پڑ گئی۔ اس نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سوچا۔ پتہ نہیں یہ لوگ کون تھے۔ ضروری نہیں تھا کہ تیمور ہی کے آدمی ہوتے۔ عمران ابھی تک اس کے لئے اجنبی تھا۔ وہ کچھ بھی تو نہیں جانتی تھی اس کے بارے میں۔ کون جانے وہ ایسے ہی لوگ رہے ہوں جن سے پہلے کبھی عمران کا جھگڑا ہوا ہو تو کیا اب وہ ان بے ہوش آدمیوں کو پولیس کے حوالے کر دے گا لیکن اس کے لڑنے کا انداز خدا کی پناہ.... بالکل ایسا لگتا تھا جیسے وہ محض تفریحی قسم کی چھیڑ چھاڑ کر رہی ہو۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایسے آدمیوں میں گھر گیا ہو جو اُسے کسی قسم کا نقصان پہنچانا چاہتے ہوں۔

یہ عجیب و غریب آدمی بس اتفاقاً ہاتھ لگ گیا تھا اور اب اسے کسی قیمت پر بھی چھوڑنا نہیں

چاہتی تھی۔ حد ہو گئی کہ وہ اس کے ماضی کے متعلق بھی کچھ معلوم کرنے کی خواہش نہیں رکھتی تھی۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں سوچتی تھی کہ اب اسے اس کی زندگی سے نکل جانے کا موقع نہ ملنے پائے۔

دونوں گاڑیاں تیزی سے راستہ طے کرتی رہیں۔ فریدہ کو اس نے ہوٹل رونیک جانے کا مشورہ دیا تھا۔ لہٰذا شہر کے قریب ان کی راہیں الگ ہو گئیں۔

پھر رونیک پہنچ کر وقت گزاری کے لئے اس نے چائے منگوائی تھی اور پیالی بھر کر اسے ٹھنڈی کرتی رہی تھی۔ اخبار کھول لیا تھا.... اور جب چائے بالکل ہی ٹھنڈی ہو گئی تھی تو اس نے ویٹر کو بلا کر دوسری چائے لانے کو کہا تھا۔

تھک گئی انتظار کرتے ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا۔ پھر وہ جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گئی۔ لاأبالی آدمی ہے۔ پتہ نہیں کہاں رہ گیا۔ اس قسم کے واقعات کے بعد وہ رات کو تنہا واپس جانے کی ہمت نہ کر سکتی کیونکہ وہ سڑک عموماً سنسان ہی پڑی رہا کرتی تھی۔ پھر اس نے سوچا کہیں وہ کسی دوسری مشکل میں نہ پڑ گیا ہو۔

سات بج گئے.... وہ اکیلی بیٹھی بور ہوتی رہی۔ اس نے یہ بھی تو کہا تھا کہ وہ ڈائننگ ہال سے اٹھ کر اور کہیں نہ جائے۔ بڑھتی ہوئی اکتاہٹ نے بالآخر اسے اٹھا ہی دیا.... اور وہ کاؤنٹر کی طرف آئی.... اور فون پر گھر کے نمبر ڈائیل کرنے لگی۔

دوسری طرف سے خانساماں نے کال کا جواب دیا تھا۔

"عمران صاحب کہاں ہیں....؟" اس نے پوچھا۔

"ابھی کچھ دیر ہوئی ان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا اگر آپ ان کے بارے میں پوچھیں تو آپ سے کہہ دیا جائے جہاں ہیں وہیں انتظار کریں۔!"

"وہ خود تو نہیں آئے تھے۔!" فریدہ نے پوچھا۔

"جی نہیں....!"

"اچھا....!" اُس نے سلسلہ منقطع کر کے طویل سانس لی۔

تو وہ جانتا تھا کہ میں گھر فون ضرور کروں گی۔ اس نے سوچا کتنا جاگتا ہوا ذہن رکھتا ہے۔ کس قسم کا آدمی ہے۔ ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کی بناء پر وہ اس کی نیت پر شبہ

کر سکتی۔ وہ پھر اپنی میز کے قریب آ بیٹھی۔ یہاں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دیر سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ بے چارے تشویش میں پڑ گئے ہیں۔

پھر ٹھیک ساڑھے سات بجے عمران کی شکل دکھائی دی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی ابھی اس شہر میں وارد ہوا ہو۔ اس کے پیچھے ایک پورٹر بڑا سا سوٹ کیس اٹھائے ہوئے چل رہا تھا۔ کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اُس نے اسکی طرف دیکھا تھا اور لپک کر اسکی طرف دوڑا چلا آیا تھا۔

"کیا قصہ ہے۔!" وہ اُسے نیچے سے اوپر تک دیکھتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "گھر سے چلے تھے تو یہ لباس تو نہیں تھا۔!"

"ہم دونوں آج رات یہیں ٹھہریں گے۔!" عمران بولا۔ "ڈبل بیڈ والا روم لے رہا ہوں.... مسٹر اور مسز جعفری۔!"

"مبارک ہو....!" وہ مسکرائی۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ ہوٹل کے ایک کمرے میں منتقل ہو گئے تھے۔

"اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟" فریدہ نے پوچھا۔

"تھی.... ضرورت.... اب آپ گھر فون کر دیجئے کہ رات کو شہر ہی میں رہیں گی۔!"

"میں فون کر دوں گی۔ لیکن تم وجہ بھی تو بتاؤ....!"

"دشمن کا آخری حربہ خطرناک ہوگا۔!"

"کون دشمن؟ کس کی بات کر رہے ہو.... وہ لوگ کون تھے۔!"

"معلوم کیا جائے گا کہ وہ کون ہیں.... لیکن وہ صرف مجھے کھینچ لے جانا چاہتے تھے۔ آپ اپنی گاڑی ہی میں بیٹھی رہ جاتیں۔ پھر آپ کو گھر واپس جانے پر مجبور کیا جاتا۔!"

"کوئی پُرانی دشمنی....؟"

"اگر وہ کسی پرانی دشمنی کا معاملہ ہوتا تو یہاں آپ کی موجودگی ضروری نہ ہوتی بھلا آپ کیوں گھر سے باہر رات گذارتیں۔!"

"کچھ بھی ہو.... میں تو بہت خوش ہوں....؟" فریدہ بولی۔

"ڈھول ڈھمکے سے بہت دلچسپی ہے آپ کو....!"

"یہ بات نہیں ہے....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

اور عمران بغلیں جھانکتا ہوا بولا۔ "میری عدم موجودگی میں آپ دروازہ بند کر کے بیٹھیں گی۔ کسی کے لئے بھی دروازہ نہیں کھولیں گی۔ وغیرہ.... وغیرہ....!"

"تو کیا تم چلے جاؤ گے....؟" وہ آنکھیں نکال کر غرائی۔

"جانا ہی پڑے گا۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیوں....؟"

"دشمن آپ کو تو بخش سکتا ہے.... لیکن مجھے نہیں....!"

"میں بھی مروں گی تمہارے ساتھ فکر نہ کرو.... لیکن تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔!"

"ارے باپ رے۔!" عمران پیٹ پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"میری طرف دیکھو....!"

عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم چھ ماہ کے بعد پھر خانہ بدوشی کی زندگی شروع کر دو گے۔!"

"یہ تو ناممکن ہے.... مستقل طور پر کسی دوسری قسم کی زندگی مجھے ٹی بی کا شکار بنا دے گی۔ فیملی ڈاکٹر نے یہی بتایا تھا۔!"

"خانہ بدوشی کی زندگی اور کتوں کی زندگی میں کیا فرق ہے....؟"

"کچھ بھی ہو.... لیکن دنیا کی زیادہ تر آبادی کتوں ہی کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ کچھ کو پالتو بنا لیا جاتا ہے اور کچھ آزادی سے کم از کم بھونک تو سکتے ہیں۔ میں دوسری قسم کے کتوں کی نسل سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"سیاست نہ بگھارو....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"چھ ماہ کے لئے پل تو گیا ہوں.... کیا پریشانی ہے۔!"

پھر وہ کچھ نہ بولی.... منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "کھانے کے لئے فون کروں.... اتنی ورزش کے بعد بھوک کھل جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔!"

"اپنے لئے منگوالو.... میں نہیں کھاؤں گی۔!" لہجے میں جھلاہٹ برقرار تھی۔

"تب پھر مجھے بھی بھوکا مرنا پڑے گا۔!"

"کیوں تم کیوں....؟"

"وہ چھ ہی ماہ کے لئے سہی لیکن وفادار نسل سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"تم بکواس بند نہیں کرو گے۔!"

"بھونکے ہی بھونکتے ہیں.... پیٹ بھرے نہیں۔!"

"میں کہتی ہوں خاموش ہو جاؤ....!" وہ جھلا کر کھڑی ہو گئی۔ اُسے سچ مچ غصہ آ گیا تھا۔ عادی تھی ناز برداریوں کی۔ خود تیمور اس کے سامنے بھیگی بلی بنا رہتا تھا۔ اس کی کہی ہوئی بات صحیح ہو یا غلط کبھی تردید کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور اپنے داہنے پیر کے جوتے کی نوک کو اس طرح گھورے جا رہا تھا جیسے اس سے پھلجھڑیاں چھوٹنے کی توقع پوری نہ ہو سکی ہو۔!

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو....؟" فریدہ کا پارہ چڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"دوسروں کے سامنے دوست اور تنہائی میں سیکریٹری۔!" عمران نے پہلے ہی کے سے لہجے میں جواب دیا۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ غیض و غضب کے اس مظاہرے سے ذرہ برابر بھی متاثر ہوا ہو۔!

"تم مجھے پاگل بنا دو گے۔!" وہ کچھ دیر گھورتے رہنے کے بعد مضمحل سی آواز میں بولی اور پھر بیٹھ گئی۔

نہ جانے کیوں یک بیک اس کا غصہ فرو ہو گیا تھا.... اور ذہن پر ایک غم انگیز سی پژمردگی مسلط ہو گئی تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "کھانے کے لئے فون کر دو.... جو مناسب سمجھو منگواؤ۔!"

"آپ بھی کھائیں گی نا....!"

"کھا لوں گی۔!" اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

پھر انہوں نے خاموشی سے کھانا کھایا تھا اور فریدہ اونگھنے لگی تھی۔

"کک.... کیوں.... یہ کیا ہو گیا ہے مجھے نیند کیوں آ رہی ہے۔!" اس نے جماہی لے کر کہا۔

"پچھلی رات آپ سوئی کب تھیں....!"

"تت.... تم کیا جانو....!"

"باڈی گارڈ کے بھی فرائض انجام دے رہا ہوں آج کل....!"

"میری خواب گاہ میں جھانکا بھی کرتے ہو۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"مجبوری....!"

"کیسی مجبوری ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ "جس کوٹھی میں آپ رہتی ہیں ہ کب تعمیر ہوئی تھی....؟"

"بہت چھوٹی سی تھی میں.... میرے ڈیڈی تنہائی پسند آدمی تھے۔ اس لئے انہوں نے وہ جگہ نتخب کی تھی۔!"

"تیمور کب سے آپ کے یہاں ملازم تھا۔ مطلب یہ کہ آفس میں کب سے کام کر رہا تھا۔!"

"پانچ چھ سال ہوئے ہوں گے۔!"

"عمارت میں قیام کی غرض سے کب آیا تھا....!"

"ڈیڈی کے انتقال کے بعد سے۔!"

پھر اس نے محسوس کیا کہ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا۔ "کیا پ کو عمارت میں کسی تہہ خانے کا علم بھی ہے....؟"

"ہاں.... ہاں.... ڈیڈی نے کچھ حصے میں تہہ خانے بھی بنوائے تھے۔ لیکن میں نے انہیں ی نہیں دیکھا۔ تہہ خانے کے نام ہی سے گھٹن محسوس کرنے لگتی ہوں۔!"

"یہ تو جانتی ہی ہوں گی کہ تہہ خانوں کا راستہ آپ کی خواب گاہ سے بھی ہے۔!"

"نہیں.... نہیں.... میں قطعی نہیں جانتی۔!"

"کیا آپ ہی اس کمرے کو استعمال کرتی رہی ہیں ہمیشہ سے۔!"

"نہیں.... وہ ڈیڈی کی خواب گاہ تھی۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

"تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو....؟"

"اس قسم کی معلومات حاصل کئے بغیر میں آپ کی حفاظت نہیں کر سکوں گا۔!"

"تو کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ مجھے سچ مچ مار ڈالنا چاہتا ہے۔!"

"ڈاک بنگلے والی رات یاد ہے نا آپ کو....!"

"ہاں.... لیکن.... یہ تو بتاؤ.... کیا وہ زہر ساتھ لئے پھرتا ہے۔ اسے تو علم نہیں تھا کہ میں اس کا پیچھا کر رہی ہوں....؟"

"بعض لوگ اپنے مرنے کا سامان ساتھ ہی رکھتے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ بعض لوگ ہر وقت کوئی نہ کوئی ایسی چیز اپنے پاس ضرور رکھتے ہیں جس سے دوسروں کی یا اپنی زندگی کا خاتمہ فی الفور کیا جا سکے۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھی۔!"

"جتنا میں فی الحال جانتا ہوں اس سے زیادہ آپ کو کیسے سمجھا سکوں گا۔!"

"بس ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے نیند آ رہی ہے۔ تم بھی سو جاؤ....!" فریدہ کے ہونٹوں پر نشیلی سی مسکراہٹ تھی۔

"میں بھی سو جاؤں گا....!" عمران بڑبڑایا.... وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

فریدہ بستر پر بیٹھی اُسے گھورے جا رہی تھی اور وہ سر جھکائے کچھ سوچ رہا تھا۔

فریدہ کو سچ مچ نیند آ رہی تھی.... اور عمران کو گھورنے کے لئے رہ رہ کر اُسے اپنی آنکھیں پھاڑنی پڑتی تھیں۔

"تم کیا سوچ رہے ہو....!" بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یہی کہ میں کل اسی وقت کیا سوچ رہا تھا۔!"

وہ زیر لب پتہ نہیں کیا بڑبڑاتی ہوئی لیٹ گئی خود اُسے بھی اندازہ نہ ہو سکا کہ کیا کہہ رہی تھی۔ نیند کے شدید ترین غلبے کے تحت وہ فوراً ہی گرد و پیش سے بے خبر ہو گئی۔

✡

دوبارہ آنکھیں کھلنے پر اس نے محسوس کیا تھا۔ جیسے اس کا بستر خلاء میں تیر رہا ہو۔ فلم الہ دین والے جادوئی قالین کی طرح.... کانوں میں کچھ ایسی آوازیں بھی پڑ رہی تھیں جیسے اڑتے ہوئے

قالین کی پس منظر موسیقی کی لہریں ہوں۔!

پھر آہستہ آہستہ موسیقی کی لہریں موٹر کے انجن کی آواز میں تبدیل ہوتی گئیں اب آنکھیں پوری طرح کھل گئی تھیں.... اور وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ کسی گاڑی میں سفر کر رہی ہے لیکن چاروں طرف اندھیرا تھا۔

وہ اٹھ بیٹھی.... اور اندھیرے میں بستر کو ٹٹولنے لگی۔ بستر تو خاصا آرام دہ اور کشادہ تھا۔

سرد ہوا کے تھپیڑے جسم سے ٹکرا رہے تھے۔ دفعتاً اسے پے در پے تین چھینکیں آئیں اور اندھیرے میں ایک نرم سی آواز ابھری کوئی کہہ رہا تھا۔

"محترمہ.... اگر آپ بیدار ہو گئی ہوں تو متفکر نہ ہوں.... مسٹر عمران کی ہدایت پر آپ کو کسی محفوظ مقام پر لے جایا جا رہا ہے۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ خاموش بیٹھی گہری گہری سانسیں لیتی رہی۔

یہ عمران.... خدا کی پناہ.... لیکن.... وہ تو ہوٹل رونیک کے ایک کمرے میں سوئی تھی.... اور عمران بھی وہاں موجود تھا۔ ذہن پر زور دیتی رہی لیکن یاد نہ آ سکا کہ وہ اس دوران جاگی بھی ہو.... پھر وہ اس گاڑی میں کس طرح پہنچی.... آنکھیں مل مل کر اندھیرے میں گھورتی رہی۔ کوئی بڑی گاڑی تھی کیونکہ کئی کھڑکیوں سے تاروں بھرا آسمان نظر آ رہا تھا۔

"عمران....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کراہی۔

"وہ تشریف نہیں رکھتے محترمہ....!" نرم لہجے میں جواب ملا۔

"وہ کہاں ہے۔!"

"غالباً ان سے وہیں ملاقات ہو سکے گی جہاں ہم جا رہے ہیں....!"

"تم کون ہو....!"

"ان کا اور آپ کا بہی خواہ ہم دونوں دوست ہیں محترمہ....!"

اس کا دل چاہا کہ وہ اسی سے عمران کے بارے میں کچھ معلوم کرے لیکن پھر اسے نامناسب سمجھ کر خاموش ہی رہی۔!

ویسے وہ بستر سے اتر کر ایک کھڑکی کے قریب آئی تھی اور باہر دھندلکے میں آنکھیں پھاڑنے لگی تھی دور دور تک کسی عمارت کا نام و نشان نہیں تھا.... ملگجے سے اندھیرے میں دیو پیکر درخت

خاموش کھڑے تھے۔

لیکن..... وہ خود ساتھ کیوں نہیں ہے؟ اس نے سوچا پھر موجودہ حالات پر غور کرنے لگی کب تک یہ صورت حال رہے گی اگر تیمور اس کی زندگی کا خواہاں ہے تو کب تک بچتی رہے گی۔ آخر عمران کرنا کیا چاہتا ہے۔ اس نے اس سے کہا تھا کہ اس خدشے کے بارے میں پولیس کو اطلاع دے دے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں ہوا تھا۔ تو پھر کیا وہ خود قانون کو ہاتھ میں لینا چاہتا ہے؟ یہ کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا۔ پھر وہ کیا کرے۔ وہ اس کی سنتا کب ہے؟

پھر اسے یاد آیا کہ رونیک میں اس نے عمارت کے تہہ خانوں کے متعلق پوچھا تھا اور اسی سے اس کی اطلاع ملی تھی کہ تہہ خانے کا ایک چور دروازہ خود اس کی خواب گاہ میں بھی موجود ہے۔ وہ اس سے بے خبر تھی۔ اس کے باپ نے کبھی اُسے نہیں بتایا تھا۔ بہر حال اس کا مطلب یہ تھا کہ عمران اس کے بارے میں سب کچھ معلوم کر چکا ہے۔ کون کسی کے لئے اتنا کرتا ہے؟ پھر کیا یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ بھی اس سے لگاؤ رکھتا ہے؟ کچھ لوگ ذرا مشکل ہی سے کھلتے ہیں۔ صبر وضبط سے کام لینا پڑے گا۔

دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ گاڑی کی رفتار کم ہو رہی ہے۔ وہ سمجھی تھی شاید اب رک ہی جائے گی۔ لیکن پھر جھٹکے لگنے لگے۔ غالباً وہ کسی کچے راستے پر موڑی گئی تھی۔ اس نے جھنجھلا کر کہا۔

"کیا وہ محفوظ مقام شہر سے باہر ہے۔!"

"بس محترمہ.....!" آواز آئی۔ "پہنچے ہی سمجھئے۔!"

راستہ یقیناً دشوار گذار تھا۔ کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے گاڑی الٹ ہی جائے گی۔

خدا خدا کر کے ایک جگہ رکی۔ کچھ دیر سناٹا رہا۔ پھر گاڑی کا ایک دروازہ آواز کے ساتھ کھلا اور اس سے نیچے اترنے کو کہا گیا۔ وہ انداز سے اپنا لباس درست کرتی ہوئی گاڑی سے نیچے اتر آئی۔

جھینگروں کی جھائیں جھائیں سے فضا گونج رہی تھی۔ گاڑی کا انجن بند ہوتے ہی ایسا محسوس ہوا تھا جیسے یہ جھائیں جھائیں انجن ہی کی آواز کی نہ ختم ہونے والی ہلکی سی بازگشت ہو۔

ہمراہی نے ٹارچ روشن کی اور فریدہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔ گاڑی سے صرف وہی اترا تھا وہ اندازہ نہ کر سکی کہ گاڑی میں کوئی اور بھی ہے یا نہیں۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ درختوں کے جھنڈ میں گھری ہوئی ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب پہنچے اور فریدہ چونک پڑی۔

"اوہو..... تو کیا ہم علی پور میں ہیں۔!" اُس نے کہا۔

"جی ہاں..... محترمہ.....!"

یہ عمارت جانی پہچانی تھی۔ کیوں نہ ہوتی خود اس کی ملکیت تھی۔ علی پور کی دیہی جائیداد بھی
کے حصے میں آئی تھی۔ آموں کے باغ کے درمیان یہ عمارت اسی کے باپ نے بنوائی تھی۔
کبھی آرام کرنے وہ یہیں آیا کرتے تھے۔

عمارت کی کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔

فریدہ نے عمران کو علی پور کی جائیداد کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ پہلے اسے حیرت ہوئی۔
عمران پر غصہ آنے لگا۔ آخر اس طریق کار کی کیا ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے پیروں
، چل کر تو رونیک سے باہر آئی نہ ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خود کو اس طرح بحالت سفر پا کر اسے
ت کیوں ہوتی۔ یقیناً کھانے میں کوئی نشہ آور چیز تھی۔ فوراً ہی تو نیند آنے لگی تھی۔ لیکن
ان پر اس کا کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے جو کچھ بھی کھایا تھا ساتھ ہی کھایا تھا....
عمران۔

"تشریف لے چلئے محترمہ.....!" ساتھی نے کہا اور وہ چونک پڑی۔

"اندر پیٹرومیکس لیمپ روشن تھا۔!"

وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی اور پھر اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم ہل کر رہ گیا ہو۔ تیمور سامنے کھڑا اسے مضحکانہ انداز میں گھورے جا رہا تھا۔ ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"اس کا کیا مطلب.....؟" فریدہ آپے سے باہر ہو گئی۔

"اس کا مطلب یہ ہے محترمہ فریدہ کہ میں جہاں سے چاہوں آپ کو اس طرح اٹھوا منگاؤں۔!"

"شٹ اپ.....!" غصے کی زیادتی کی بناء پر اس کے علاوہ اور کچھ زبان سے نہ نکل سکا۔

"آج دل کا بخار نکال لیجئے.....!" پھر موقع نہ ملے گا۔

"میں تم جیسے چھچھورے اور کمینوں پر تھوکنا بھی پسند نہ کروں گی.....؟"

"نمک کھایا ہے میں نے آپ کا.....!" وہ ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔ "اس لئے میں کوئی گستاخانہ
زبان سے نہیں نکال سکوں گا۔!"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتی کہ یہاں سے فوراً واپس چلی جاؤں.....؟"

"محترمہ! نہ آپ اپنی خوشی سے آئی ہیں اور نہ اپنی خوشی سے جا سکیں گی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"آپ خود سوچئے کہ آپ کو وہاں سے لانے میں کتنی دشواری پیش آئی ہو گی۔ کلورو
سنگھایا گیا ہوگا۔ پھر دو آدمیوں نے آپ کو اسٹریچر پر اٹھا کر ایمبولینس گاڑی تک پہنچایا ہوگا۔!"

"اوہ.... تو اس طرح....!" وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"ظاہر ہے.... ایک بھرے پُرے ہوٹل سے اٹھا لانے کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی تر
کارگر نہ ہوتی۔ سفید لبادوں میں ملبوس میل نرسوں نے آپ کو اسٹریچر پر اٹھایا تھا....ا
سرکاری ایمبولینس گاڑی تک لائے تھے۔!"

"عمران کہاں ہے....؟" فریدہ نے بے ساختہ پوچھا۔

"کون کسی کا ہوا ہے محترمہ.... اس نے ایک فوری خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ
مشورہ دیا ہوگا کہ آپ رونیک میں ہی رات بسر کریں....!"

"وہ بھی تھا میرے ساتھ....!"

"ہونہہ.... ایسے بہت کم دیکھنے میں آئے ہیں جو دوسروں کے لئے اپنی جان ہلاکت
ڈالیں۔ آپ کے سو جانے کے بعد وہ چپ چاپ کھسک گیا ہوگا۔ آپ کے یہاں پہنچنے سے پہلے
مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ آپ اس کمرے میں تنہا سو رہی تھیں....!"

وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے خاموش کھڑی رہی۔

"اب آپ مجھے بتائیے کہ یہ عمران کس جنگل کا جانور ہے۔!"

"شٹ اپ.... اتنی بدتمیزی سے تم اس کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔!"

"آپ کو اس کے بارے میں مجھے بتانا ہی پڑے گا محترمہ....!"

"تم اس پر کئی بار قاتلانہ حملے کر چکے ہو۔!"

"کرا چکا ہوں.... خود اپنے ہاتھوں کو تکلیف دینے کا قائل نہیں۔!"

فریدہ ڈاک بنگلے والے واقعہ کا تذکرہ کرتے کرتے رک گئی۔ اس نے سوچا یہ کسی طرح
مناسب نہ ہوگا۔ وہ تنہا ہے۔!

"غالباً آپ کچھ کہنا چاہتی تھی....؟"

"نمک حراموں سے گفتگو کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہوں۔!"

"میرا خیال ہے کہ آپ کبھی مجھے محبت بھری نظروں سے بھی دیکھ چکی ہیں۔!"

"پالتو کتوں کو نفرت سے تو نہیں دیکھا جاتا۔!"

"یقیناً.... یقیناً....!" وہ سر ہلا کر بولا.... اور زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی
وں میں دیکھتا رہا۔ پھر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "عمران کے بارے میں تو آپ کو بتانا ہی پڑے
نہ شاید پھر مجھے اپنی نمک خواری بھی یاد نہ رہ جائے۔!"

"کیا کرو گے.... تم....؟" وہ چیخ کر بولی۔

"ضدی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دینا میری پرانی عادت ہے۔!"

فریدہ کچھ نہ بولی۔ غصے کی زیادتی کی بناء پر کچھ سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کہنا یا کرنا چاہئے۔

"آپ صرف اتنی سی بات پر خفا ہو گئیں کہ میں صفیہ کی طرف کیوں مائل ہو گیا۔ یقین کیجئے
شروع ہی سے صفیہ کو چاہتا رہا ہوں۔!" تیمور نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بکواس بند کرو....!"

"میں صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں.... صفیہ شروع ہی سے میرے ذہن پر چھائی رہی ہے۔
آپ خود بتائیے.... اگر میں آپ پر مرمٹنے کی اداکاری نہ کرتا تو کیا صفیہ تک میری رسائی
ہوتی؟ آپ کنبے سے کاٹ دیتیں مجھے۔!"

"زبان.... بند کرو.... ذلیل سور....!" فریدہ کی آواز حلق میں پھنس رہی تھی۔

"مجھے کہنے دیجئے محترمہ کہ کسی مقصد کے حصول میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں اور سب
ر گزرنا پڑتا ہے.... نہ میں آپ کی طرف جھکتا اور نہ مجھے کوٹھی میں رہائش اختیار کرنے کا
ملتا۔!"

فریدہ دروازے سے نکل جانے کے لئے مڑی.... لیکن ایک رائفل کی نال اس کی راہ میں
ہو گئی اور تیمور نے قہقہہ لگایا۔

"اوہ....!" وہ بھوکی شیرنی کی طرح تیمور پر جھپٹ پڑی۔

تیمور نے اس کی کلائیاں پکڑ لیں جنہیں چھڑا لینے کے لئے وہ اپنا پورا زور صرف کر رہی تھی۔
پھر تیمور نے اسے دھکا دیا.... اور وہ مسہری پر جا پڑی.... فریدہ کی زبان سے کیسے الفاظ نکل

رہے تھے اس کا ہوش تو خود اسے بھی نہیں تھا۔

"خاموش رہو....!" دفعتاً تیمور گونجیلی آواز میں چیخا۔

"کتے.... میں تجھے دیکھ لوں گی۔!"

"تم جہنم میں جاؤ.... میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عمران کہاں ہے....؟"

"اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو کبھی نہ بتاتی۔!"

"تم بتاؤ گی... نہیں بتاؤ گی تو بھگتو گی۔!"

"ارے جا.... بہت دیکھے ہیں تجھ جیسے علمٹے....!"

"فریدہ.... عمران کہاں ہے؟ آخری بار پوچھ رہا ہوں....؟"

فریدہ کچھ نہ بولی۔ دفعتاً ایک سوال اس کے ذہن میں بجلی کی طرح کوندا۔ آخر وہ عمران کے پیچھے کیوں پڑا ہے جب کہ رقابت کے جذبے سے بھی عاری ہے؟

"اچھی بات ہے۔!" تیمور اُسے تیکھی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اب میں تمہیں دیکھوں گا۔"

"ٹھہرو....!" فریدہ اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔ "میں تمہیں پہلے چکی ہوں کہ اگر جانتی بھی ہوتی تو تمہیں نہ بتاتی۔!"

"تم نہیں جانتیں....؟"

"ہرگز نہیں.... میں تو سو گئی تھی۔ تمہاری ہی زبانی معلوم ہوا ہے کہ وہ اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھا۔!"

"بڑا خیر خواہ ساتھی تلاش کیا ہے....؟" تیمور نے زہریلے لہجے میں کہا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولا۔ "اچھا اس کا صحیح پتہ بتاؤ....!"

"میں نہیں جانتی۔!"

"خوب.... تم یہ بھی نہیں جانتیں کہ وہ رہتا کہاں ہے۔!"

"یقین کرو.... میں نہیں جانتی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتا ہے۔"

یک بیک فریدہ نے محسوس کیا جیسے تیمور کے چہرے پر گہری تشویش کے بادل چھا گئے ہوں۔

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ "ملاقات کیسے ہوئی تھی....؟"

فریدہ نے سوچا اسے حکمت عملی سے کام لینا چاہئے ورنہ یہ وہی شخص ہے جس نے انہیں

بار زہر دینے کی کوشش کی تھی۔

"وہ ایک مضحکہ خیز سچویشن تھی۔!" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"تم سن کر ہنسو گے میری حماقت پر....!"

"میں آج کل ہنسنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... تم بتاؤ....!"

"اس دن.... وہیں ڈاک بنگلے میں ملاقات ہوئی تھی۔!"

"میں نہیں سمجھا....!" تیمور نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"وہ جس کا دماغ چل گیا ہو سب کچھ کر گزرتا ہے۔ تم نے مجھے گہرا صدمہ پہنچایا تھا۔ میں پاگل ہو رہی تھی۔ ایک دن تم دونوں کو کسی لمبے سفر پر جاتے دیکھ کر خود کو قابو میں نہ رکھ سکی۔ تمہارے پیچھے لگ گئی۔ اندازہ تھا کہ تم لوگ ہالی ڈے کیمپ جاؤ گے۔ پتہ نہیں کس رفتار سے روانہ ہوئے تھے کہ راستے میں کہیں نہ مل سکے.... پھر بارش آ گئی۔!"

فریدہ نے اپنی اور عمران کی ملاقات کے بارے میں بالتفصیل اسے بتاتے ہوئے کہا۔ "لیکن وہ ایک مخلص دوست ثابت ہوا ہے۔ مجھے اس کی دوستی پر فخر ہے۔ اگر اس کا سہارا نہ ملا ہوتا تو پاگل ہو جاتی۔!"

تیمور ہونٹ بھینچے اس کی کہانی سنتا رہا تھا اور اب بھی اس کے ہونٹ بھینچے ہی ہوئے تھے۔

فریدہ نے مصلحتاً کھانے اور کتے کے پلے کی موت کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

"اور کچھ....؟" تھوڑی دیر بعد تیمور نے سوال کیا۔

"اور کیا....؟"

"ذہن پر زور دو.... شاید کوئی بات رہ گئی ہو....؟"

"اور تو مجھے کچھ بھی یاد نہیں آتا....؟"

وہ بے یقینی کے سے انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"تم اور کیا جاننا چاہتے ہو....!" فریدہ نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"وہ کوئی بہت بڑا فراڈ ہے.... اس سے ہوشیار رہو....!" تیمور نے پھر پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"ہوشیار رہوں.... تو تم مستقبل کی بات کر رہے ہو۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ تم مجھے مار

ڈالنے کی نیت سے یہاں لائے ہو۔!"

وہ ہنس پڑا اور بولا۔ "بھلا میں ایسا کیوں کرنے لگا۔ تم مجھے اب بھی اس لئے عزیز ہو، تمہارے ہی توسط سے صفیہ تک میری رسائی ہوئی ہے۔!"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو..... مجھے جان سے نہ مارو گے....؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح یقین دلاؤں.... ارے میں تو تمہیں ایک بڑے فر کے پنجے سے رہائی دلانا چاہتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"مجھے وہ کوئی بہت ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔!"

"آخر کس بناء پر....!"

"اس رات تم نے مجھے پہچان لیا تھا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

"میں نے تمہیں یقیناً پہچان لیا تھا۔ اسی لئے عمران کو روکا تھا کہ وہ تمہارا تعاقب نہ کرے لیکن یہ تو بتاؤ.... تم وہاں کا فرش کیوں اکھاڑ رہے تھے۔!"

"عمران نے کیا بتایا تھا....؟"

"وہ تو کہہ رہا تھا کہ اس نے تین فٹ گہرا گڑھا کھودا تھا لیکن کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔!"

"جھوٹا ہے.... چور ہے۔!" تیمور مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "اسی لئے تو کہتا ہوں کہ تم ایک بہ بُرے آدمی کے چکر میں پھنس گئی ہو۔!"

"آخر مجھے بھی تو بتاؤ....!"

"میں نے اپنے کمرے میں ایک ہزار مرشد آبادی اشرفیاں دفن کی تھیں اور انہیں کسی کے علم میں لائے بغیر نکال لے جانا چاہا تھا۔!"

"اُف.... فوہ.... تم نے مجھ پر بھی اعتماد نہ کیا۔ میں تم سے کبھی نہ پوچھتی کہ تم نے اشرفیاں کہاں سے حاصل کی تھیں۔!"

"میں تم سے شرمندہ ہوں۔ یقین جانو تمہیں اپنی شکل نہیں دکھانا چاہتا.... اور اس وقت م نے یہ اتنی بڑی جسارت محض اس بناء پر کر ڈالی ہے کہ تمہیں نقصان میں دیکھنا نہیں چاہتا۔!"

فریدہ سچ مچ سوچ میں پڑ گئی۔ عمران پہلے ہی سے اس کیلئے ناقابل فہم تھا۔ ایک ہزار اشرفیو

والی بات نے اسے شبہے میں مبتلا کر دیا۔

"اچھا.... چلو تسلیم کئے لیتی ہوں....!" فریدہ نے کچھ دیر بعد کہا۔ "لیکن کیا اس رات ڈاک بنگلے میں تم نے میری زندگی کا خاتمہ کر دینے کی کوشش نہیں کی تھی۔!"

"بھلا.... وہ کس طرح....؟"

"زہر....!"

"خدا کی پناہ.... کیا تم مجھے اس کی کہانی نہ سناؤ گی۔!" تیمور کے لہجے میں حیرت تھی۔

فریدہ نے ہکلا ہکلا کر اُسے کتے کے پلے کی موت کے بارے میں بتایا.... اور یہ بھی بتایا کہ عمران نے کس طرح ثابت کر دیا تھا کہ یہ حرکت تیمور ہی کی تھی۔ تیمور دونوں ہاتھوں سے سر تھامے کرسی پر بیٹھ گیا۔

فریدہ اس کی بدلتی ہوئی حالتوں کا بغور جائزہ لیتی رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہے کیا۔

"تم کیا سوچنے لگے....!" دفعتاً اس نے اُسے مخاطب کیا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں.... کہ.... اُس نے تمہارا اعتماد حاصل کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا تھا.... ورنہ خود سوچو کہ میں زہر ساتھ لئے پھروں گا۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے لئے اجنبی رہا ہو۔ لیکن تم یا ہم لوگ اس کے لئے اجنبی نہیں تھے۔ ہمارے حالات سے وہ بخوبی واقف تھا۔!"

"تت.... تو.... اس کا یہ مطلب ہوا....!"

"ہاں! اُس نے خود ہی جگہ بنانے کی کوشش کی تھی تمہارے دل میں!"

"لل.... لیکن.... ڈاک بنگلے کے چوکیدار کا بیان.... کہ تم اس سے ٹکرائے تھے جب وہ کھانا لے کر آ رہا تھا۔!"

"کیا مشکل ہے اس قسم کا بیان دلوا دینا.... جیب گرم کر دی ہوگی اس کی اور اسکیم کے مطابق وہ ایک کتے کا پلا بھی اپنے ساتھ لیتا آیا ہوگا۔!"

فریدہ پھر سوچ میں پڑ گئی۔

"لیکن تم ہالی ڈے کیمپ جانے کے بجائے واپس کیوں چلے آئے تھے۔!"

"تمہاری موجودگی میں ہم دونوں ہی کوفت میں مبتلا رہتے۔!"

وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔ تیمور کے اس جملے پر ایک بار پھر غصے کی ایک تیز سی لہر اس کے

سارے جسم میں دوڑ گئی تھی۔ لیکن اس نے اپنی زبان روکے رکھی۔

کچھ دیر بوجھل سا سکوت طاری رہا۔ پھر وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ سب کچھ کتنا تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے.... یہ میں ہی جانتا ہوں۔!"

"کیا تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔!" فریدہ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہی سب کچھ.... میں خود کو کبھی معاف نہ کر سکوں گا۔ اس جرم کی پاداش میں ذہنی طور پر زندگی بھر مطمئن نہ ہو سکوں گا۔!"

"صفیہ کو کیا ہو گیا ہے.... یہ میں اکثر سوچتی ہوں۔!"

"تم اس معاملے کے متعلق کچھ سوچنا ہی چھوڑ دو....!"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو۔!"

"تمہارے معاملے میں کبھی مخلص نہیں رہا۔ مجھے اپنے اس جرم کا اظہار کرتے ہوئے سخت ندامت ہوتی ہے۔!"

"اور اسی ندامت سے پیچھا چھڑانے کے لئے تم نے مجھے زہر دینے کی کوشش کی تھی۔!"

"نہیں.... اس خلش سے پیچھا چھڑانے کے لئے میں خودکشی کر سکتا ہوں لیکن....!"

فریدہ کچھ نہ بولی.... اور تیمور نے بھی جملہ پورا نہیں کیا تھا۔

تیمور کی پیشانی پر شکنیں تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔

دفعتاً اس نے پوچھا۔ "رونیک میں قیام کرنے کا مشورہ تم نے دیا تھا....؟"

"نہیں.... میرے ذہن میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ خود اس نے ہی مجھے رونیک میں اپنا انتظار کرنے کا مشورہ دیا تھا.... اور جب پھر واپس آیا تو کہا تھا کہ رات وہیں بسر کرنی چاہئے۔!"

"لیکن یہ تو ضرور بتایا ہو گا کہ ان آدمیوں کو وہ کہاں لے گیا تھا جنہوں نے اُسے پکڑ لے جانے کی کوشش کی تھی۔!"

"تو وہ تمہارے ہی آدمی تھے۔!"

"یقیناً تھے.... میں اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔!"

"لیکن ہنسی آتی ہے ان لوگوں کے انجام پر.... کیسے ڈھیلے ڈھالے آدمی بھیجے تھے۔!"

"تمہیں ہنسی آتی ہے.... اور مجھے حیرت ہے۔ ان میں سے ایک آدمی دس پر بھاری تھا۔!"

"اس کے باوجود بھی صرف ایک کو نہ سنبھال سکے۔!" فریدہ پھر ہنس پڑی۔

"مجھے فوراً دیکھنا چاہئے۔ تم یہیں آرام کرو....!" تیمور اٹھتا ہوا بولا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گی سمجھے....!"

"تم یہاں تنہا نہ ہو گی۔ پانچ آدمی تمہاری دیکھ بھال کریں گے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم مجھے یہاں قید کر رہے ہو۔!"

"ہاں....!" وہ جھلا کر مڑا اور پیر پٹخ کر بولا۔ "جب تک عمران میرے ہاتھ نہیں لگتا تم یہیں قید رہو گی۔!"

"کیوں....؟"

"میری مرضی....!"

"لیکن.... ابھی تو تم....!"

"ہاں.... ابھی میں ندامت کا اظہار کر رہا تھا.... تو پھر....!"

"تم آدمی ہو یا کتے....!" وہ بپھر گئی۔

"واپس آکر جواب دوں گا....!" وہ تیزی سے باہر نکلا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں فریدہ نے دیکھا کہ وہ الٹے قدم لڑکھڑاتا ہوا کمرے میں آگرا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے باہر نکلتے ہی کسی نے اس کی ٹھوڑی پر گھونسا جڑ دیا ہو۔

وہ بڑی پھرتی سے پھر اٹھ گیا تھا۔ فریدہ آنکھیں پھاڑے دروازے کی طرف دیکھتی رہی۔ لیکن کوئی بھی نہ دکھائی دیا۔

دفعتاً تیمور زور زور سے آوازیں دینے لگا۔ "غفور... نواب... بندو... عیدو... جے.. فتو..!"

لیکن فریدہ صرف بازگشت سنتی رہی۔ کسی دوسرے کی آواز کان میں نہ پڑی۔

"کیا بات ہے....؟" اس نے خوف زدہ لہجے میں تیمور سے پوچھا۔

"کوئی برآمدے میں موجود ہے۔!" تیمور نے بلند آواز میں کہا۔ "لیکن یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا۔!"

اس کے بعد پھر اس نے اپنے آدمیوں کو آوازیں دینی شروع کیں۔ ایک ایک کر کے وہ پانچوں کمرے میں داخل ہوئے۔ خاصے لحیم شحیم لوگ تھے اور صورت سے اچھے آدمی نہیں معلوم

ہوتے تھے۔

"اونگھتے رہتے ہو کم بختو....!" تیمور دھاڑا۔ "مکان میں کوئی اور بھی موجود ہے۔!"

"اچھا....!" پانچوں نے بہ یک وقت حیرت ظاہر کی اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر ہنسنا شروع کر دیا۔

"کیا بے ہودگی ہے....!" تیمور پیر پٹخ کر بولا۔

ان کے قہقہے پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئے۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو....ورنہ گولی مار دوں گا۔!"

"آخاہ....گولی مار دیں گے۔!" ان میں سے ایک نے یک بیک سنجیدہ ہو کر کہا۔ دوسرے بھی خاموش ہو گئے....اور پہلے آدمی کی آنکھوں میں غیض و غضب کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بتدریج اس کا غصہ تیز ہوتا جا رہا ہو۔

"اچھا....ہمیں گولی مار دو گے۔!" بقیہ چاروں نے بھی یک زبان ہو کر کہا اور ان کے چہروں کی رنگت بھی تبدیل ہونے لگی۔

پھر اچانک وہ سب اس پر پل پڑے اور وہ کسی ایسے بے دست و پا آدمی کی طرح چیخنے لگا جیسے کسی اندھیرے اور سنسان جنگل میں بھیڑیوں نے گھیر لیا ہو۔

فریدہ بوکھلا کر مسہری پر جا چڑھی اور ٹھیک اسی وقت اسے عمران دروازے میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک سفاک سی مسکراہٹ تھی۔ فریدہ نے دوسرے ہی لمحے میں مسہری سے چھلانگ لگائی اور اس سے جا لپٹی۔

"بھاگو....خدا کے لئے یہاں سے بھاگو....!" وہ کانپتی ہوئی ہذیانی انداز میں بولی۔

"ڈریئے نہیں....!" عمران نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ "وقتی بخار ہے۔ ابھی ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔!"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"ارے بچاؤ....بچاؤ....بچ....بچاؤ....!" تیمور کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ابے پھانسی ہو جائے گی سالو....اگر مر گیا۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "بھاگو پولیس آرہی ہے۔!"

"پولیس....پولیس....!" وہ سب ایک ساتھ چیخے۔ کچھ عجیب سی آوازیں تھیں ان کی۔ فریدہ خوف زدہ تھی لیکن ان آوازوں کی اجنبیت کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکی۔

پھر وہ پولیس....پولیس چیختے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے کمرے سے نکل بھاگے۔ تیمور فرش سے اٹھ گیا تھا۔ لیکن اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ بدقت تمام وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکا۔ بُری طرح کانپ رہا تھا۔ لباس تار تار تھا۔ کئی جگہ پیشانی کی کھال پھٹ گئی تھی۔ جس سے خون بہہ کر چہرے پر پھیل رہا تھا۔

عمران اور فریدہ خاموشی سے اُسے دیکھتے رہے۔ پھر فریدہ نے عمران سے کہا۔ "چلو....جلدی چلو....کہیں وہ پلٹ نہ آئیں....؟"

"کون....؟" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"وہ جو ابھی....!"

"ارے....وہ....!" عمران ہنس کر بولا۔ "کوئی یہاں گرا....کوئی وہاں گرا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ایک ایک کر کے ڈھیر ہوتے چلے گئے ہوں گے۔!"

"صاف صاف بتاؤ....!" فریدہ جھنجھلا گئی۔

"تیمور نے کچھ دیر پہلے آپ سے ٹھیک ہی کہا تھا محترمہ کہ میں کوئی بہت بڑا فراڈ ہوں اور اس رات ڈاک بنگلے میں کتے کے پلے کی موت میری ہی وجہ سے واقع ہوئی تھی۔ میں نے ہی مرغ کے گوشت کو زہر آلود کیا تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ چوکیدار کی جیب گرم کر کے اسے ملانا بھی پڑا....اور یہ سب کچھ میں نے اسی لئے کیا تھا کہ آپ کا اعتماد حاصل کر سکوں۔!"

"لیکن....کیوں....؟" فریدہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

"تاکہ....اس فراڈ کو قریب سے دیکھ سکوں۔!" عمران نے تیمور کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا....!" فریدہ ہتھیلیوں سے اپنی کنپٹیاں دباتی ہوئی بولی۔

"کیوں....ارے بے ہوش نہ ہو جانا....!" عمران تیمور کی طرف دیکھ کر دھاڑا۔

تیمور کی آنکھیں حلقوں سے ابلتی سی معلوم ہوئیں اور وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔

فریدہ کشمکش میں پڑ گئی تھی۔ ابھی ابھی عمران نے اعتراف کیا تھا کہ ڈاک بنگلے والی حرکت

اسی کی تھی۔

"میں دراصل آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں مختلف قسم کے زہروں پر اتھارٹی ہوں۔ ان بے
چارے پانچوں نے ایک ایسی بوٹی کا سفوف چائے میں پیا ہے جو سوئی کو نیزہ بنا سکتی ہے۔ اسے پ
لینے کے بعد مختلف قسم کے جذبات اتنی شدت اختیار کرتے ہیں کہ آدمی ان کے تحت جو کچھ بھ
کرتا ہے کرتا ہی چلا جاتا ہے۔ یہ سب تیمور کے غلام ہیں لیکن توہین آمیز گفتگو نے انہیں اتنا غص
دلا دیا کہ وہ اُسے مار ڈالنے پر تل گئے۔ پھر پولیس اور پھانسی کے نام پر اتنے خوفزدہ ہوئے کہ بھاگ
ہی کھڑے ہوئے.... اور اب میرا خیال ہے کہ ادھر اُدھر بے ہوش پڑے ہوں گے۔

"لیکن.....!" فریدہ نے کچھ کہنا چاہا۔

ٹھہریئے.... محترمہ مجھے کہنے دیجئے.... آپ کی باتیں پھر سن لوں گا۔ میں نے صرف ایک
معاملے میں آپ سے فراڈ کیا ہے آپ کی ملازمت اختیار کرنے سے پہلے ہی ملازمت حاصل کر چکا
تھا.... اور اس ملازمت ہی کے سلسلے میں آپ کی ملازمت حاصل کرنی پڑی۔!"

"پتہ نہیں تم کیا بک رہے ہو۔!" فریدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں نے آپ سے صرف ایک جھوٹ بولا تھا وہ یہ کہ میں بے
کاری کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ تیمور کے لئے مجھے ایک پارٹی نے ملازم رکھا تھا۔ لہٰذا تیمور تک
پہنچنے کے لئے مجھے آپ کی ملازمت کرنی پڑی۔!"

دفعتاً تیمور نے عجیب سی آواز میں قہقہہ لگایا اور بولا۔ "کیوں فریدہ.... کیا میں غلط کہہ رہا
کہ تمہارے لئے اجنبی رہا ہوگا ہم لوگ اس کے لئے اجنبی نہیں تھے۔!"

"مجھے اس کا اعتراف ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "کئی ماہ سے تمہارے پیچھے ہوں.... ا
اس دن بھی جب تم ہالی ڈے کیمپ جا رہے تھے۔ تمہارا ہی تعاقب کر رہا تھا۔ ڈاک بنگلے میں ر
پڑا۔ تم لوگ اندر چلے گئے تھے اور میں اپنی گاڑی میں ہی بیٹھا رہا تھا۔ پھر محترمہ فریدہ کی گاڑی
وہیں آرکی تھی اور اس کے بعد حالات میری موافقت میں تھے۔ کیا سمجھے.... اب کہو تو تمہا
ایک ہزار مرشد آبادی اشرفیاں واپس کر دوں جن کی قیمت سکہ رائج الوقت میں مبلغ ایک لا
بیس ہزار روپے ہوتی ہے۔!"

"تو کیا یہ سچ ہے....!" فریدہ بول پڑی۔

"جواب دو پیارے....!" عمران نے تیمور سے کہا۔

"میں کہتا ہوں!" تیمور ہانپتا ہوا بولا۔ "وہ جو کچھ بھی ہے تمہارے لئے بے کار ہے۔ سودا کرلو!"

"اب سنئے....؟" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے فریدہ سے بولا۔

"میں کچھ نہیں سمجھ سکتی.... آخر یہ سب کیا ہے....؟"

"سمجھاؤ بھئی....!" عمران تیمور سے بولا۔

"میں کہتا ہوں حماقت میں نہ پڑو.... میں دس ہزار تک دے سکتا ہوں.... پھر سوچ لو۔!"
تیمور ہانپتا ہوا بولا۔

"ذرا سنئے....!" عمران نے پھر فریدہ کو مخاطب کیا۔ "ایک ہزار اشرفیوں کے صرف دس ہزار
مل رہے ہیں۔!"

"میں کہتی ہوں اس کی اشرفیاں واپس کردو....!" فریدہ بولی۔

"کیوں بھئی اشرفیاں واپس کردوں....؟" وہ پھر تیمور کی طرف مڑا۔

"بیس ہزار....!"

"کیا احمقانہ بات ہے۔!" فریدہ بولی۔ "ایک لاکھ بیس ہزار کا سودا صرف بیس ہزار میں۔ آخر یہ
ہے کیا چکر....!"

"وہ اشرفیاں نہیں تھیں۔!" تیمور غرایا۔ "کچھ کاغذات تھے جو میرے علاوہ دنیا کے ہر آدمی
کے لئے بے کار ہیں۔ اس سے پوچھو یہ ان کاغذات سے کیا حاصل کر سکا ہے....؟"

"پوچھئے محترمہ....!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"خدارا تم ہی بتادو.... میری تو عقل ہی گم ہے؟" فریدہ بے بسی سے بولی۔

"آپ اس تیمور سے جو ابھی لنگڑا نہیں ہوا یہ پوچھئے کہ یہ اپنی خواب گاہ کی دیواریں کیوں
گندی کیا کرتا تھا۔ آپ کو وہ نمبر تو یاد ہی ہوں گے جو میں نے اس کے سرہانے کے قریب والی
دیوار پر آپ کو دکھائے تھے۔!"

"میں تجھے مار ڈالوں گا....!" یک بیک تیمور نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران تیزی سے
ایک طرف ہٹ گیا.... اور تیمور منہ کے بل فرش پر جا گرا۔

"اب خود ہی اٹھ بیٹھے گا.... بڑا پھرتیلا بچہ ہے.... ماشاء اللہ....!" عمران نے فریدہ کی
طرف دیکھ کر کہا۔

فریدہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ وہ خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرتی رہی۔ تیمور نے دوبارہ اٹھ بیٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

"پھر جھپٹے گا.... دیکھنا....!" عمران نے فریدہ سے کہا.... اور فریدہ بے اختیار چیخی۔ "چاقو!"

اس نے چاقو کی جھلک دیکھ ہی لی تھی جسے چھپانے کے لئے تیمور نے اپنا داہنا ہاتھ پیچھے لے جا کر کمر پر رکھ لیا تھا۔

"چاقو نہیں.... چاکو صحیح تلفظ ہے۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا لیکن نگاہ تیمور ہی پر تھی جو غالباً حملے کے لئے موقع کی تلاش میں تھا۔

"تلفظ کی پڑی ہے تمہیں.... دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ ارے اس کے ہاتھ میں چاقو ہے۔!"

"اس کی فکر نہ کیجئے....!" عمران نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بڑی لجاجت سے بولا۔

"مجھے اس وقت وہی گیت سنا دیجئے جو تیمور کو بہت پسند تھا۔ جسکی اکثر آپ سے فرمائش کرتا تھا۔!"

"اوہ تو یہ سب کچھ بھی بتایا گیا ہے۔!" تیمور دانت پیس کر بولا۔

"ہاں....!" فریدہ نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "اب کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے کہ تم اس کے علاوہ بھی کوئی خطرناک کھیل کھیلتے رہے ہو۔!"

"خاکی زین کے تھانوں پر کبڈی کھیلتا رہا ہے۔!"

"خاموش....!" تیمور دھاڑتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا اور فریدہ چیخ پڑی اس کی آنکھوں کے سامنے چاقو کی چمک لہرائی تھی.... اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے بالکل ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ بڑے پھل والا چاقو عمران کے سینے میں پیوست ہو گیا ہو۔

لیکن جلد ہی اس نے تیمور کی کراہیں سنیں اور آنکھیں کھول دیں۔ چاقو دور فرش پر پڑا چمک رہا تھا اور عمران تیمور کو رگڑے ڈال رہا تھا۔

یک بیک فریدہ کا دل چاہا کہ زور سے قہقہہ لگائے۔ عجیب سی ذہنی کیفیت محسوس کر رہی تھی جیسے خود پر قابو ہی نہ رہ گیا ہو۔

پھر ایسی آواز میں اس نے عمران کو مخاطب کیا جو خود اسے بھی اجنبی اجنبی سی لگ رہی تھی۔

"میں تمہیں ضرور وہ گیت سناؤں گی.... میرے پیارے میری زندگی۔!"

اور پھر وہ گانے لگی۔

ان کھجوروں کی چھاؤں میں سوئی ہوئی جھیل
کے خواب آتے ہیں مجھ کو
جھیل کے خواب اور اس کی لہروں کی وہ نقرئی تلملاہٹ
میری سیماب آسا طبیعت کی ساتھی
چین مجھ کو نہیں، چین ان کو نہیں
میں بھی اک لہر ہوں
میں بھی اک لہر ہوں
میں بھی اک لہر ہوں

اور پھر وہ اسی ایک مصرعے کی تکرار کرتی رہی۔ ماحول پر عجیب وحشت زدگی سی مسلط تھی۔ وہ گا رہی تھی.... اور تیمور عمران کو مار ڈالنے پر تُلا ہوا تھا.... یہ اور بات ہے کہ اس کی مضبوط گرفت سے اب تک چھٹکارا نہ پا سکا ہو۔

ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ بس ایک ہی بار چھوٹ پائے.... خون میں لت پت ہو رہا تھا۔

وہ گاتی رہی اور تیمور کے جسم کے مختلف حصوں سے خون رستا رہا۔

دفعتاً عمران بولا۔ "پلیز مس فریدہ.... ناؤ کیپ کوائٹ.... ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔!"

لیکن وہ اسی ایک مصرعے کی تکرار کرتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر جنون طاری ہو۔ احساس تو تھا کہ اس سے کوئی غیر فطری حرکت سرزد ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے بس میں نہیں تھا کہ خاموش ہو جاتی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن پر غبار سا طاری ہونے لگا۔ گرد و پیش دھندلاہٹ سی پھیلنے لگی۔ خود اپنی آواز اب اُسے دور کی کوئی آواز معلوم ہو رہی تھی۔ بتدریج دھندلاہٹیں گہری ہوتی گئیں۔

✪

تین دن کے بعد ہسپتال سے گھر واپس آنے کی اجازت ملی۔

کوٹھی میں ایسی ویرانی تو اس نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ پچھلے دو دن اس نے نیم خوابی کی سی کیفیت میں گذارے تھے۔ آج ہوش میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے عمران کے بارے

میں پوچھا تھا۔ لیکن ڈیوٹی نرس کچھ نہ بتا سکی۔ پھر اس نے لیڈی ڈاکٹر سے پوچھا تھا اس نے لاعلمی ظاہر کی تب جھلا کر اس نے پوچھا کہ وہ ہسپتال کیسے پہنچی تھی۔ جواب ملا۔ "بذریعہ پولیس" اور وہ کانپ کر رہ گئی تھی۔

ملازموں سے عمران کے متعلق پوچھا۔ ان کا جواب بھی یہی تھا کہ وہ اس شام کے بعد دکھائی ہی نہیں دیا۔ جب وہ دونوں شہر گئے تھے۔

بڑی اکتا دینے والی شام تھی۔ ایسا محسوس کر رہی تھی۔ جیسے چاروں طرف کی دیواریں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھتی آ رہی ہوں اور وہ ان کے درمیان پس کر رہ جائے گی۔ بوکھلا کر لان میں نکل آئی اور وہیں آرام کرسی ڈلوا دینے کو کہا۔

سورج مغرب کی طرف جھکتا جا رہا تھا اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوب رہا ہو۔

"عمران....!" ایک ٹھنڈی سانس اسکے گھٹتے ہوئے سینے سے آزاد ہوئی اور پھر وہ اچانک پُر مسرت لہجے میں "عمران" کہہ کر کرسی سے اٹھ گئی عمران کی ٹوسیٹر پھاٹک میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ بے اختیارانہ انداز میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران گاڑی روک کر اتر آیا۔

"اوہو.... دوڑیئے نہیں....!" اس نے کہا۔ "آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔!"

"تم کہاں تھے....؟" اس نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"چلئے.... بیٹھ جایئے....!" وہ اسے آرام کرسی کی طرف لے جاتا ہوا بولا۔ "ابھی احتیاط کی ضرورت ہے۔!"

پھر وہ بڑی دیر تک خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ عمران کسی تشویش میں مبتلا ہے۔ شروع سے اب تک سارے واقعات اس کے ذہن میں چکرانے لگے۔

"یہ سب کیا تھا عمران.... مجھے بتاؤ....!" کچھ دیر بعد اس نے نحیف سی آواز میں پوچھا۔

"ایک بہت بُرے آدمی سے آپ دونوں کا پیچھا چھوٹ گیا۔ اگر کہیں محترمہ صفیہ کی شادی اس سے ہوگئی ہوتی تو اس وقت انہیں اپنے پیروں تلے زمین نہ ملتی۔!"

"وضاحت کرو عمران.... ذہن گورکھ دھندوں کے قابل نہیں رہا۔!"

"وہ ایک وطن دشمن اور غدار تھا۔!"

"وطن.... دشمن.... کیا مطلب....؟"

"ایک ایسے ملک کا ایجنٹ جس سے ہمارے تعلقات کشیدہ ہیں۔!"

"یعنی.... تو پھر.... میرے خدا....!"

"میں کئی ماہ سے اس کی نگرانی کر رہا تھا۔!"

"اور تم ہو کون....؟" فریدہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"خانہ بدوش علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (آکسن) ایک پارٹی نے اس سلسلے میں میری خدمات حاصل کی تھیں۔!"

"لیکن تم صورت سے تو ایسے نہیں لگتے۔!"

"صورت سے تو میں مسٹر ایف رحمان کی اولاد بھی نہیں معلوم ہوتا۔"

"عمران.... خدا کے لئے سنجیدگی سے گفتگو کرو۔!"

"مجھے حیرت ہے کہ آپ تیمور کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے بجائے میرے پیچھے پڑ گئی ہیں۔!"

"تم نے اس رات مجھ سے گیت کی فرمائش کیوں کی تھی....؟"

"سب کچھ ریکارڈ کرنا چاہتا تھا۔ جن لوگوں نے وہ کام میرے سپرد کیا تھا آسانی سے تو مطمئن نہ ہو جاتے۔!"

"میری آواز.... ریکارڈ کی ہے....؟"

"سب کچھ....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اشرفیوں کی کہانی سے لے کر خاکی زین کے تھانوں کے تذکرے تک۔!"

"اوہ.... اسی کے تذکرے پر تو وہ آپے سے باہر ہو گیا اور شاید دیوار پر لکھے ہوئے نمبروں کی بھی کچھ بات نکلی تھی۔!"

"محترمہ....! ابھی آپ کے لئے کچھ الجھنیں باقی ہیں۔ کیونکہ سب کچھ آپ کے مل کے توسط سے ہوتا رہا ہے۔ آپ کا مل ملٹری کے لئے خاکی زین سپلائی کرتا ہے؟"

"میرے خدا....!" وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ فکر نہ کیجئے....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "آپ کا بھی نمک کھایا ہے میں نے.... اس لئے آپ کی راہ کے کانٹے تو ہٹانے ہی پڑے تھے۔ اس سلسلے میں آپکو صرف ایک تحریری بیان دینا

پڑے گا۔ وہ یہ کہ میں نے وہ نمبر دیوار سے اپنی نوٹ بک پر آپکی موجودگی میں نقل کئے تھے۔!"

"لیکن وہ نمبر کیسے تھے....؟"

"ان تھانوں کے نمبر جن کے ذریعہ ملٹری کے ایک ذمہ دار آفیسر کو ہدایات دی جاتی تھیں وہ آفیسر بھی اب حراست میں ہے۔ دراصل یہ لوگ ہمارے فوجی راز اس دشمن ملک تک پہنچانے کی کوشش کر رہے تھے.... خدا کا شکر ہے کہ ابتدائی مراحل ہی میں اس فتنے کا سر کچل دیا گیا!"

"لیکن زین کے تھانوں پر....!"

"جن تھانوں پر ہدایات ہوتی تھیں ان کے نمبر وہ نوٹ کرتا تھا اور پھر وہ نمبر بذریعہ فون آفیسر کو بتا دیئے جاتے تھے۔ تیمور اکثر انہیں اس دیوار پر نوٹ کرتا تھا اور فون پر اطلاع دینے کے بعد انہیں مٹا دیتا تھا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ آخری بار وہ انہیں مٹانا بھول گیا تھا۔"

"اور وہ کاغذات کیسے تھے جو اس نے کمرے کا فرش کھود کر دفن کئے تھے۔!"

"اس کے اپنے شناختی کاغذات جو اس دشمن ملک کی سیکرٹ ایجنسی نے اُسے دیئے تھے انہیں کاغذات ہی کے لئے مجھ پر حملے کر رہا تھا.... اور اس رات مجھے یقین تھا کہ اگر آپ رونیک میں ٹھہرایا گیا تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا لے جانے کی کوشش کرے گا۔ مجھے پہلے سے تھا کہ رونیک کا ایک اسسٹنٹ منیجر بھی اس کاروبار میں ملوث ہے۔!"

فریدہ نے پوچھا۔ "لیکن تم کہاں تھے....؟"

"رونیک کے آس پاس ہی موجود رہا تھا.... اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ میں نے اُسی گاڑی میں آپ کے ساتھ ہی سفر کیا تھا۔!"

"نہیں....!" فریدہ کے لہجے میں بے اعتباری تھی۔

"یقین کیجئے.... میں چھت پر تھا.... اور مجھ پر ایک ترپال پڑی ہوئی تھی۔ پھر اس عمارت کے قریب پہنچنے کے بعد مجھے بہت کچھ کرنا پڑا تھا۔"

"تو کیا ٹیپ ریکارڈر موجود تھا تمہارے پاس....!"

"دو چار ہر وقت جیب میں پڑے رہتے ہیں۔!"

"جیب میں.... کیوں جھوٹ بولتے ہو....!"

"ہاں.... یہ دیکھئے....!" عمران نے جیب سے ایک جیبی گھڑی نکالی اور اُسے دکھا

لا۔ "اس میں ٹیپ کے بجائے تار استعمال ہوتا ہے۔ سو گز لمبا تار موجود ہے اس کے اندر....!"

"تم آخر.... کون ہو....؟"

"علی عمران.... وغیرہ.... وغیرہ....!"

"تو میں تمہیں سرکاری سراغ رساں سمجھ لوں۔!"

"سرکاری سراغ رساں.. عام آدمیوں کو وہ سب کچھ نہیں بتایا کرتے جو میں آپکو بتاتا رہا ہوں۔!"

"پھر کون ہو....!"

"ٹھیکے پر ہر قسم کے کام کیا کرتا ہوں.... میرا کوئی گھر نہیں.... چھ ماہ سے زیادہ کسی کی نوکری نہیں کرتا۔!"

کچھ دیر خاموشی رہی پھر فریدہ نے پوچھا۔ "تیمور کا کیا حشر ہوگا....؟"

"وہ جو غداروں کا ہوتا ہے.... آپ براہِ کرم اب اُسے اپنے ذہن سے نکال پھینکئے.... اور ان محترمہ صفیہ کو یہ بات نہ بتایئے گا۔ ایسی بن جایئے جیسے آپ تیمور کے بارے میں کچھ جانتی ہی نہیں.... اور جو کچھ میں نے آپ کو بتایا ہے اُسے بھی آپ اپنے ذہن سے یکسر محو کر دیں گی۔ میں نے محض اس لئے آپ کو یہ ساری باتیں بتائی ہیں کہ آپ کے ذہن پر کوئی بار نہ رہے۔ آپ پہلے ہی بہت دکھ اٹھا چکی ہیں۔!"

"تمہیں اس کا احساس ہے....!"

"جی ہاں....!"

"اور تم مجھے سکھی دیکھنا چاہتے ہو....!"

"یقیناً....!"

"تو پھر اب مجھے چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ....!"

"ارے.... باپ رے....!" عمران تیزی سے اپنا سر سہلانے لگا۔

"عمران....!" فریدہ کا لہجہ دردناک تھا۔

"مم.... میں کبھی کبھی.... آپ سے ملتا رہوں گا۔ آپ کسی بھی دشواری میں مجھے یاد کر سکتی ہیں۔ میں ہمیشہ ایک اچھا دوست ثابت ہوں گا۔!"

"صرف دوست....!"

"جی ہاں.... خالص....!"

وہ چند لمحے خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی.... پھر مغموم لہجے میں پوچھا۔ "کیا تم کسی سے محبت نہیں کر سکتے۔!"

"میری ٹوسیٹر... ایک گیلن میں چالیس میل نکالتی ہے۔ مجھے اس سے بے انداز محبت ہے۔!"

"پلیز عمران....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ پھر خود بھی کرسی سے اٹھی اور مضمحل قدموں سے چلتی ہوئی پورچ کی طرف بڑھ گئی۔

ختم شد

عمران سیریز نمبر 48

دوسری آنکھ

(پہلا حصہ)

پیشرس

"دوسری آنکھ" ملاحظہ فرمائیے۔ میرا خیال ہے کہ اس کہانی کی اٹھان آپ کو ضرور پسند آئے گی اور آخر میں آپ مجھے معاف کردیں گے۔ ویسے غصہ تو آئے گا ہی لیکن جب آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں گے تو میری طرح اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اس کے علاوہ چارہ ہی کیا ہو سکتا تھا!

میری انتہائی کوشش یہی ہوتی ہے کہ کہانی آگے نہ بڑھنے پائے لیکن بعض کہانیاں سرکشی دکھاتی ہیں۔ بہر حال اب میری کوشش یہی ہے کہ آپ کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے۔

پچھلی بار میں نے کتابوں کی قیمت کے اضافے کے متعلق کچھ لکھا تھا اور حوالہ دیا تھا کہ اخبارات و رسائل کی قیمتوں میں اضافے کا.... اس پر کسی صاحب نے ایک مقامی اخبار کے سنڈے ایڈیشن کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر اس کے سب صفحات کتابی سائز میں موڑ دیئے جائیں تو ضخامت جاسوسی دنیا کے ایک عام شمارے کی ضخامت کے برابر ہو جائے گی اس کے باوجود بھی اس کی قیمت صرف ساڑھے تین آنے ہوتی ہے.... ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس اخبار کے سنڈے ایڈیشن میں تقریباً پانچ یا چھ ہزار روپے کے اشتہارات بھی تو ہوتے ہیں.... آپ نے ان کا حساب کیوں نہیں لگایا.... اگر اس اخبار کی قیمت دو پیسے بھی ہو تو اس کے مالکان خسارے میں نہ رہیں گے۔

بہر حال خفا ہونے کی ضرورت نہیں میں نے ابھی قیمت بڑھائی تو نہیں اس سے پہلے آپ کا خیال جاننا ضروری سمجھا تھا! اور میں تو ہر اعتبار سے پبلک پراپرٹی بن کر رہ گیا ہوں۔

لاہور سے ایک صاحبہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہم سب سہیلیاں آپس میں آپ کو "صفی ناز" کے نام سے یاد کرتی ہیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں پبلک پراپرٹی ہی ٹھہرا۔

لیکن مجھے اس حلقے کا یہ طرز عمل قطعی پسند نہیں.... میرے نقالوں کے خلاف دل کا بخار نکالنے کے سلسلے میں جو کچھ انہیں لکھتا ہے اس کی ایک کاپی مجھے بھی روانہ کر دیتا ہے....

میرا وقت برباد نہ کیجئے! مجھے ان لوگوں سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں۔ آپ بھی ان پر تاؤ کھانے کی بجائے ان کے حق میں دعائے خیر کیجئے....!

ابنِ صفی

رحمان صاحب آپے سے باہر ہو رہے تھے.... بات ہی کچھ ایسی تھی۔ نالائق اولاد کو گھر سے تو نکالا جاسکتا ہے.... لیکن دوسروں کے ذہنوں سے یہ بات کس طرح نکالی جاسکتی ہے کہ وہ اس کے پدر بزرگوار ہیں۔

جاننے والے تو یہی کہتے تھے کہ جی یہ سعادت اطوار انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے فرزند دلبند ہیں.... علی عمران نام ہے.... اور جیسے کچھ ہیں اسے بتانے کے لئے نہ تو تاریخ سے مدد مل سکتی ہے اور نہ جغرافیہ سے.... ویسے اس وقت رحمان صاحب کے گھر والے تاریخ اور جغرافیہ سبھی بھولے ہوئے تھے۔!

"میں اب اس مردود کو شہر میں ہی نہ رہنے دوں گا۔!" انہوں نے میز پر گھونسہ مار کر کہا۔

سب خاموش بیٹھے رہے۔

بیگم صاحبہ کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی.... ثریا کی آنکھوں میں بھی تشویش کے آثار دیکھے جاسکتے تھے.... اور اس کی دونوں چچازاد بہنیں ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہی تھیں۔

"کمبخت دور رہ کر بھی دردِ سر بنا ہوا ہے.... اب اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں رہی کہ یا تو میں ہی مر جاؤں یا وہ اس شہر سے منہ کالا کرے۔!"

ثریا ڈرتے ڈرتے پوچھ ہی بیٹھی۔ "آخر ہوا کیا.... ڈیڈی....؟"

"پوچھتی ہو.... ہوا کیا....؟" رحمان صاحب نے پھر میز پر ہاتھ رسید کرتے ہوئے کہا "سارے شہر میں بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔!"

"جی....!" وہ سب بیک وقت اچھل پڑے۔

بیگم صاحبہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں.... جیسے انہیں اسی خبر کا انتظار تھا۔ اسی کے لئے اتنے دنوں سے بھری بیٹھی تھیں.... آنکھوں میں آنسو روک رکھے تھے.... لفظ "بھیک" پر دل پر شاید گھونسہ سا لگا تھا اور آخر کار بند ٹوٹ ہی گیا تھا۔

رحمان صاحب پوری قوت سے چنگھاڑے.... "یہی رویہ ہے جس نے اسے تباہ کر دیا.... تم سب جہنم میں جاؤ....!"

وہ اٹھ کر تیزی سے پیچھے ہٹے تھے.... کرسی الٹ گئی تھی اور پھر وہ زور زور سے پیر پٹختے ہوئے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

بیگم صاحبہ بدستور روئے جا رہی تھیں.... لڑکیاں ان کے گرد کھڑی ہو گئیں.... لیکن شاید ان میں سے کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہئے۔

ذہن دو اطراف میں بٹ گئے تھے۔ ایک طرف تھی عمران کے بارے میں وہ حیرت انگیز خبر اور دوسری جانب اس خبر سے پیدا ہو جانے والی چویشن تھی۔

دفعتاً ثریا تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لائبریری کی طرف بڑھی.... رحمان صاحب ادھر ہی گئے تھے۔ شام کی چائے لائبریری ہی میں لگائی جاتی تھی۔ رحمان صاحب لائبریری میں ٹہلتے ہوئے ملے۔ ثریا دروازے ہی پر رک گئی.... لیکن رحمان صاحب اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

اور پھر آہستہ آہستہ ثریا کا خون بھی گرم ہوتا گیا.... بیٹی تھی آخر انہیں کی۔

"ڈیڈی.... میں کچھ پوچھنا چاہتی ہوں!" اس نے کچھ دیر بعد پر اعتماد اور ٹھوس آواز میں کہا۔

وہ رک کر اسکی طرف مڑے چند لمحے اسے گھورتے رہے پھر غرائے۔ "جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو۔!"

"آپ صرف اتنا بتا دیجئے کہ امی خاموش کس طرح ہوں گی۔!"

رحمان صاحب نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے خاموش کھڑے رہے۔

"آپ کو ان کے سامنے یہ بات کہنی ہی نہ چاہئے تھی۔!" ثریا پھر بولی۔

"ہوں.... تو تم چاہتی ہو کہ میں پاگل ہو جاؤں.... اندر ہی اندر گھٹتا رہوں کیوں....؟ لوگ میرا مضحکہ اڑاتے ہیں.... اس طرح دیکھتے ہیں مجھے جیسے میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہوں.... اب وہ کمبخت مجھے ہی خودکشی پر مجبور کر دے گا۔!"

"آخر بتائیے بھی تو کیا بات ہے....!"

"اس سے کیا ہوگا.... کیا مجھے اس سے نجات مل جائے گی۔!"

"ہو سکتا ہے.... میں ہی انہیں شہر چھوڑ دینے پر مجبور کر دوں۔!"

رحمان صاحب اسے اس طرح دیکھتے رہے جیسے انہوں نے کسی چھوٹے منہ سے کوئی بڑی بات سن لی ہو۔!

"یقین کیجئے.... ڈیڈی.... میں غلط نہیں کہہ رہی....!" ثریا نے کہا۔ ویسے اسے خود پر حیرت تھی کہ اتنی کھل کر گفتگو کر رہی ہے رحمان صاحب سے۔

"بیٹھ جاؤ....!" رحمان صاحب نے اسے تھوڑی دیر تک گھورتے رہنے کے بعد ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ثریا نے طویل سانس لی۔

رحمان صاحب نے بھی ایک کرسی سنبھال لی تھی.... اور اب شاید سوچ رہے تھے کہ انہیں بات کہاں سے شروع کرنی چاہئے۔

آخر کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔"داؤد کی لڑکی صالحہ شاید تمہارے ساتھ پڑھتی تھی۔!"

"داؤد....! ڈاکٹر داؤد.... انسٹی ٹیوٹ آف سائنٹیفک ریسرچ کے ڈائریکٹر جنرل....!"

"ہاں.... وہی....!"

"جی ہاں.... صالحہ سے تو اب بھی ملنا جلنا ہے۔!"

"ڈاکٹر داؤد نے کئی دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے شرمندہ کیا تھا۔ کہنے لگا شاید صاحبزادے آپ کو بدنام ہی کرنے پر تل گئے ہیں۔ بھیک مانگ رہے تھے.... سی بریز کے پاس....!"

ثریا کچھ نہ بولی.... رحمان صاحب کہتے رہے۔"اس کی لڑکی صالحہ اپنی کسی غیر ملکی دوست کے ساتھ ساحلی علاقے میں پھر رہی تھی.... وہیں اس مردود نے....!"

"صالحہ سے بھیک مانگی تھی۔!"

"نہیں.... اس غیر ملکی لڑکی سے.... جو اس کے ساتھ تھی۔!"

"کیا وہ صالحہ کو پہچانتے نہیں تھے....!"

"میں کیا جانوں....؟" رحمان صاحب پیر پٹخ کر غرائے۔

"یہ بھی ممکن ہے کہ صالحہ کو کسی اور پر بھائی جان کا دھوکہ ہوا ہو....!"

"بکواس مت کرو.... کیا میں نے خود اس کی تصدیق نہ کرائی ہوگی۔!"

رحمان صاحب اسے گھورتے ہوئے بولے۔"چوری یا بھیک کے علاوہ اور کیا چیز اس کا پیٹ بھر سکتی ہے۔!"

ثریا کچھ نہ بولی۔

✿

جولیانا فٹنر واٹر نے ٹیلی فون پر ایکسٹو کے نمبر ڈائیل کئے.... دوسری طرف سے ایکس ٹو کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو....!"

"جولیا اسپیکنگ سر....!"

"ہوں کیا بات ہے....!" ایکس ٹو غرایا۔

"ایک اطلاع ہے جناب....!"

"کہو.... فضول وقت نہ ضائع کیا کرو....!"

"عمران بھیک مانگتا پھر رہا ہے....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"یقین کیجئے جناب....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا.... بھلا ہمیں اس سے کیا سروکار کہ وہ بھیک مانگتا پھر رہا ہے۔!"

"میں نے کہا.... چونکہ وہ ہمارے لئے کام کرتا رہتا ہے....!"

"غیر ضروری باتیں نہیں....!" دوسری طرف سے تنبیہی لہجے میں کہا گیا اور سلسلہ بھی منقطع کر دیا گیا۔

پھر جولیا نے بھی دانت پیستے ہوئے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا.... اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹک کر ہانپنے لگی تھی.... مٹھیاں خود بخود بھنچ گئی تھیں اور دل کی دھڑکنیں کھوپڑی میں دھمک پیدا کرنے لگی تھیں۔!

"جانور....!" اس کے خشک ہوتے ہوئے لب ہلے تھے۔

اس نے اسی بناء پر ایکس ٹو کو اس واقعہ کی اطلاع دی تھی کہ عمران اس کا ایجنٹ تھا.... لیکن اس نے ازراہ انسانیت تفصیل تک معلوم کرنے کی زحمت گوارہ نہ کی.... اس درجہ کی درندگی اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی.... خود کو آخر سمجھتا کیا ہے.... اس نے سوچا انسانیت چھو کر بھی نہیں گزری.... عمران نے اس کے لئے جو کارنامے انجام دیئے تھے ایک ایک کر کے آنکھوں میں پھر گئے کتنی بار وہ موت کے منہ میں گیا تھا.... ہو سکتا تھا.... کہ اسے اس کا معقول معاوضہ ملا ہو۔ لیکن پھر بھی ایسی بے مروتی.... یہ ایکس ٹو جانور ہے۔ پورا پورا جانور....!

جولیا عمران کے لئے دکھی تھی.... وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسے اس حال میں دیکھے گی۔ ویسے عمران سے تو کچھ بھی بعید نہیں تھا۔ لیکن اس نے یہ ڈھونگ کسی خاص مقصد کے تحت رچایا ہوتا تو ساتھ ہی میک اپ بھی لازمی ہی تھا۔ اپنی اصلی شکل و صورت میں کبھی بھیک نہ مانگتا۔

جولیا سوچتی اور کڑھتی رہی.... کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کی مالی حالت سچ مچ اس حد تک خراب ہو گئی ہو کہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے.... اکثر اس نے اسے جوزف سے کہتے سنا تھا۔ کہیں تیری یہ چھ بوتلیں مجھے بھیک مانگنے پر مجبور نہ کریں۔!

اب خواہ مخواہ یہ جانور بھی پال رکھا ہے.... اور ویسے بھی اخراجات اوٹ پٹانگ ہی ہیں۔ لیکن یہ صورت حال.... آخر اس سے کس طرح نپٹا جائے.... کیا وہ اس کی امداد قبول کرے گا۔!

اس نے پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر عمران کے نمبر ڈائیل کیے۔ دوسری طرف سے کسی نے کال ریسیو تو کی تھی لیکن آواز عمران کی نہیں تھی۔ کوئی عورت بول رہی تھی۔

"میں عمران سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں....!"

"آپ کون ہیں....؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فنٹنر واٹر.... اگر وہ موجود ہو تو ریسیور اس کے ہاتھ میں دے دیجئے۔!" جولیا نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد اس نے پھر اسی عورت کی آواز سنی۔ "وہ پوچھ رہے ہیں آپ اپنی پرانی کار تو نہیں فروخت کرنا چاہتیں۔!"

"کیا بکواس ہے....!" جولیا بے ساختہ بولی۔ "آپ کون ہیں۔!"

"میرا نام ثریا ہے.... میں ان کی چھوٹی بہن ہوں۔!"

"میرا خیال ہے.... کہ ہم دونوں پہلے بھی مل چکے ہیں۔!" جولیا نے کہا۔

"آپ جولیانافٹنر واٹر تو نہیں....!"

"ہاں.... میں ہی ہوں.... وہ مجھ سے گفتگو کیوں نہیں کرتا....!"

"گفتگو تو مجھ سے بھی نہیں کر رہے.... میں نہیں سمجھ سکتی کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!"

"کیا میں آؤں....!"

"مرضی آپ کی....!"

جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا۔!

لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی بہن کی موجودگی میں وہاں جانا چاہئے یا نہیں۔

اب تو جانا ہی تھا.... کہہ چکی تھی.... ویسے ایک بار پہلے بھی وہ عمران کے خاندان والوں کی موجودگی میں اس سے مل چکی تھی اور محسوس کیا تھا وہ لوگ اسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔

بہر حال وہ کچھ دیر بعد اپنی چھوٹی سی فیاٹ میں سفر کر رہی تھی۔ وینٹی بیگ میں اتنی رقم رکھ لی تھی جو فوری طور پر کسی نہ کسی طرح اس کے کام آسکتی۔

عمران کے فلیٹ تک پہنچنے میں بیس منٹ صرف ہوئے۔

نشست کے کمرے میں ثریا شاید اسی کی منتظر تھی.... انہوں نے خاموشی سے مصافحہ کیا.... اور تھوڑی دیر تک وہ خاموش ہی بیٹھی رہیں۔ پھر ثریا نے کچھ کہنے کے لئے لب ہلائے ہی تھے کہ برابر والے کمرے سے آواز آئی۔ "ہائے.... فیول پمپ.... ٹھیک ہے.... بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے.... لگاؤ دھکا....!" عمران ہی کی آواز تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ درد کے مارے کراہا ہو۔

"کیا بیمار ہے....!" جولیا نے آہستہ سے پوچھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا.... ہوش کی باتیں نہیں کر رہے.... تم چلو نا اندر....!"

اندر سے پھر آواز آئی.... "ہائے کاربوریٹر کی بٹر فلائی.... ابے لے.... ایکسل ٹوٹ گیا۔ ہائے فریاد ہے اے میرے رب....! عذاب قبر سے نجات دینے والے پہلے مجھے اس کھٹارے سے نجات دے۔!"

وہ دونوں دوسرے کمرے میں داخل ہوئیں.... عمران مسہری پر چت پڑا تھا۔ آنکھیں چھت

سے لگی ہوئی تھیں اور تھوڑی ہی دور سلیمان دونوں ہاتھوں سے سر تھامے فرش پر اکڑوں بیٹھا خلاء میں گھورے جارہا تھا۔ عمران ان کی آہٹ پر بھی متوجہ نہ ہوا۔

ویسے سلیمان انہیں دیکھ کر اٹھ گیا تھا۔ جولیا نے اسکی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھا۔

"مس ساب.... میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ صاحب نے ایک کھٹارا خریدا ہے۔!" سلیمان اس طرح بولا جیسے خود اس پر کسی قسم کا الزام ہو۔!

جولیا مسہری کے قریب پہنچ چکی تھی.... اب عمران نے اسے دیکھا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ بیٹھا۔

اس کے ہونٹ ہل رہے تھے.... وہ دیوانہ وار کہے جارہا تھا۔ "نہیں.... نہیں میں تمہاری گاڑی نہیں خریدوں گا.... ہرگز نہیں.... چاہے کتنے ہی پرانے تعلقات کیوں نہ ہوں... معاف کرو.... خدا کے لئے مجھے معاف کردو.... اپنی دوستی ہی کا واسطہ دیتا ہوں....!"

"کیا کہہ رہے ہو تم....!"

"تم بھی تو اپنی پرانی فیاٹ بیچنے والی تھیں....!"

"میں پوچھتی ہوں تجھے کیا تکلیف ہے....!"

"تکلیف....!" عمران کراہا۔ "ایک ہو تو بتاؤں.... کاربوریٹر چوپٹ.... فیول پمپ خراب دوسرا گیئر ڈالو تو چوتھا پڑجاتا ہے اور بیٹری ڈاؤن.... مجھ پر رحم نہیں آتا کسی کو.... بس لوگ پوچھنے چلے آتے ہیں ایسا کیوں ہورہا ہے.... ویسا کیوں ہورہا ہے....!"

"اچھا اب تم خاموش رہو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی.... اور سلیمان سے کہا کہ وہ باہر چلا جائے.... کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہوگیا.... ثریا جولیا کے قریب ہی کھڑی تھی۔

وہ دونوں خاموشی سے عمران کو گھورتی رہیں.... دفعتاً عمران خود ہی بولا۔

"ایسی ذلت اور ایسی خواری کبھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔!"

"ارے تو کچھ بتایئے بھی تو....!" ثریا جھنجھلا کر بولی۔

"بس کیا بتاؤں.... کچھ نہ پوچھو....!"

"جلدی بتاؤ.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔!" جولیا نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"تب پھر انگریزی ہی میں بتانا پڑے گا.... ورنہ اردو میں یہ داستانِ غم اتنی بامحاورہ ہوجائے گی کہ تم اپنا سر پیٹتی پھرو گی۔"

ثریا نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولی نہیں۔

"یہ ایک روایتی اور خاندانی موٹر کی کہانی ہے.... مجھے قدردان سمجھ کر ایک دوست نے مجھ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔!"

"یعنی آپ نے کوئی پرانی گاڑی خرید لی ہے....!" ثریا بول پڑی۔

"بالکل.... بالکل.... میں لفظ "خریدنا" استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اس سے قدردانی پر حرف آتا.... ہدیہ.... مبلغ ساڑھے چار ہزار.... وہ نیک خصال کبھی فروخت نہ کرتا کیونکہ اس کے دادا نے باپ کو وصیت کی تھی اور باپ نے خود اس سے کہا تھا کہ اسے فروخت نہ کیا جائے۔ البتہ اگر کوئی قدردان ملے تو مناسب ہدیے پر اس کے نام منتقل کرادی جائے.... سو یہ حقیر پر تقصیر عاصی پر معاصی اس نیکوکار کے ہتھے چڑھ گیا۔"

ثریا جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"اور اب....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں خود کو دنیا کا سب سے بڑا قدردان سمجھنے پر مجبور ہوگیا ہوں.... مجھ سے نہ چل سکی تو ڈرائیور رکھا.... ایک رکھا.... دوسرا رکھا.... تیسرا رکھا.... رکھتا ہی چلا گیا.... ہائے۔!"

وہ کراہ کر لیٹ گیا.... اور آنکھیں بند کرلیں۔

"یہ کیا بکواس ہے....!" دفعتاً جولیا نے ثریا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھ سے زیادہ آپ سمجھ سکیں گی....؟ میں تو چھ ماہ بعد ملی ہوں۔!"

"تو پھر میں کیسے سمجھ سکوں گی۔!"

"آپ روزانہ ملتی ہوں گی۔!"

عمران پھر اچھل کر بیٹھ گیا.... اور دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ان ڈرائیوروں نے میرے دماغ کی چولیں ہلادیں.... نہ صرف یہ کہ پیسہ خرچ کراتے ہیں بلکہ ایک ایک پرزے کا شجرہ نسب میرے ذہن میں ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارے کہاں تک بتاؤں.... اس سے پہلے جو صاحب تھے.... انہوں نے تو پرزوں کے نام تک بدل ڈالے تھے۔ ایک دن گھبرائے ہوئے تشریف

لائے اور فرمایا کہ ہینڈ بل ٹوٹ گیا۔ نکالیے ساڑھے چار روپے میں سمجھا کوئی نیا پرزہ دریافت فرمایا ہے۔ دل پر جبر کر کے ہینڈل بل کا حلیہ دریافت کیا... معلوم ہوا کہ حضرت فین بیلٹ کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ تصحیح کرنی چاہی تو بُرا مان کر بولے.. "ہماری طرف ہینڈ بل ہی کہلاتی ہے۔!"

"تم خواہ مخواہ بات کو طول دے رہے ہو...!" جولیانا بول پڑی۔

"اور اب...!" عمران نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ "میں نے ایسا ڈرائیور رکھا ہے جو گونگا ہے۔!"

"ڈرائیونگ لائسنس نہیں تھا اس کے پاس.... اب بھی نہیں ہے۔ دیکھا جائے گا... اللہ مالک ہے۔!"

"ارے تو نکال پھینکئے نا اس گاڑی کو....!"

"ناممکن.... قدر دانی پر حرف آئے گا.... ساڑھے چار میں خریدی تھی پانچ ہزار مزید صرف کر چکا ہوں.... ساڑھے نو ہزار کی گاڑی ڈیڑھ ہزار میں کیسے دے دوں.... ایک کباڑی کہہ رہا تھا ٹائروں کے دام لے لو.... گاڑی بھی مروت میں گھسیٹ لے جاؤں گا۔!"

"لیکن.... میں نے کیا پوچھا تھا آپ سے....!" ثریا آنکھیں نکال کر بولی۔

"شاید میں بھی وہی پوچھنے آئی ہوں....!" جولیا نے بھی عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہائے....!" وہ کراہ کر پھر لیٹ گیا.... آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے۔

"آپ کیا پوچھنے آئی ہیں!" ثریا پہلے ہی کے سے جھلائے ہوئے انداز میں جولیا کی طرف مڑی۔

"پہلے.... تم بتاؤ....!" جولیا اس کی جھلاہٹ کو نظر انداز کر کے مسکرائی۔

"میں نے سنا تھا کہ یہ آج کل بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔!" ثریا کی آواز پہلے سے بھی زیادہ غصیلی تھی۔

"ہائے....!" عمران اس بار دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبا کر کراہا۔

"یہی چیز میرے لئے بھی پریشانی کا باعث بنی ہے....!" جولیا کا لہجہ غم ناک تھا۔

"ہوں.... پریشانی کا باعث....!" عمران پچھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ "خرید لو کوئی پرانی گاڑی پھر دیکھتا ہوں کیسے نہیں بھیک مانگتیں۔!"

"بھائی جان....!" دفعتاً ثریا مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "اب ہوش میں آجاؤ ورنہ تم خود دیکھو گے کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔!"

"اردو میں.... اردو میں کہو جو کچھ کہنا ہے.... انگریزی زبان ایسے مضامین کی متحمل نہیں ہو سکتی۔!"

"میں.... اردو.... جانتی....!" جولیا شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اٹک اٹک کر بولی۔

"جب سارے زمانے میں ذلیل ہوتے پھرتے ہو تو پھر ان بے چاری سے کیا پردہ۔!" ثریا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "جو تمہارا دل چاہے.... سمجھو.... لیکن اسے ثابت نہیں کر سکو گی کہ میں نے کبھی کسی دیسی آدمی سے بھیک مانگی ہو۔!"

"بہر حال بھیک مانگتے پھر رہے ہو....!"

"ہاں.... ہاں.... کیوں نہیں.... کار پرانی سہی.... لیکن بہر حال کار ہے.... کار سے اتر کر کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے فارغ البالی کا احساس روح کو مضمحل نہیں ہونے دیتا اور ان غیر ملکیوں پر بھی کافی رعب پڑتا ہے.... تم خود سوچو اپنے اپنے ملک واپس جاکر میرا تذکرہ خصوصیت سے کریں گے.... قوم بھی سربلندی حاصل کرے گی.... اس طرح.... واہ.... کتنی مالدار قوم ہے کہ بھکاری کاریں رکھتے ہیں....!"

"خیر.... خیر.... میں نے آگاہ کر دیا ہے....!" ثریا نے تلخ لہجے میں کہا۔ "ڈیڈی اب آپ کو اس شہر میں نہیں رہنے دیں گے۔!"

"کیوں....؟"

"کیا مطلب....؟" کیا آپ کی طرح ہم سبھوں نے غیرت بیچ کھائی ہے۔!

"اچھا بس.... جاؤ یہاں سے.... اب تم لوگ مجھے بھیک مانگنے کے حق سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہو۔!"

"بہتر ہے.... کہ آپ خود ہی یہاں سے کہیں اور چلے جائیے.... ورنہ ڈیڈی کا طریق کار آپ کے لئے بے حد تکلیف دہ ثابت ہوگا۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سلیمان نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ "وہ کوئی نئی خوش خبری سنانا چاہتا ہے۔!"

"خوش خبری....!" عمران اچھل کر اٹھ بیٹھا.... لیکن پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کسی مایوس کن

خیال نے اس کی ساری خوشیوں کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ چہرے پر مردنی سی چھا گئی۔

"بلاؤ....!" اس نے مری مری سی آواز میں کہا۔

سلیمان چلا گیا۔

جولیا اور ثریا ایک دوسری کی شکلیں دیکھتی رہیں.... پھر ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا جس نے خاکی پتلون اور خاکی قمیض پہن رکھی تھی پتلون اور قمیض پر موبل آئیل کے دھبے تھے۔ نوا صورت ہونے کے باوجود کسی قدر ہونق معلوم ہوتا تھا۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان رہی ہوگی۔

آتے ہی اس نے ہاتھ ہلا ہلا کر کسی قسم کے اشارے کئے اور دونوں کے درمیان کچھ دیر تک اشاروں ہی اشاروں میں افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہا پھر وہ چلا گیا.... اور جولیا نے عمران کو سر پیٹتے دیکھا۔ ساتھ ہی وہ کہتا جا رہا تھا۔ "مجھے ایک کھٹارے کی بدولت کیسے کیسے تجربے ہو رہے ہیں.... مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجازی سے حقیقی نہ ہو جائے۔!"

اور پھر شاید اس نے مسہری ہی پر سر کے بل کھڑے ہونے کی کوشش کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ثریا نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

"کک.... کیا ہے....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"اماں بی کی جان کے گاہک نہ بنو....!"

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں....!"

ثریا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازے میں پھر وہی گونگا ڈرائیور دکھائی دیا.... اس بار اس کے اشاروں میں دبا دبا سا جوش بھی شامل تھا۔!

عمران نے یکلخت مسہری سے چھلانگ لگائی اور کرسی کی پشت گاہ پر پڑے ہوئے کوٹ پر جھپٹ مارتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا.... پھر وہ اور ڈرائیور دوڑنے ہی کے سے انداز میں فلیٹ سے برآمد ہوئے تھے۔

ثریا اور جولیا ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ کر رہ گئیں.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دونوں دل ہی دل میں ایک دوسری کو برا بھلا کہہ رہی ہوں۔

✪

عمران گاڑی کو دھکیل رہا تھا.... اور گونگا ڈرائیور اسٹیئرنگ کر رہا تھا.... کئی راہ گیر بھی عمران کا ہاتھ بٹانے لگے۔

پھر گاڑی نہ صرف اسٹارٹ ہوئی بلکہ یہ جا وہ جا.... نظروں سے اوجھل بھی ہو گئی.... اور عمران بیچ سڑک پر کھڑا پتہ نہیں منہ تکتا رہ گیا تھا یا پھر اپنا سا منہ لے کر رہ جانے والا محاورہ صادق آیا تھا اس پر....!

راہگیروں میں سے ایک بولا۔ "آپ تو شاید اسی گاڑی پر تھے۔!"

"جی ہاں....!" عمران نے روہانسی آواز میں جواب دیا۔

"پھر.... اب....!"

"آج میں اسے جان سے مار دوں گا....!" دفعتاً عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "کیونکہ یہ پہلا دفعہ نہیں ہے۔!"

"یعنی....!"

"پہلے بھی ایسی ہی حرکتیں کر چکا ہے....!"

"کون....!"

"میرا ڈرائیور....!"

"تو وہ آپ کا ڈرائیور تھا....!" راہگیر نے حیرت ظاہر کی۔

"جی ہاں.... چلتے چلتے انجن بند ہو جاتا ہے.... اور وہ مارے خوشی کے ڑوں.... اور میں سڑک ہی پر کھڑا رہ جاتا ہوں.... اب پتہ نہیں کتنی دیر بعد اسے دھیان آئے کہ میں گاڑی میں موجود نہیں ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... گاڑی کا میک اور ماڈل کیا ہے....!"

"حضرت آدم اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"ارے صاحب تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے.... آپ تھک گئے ہوں گے.... چلئے چائے پلوا دوں....!"

"جان نہ پہچان.... چائے پلوادوں....!" عمران منہ ٹیڑھا کر کے بولا۔

"ارے صاحب.... آپ تو سچ مچ خفا ہو گئے۔!"

"نہیں صاحب....! میں کہیں نہیں جاؤں گا.... ممکن ہے کچھ دیر بعد اسے میرا خیال آئے.... تب پھر وہ بے چارہ مجھے کہاں تلاش کرتا پھرے گا۔!"

"وہ سامنے دیکھئے.... اسی کیفے میں بیٹھ کر ہم سڑک پر بھی نظر رکھ سکیں گے۔!"

عمران نے اوپر سے نیچے تک مخاطب کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔ "کیوں....! صاحب مجھ میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں کہ آپ مجھے چائے پلوائیں گے۔!"

"نیکی کا زمانہ نہیں....!" راہ گیر ناخوش گوار لہجے میں بڑبڑا کر عمران کو اس طرح گھورنے لگا جیسے اس نے توہین کی ہو....!

"کک.... کیوں.... کیا جھگڑا کریں گے....!" عمران نے خوف زدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں....!" راہگیر ہنس پڑا.... پھر سنجیدگی سے بولا۔ "دراصل آپ کی گاڑی میں دلچسپی لے رہا ہوں.... اسی لئے موڈل اور میک کے بارے میں پوچھا تھا۔!"

"فورڈ.... ۱۹۲۸ء.... میری پیدائش سے بھی پہلے کا موڈل ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"میری دلچسپی کا باعث یہی ہے....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر چائے پی لوں گا.... آیئے....!" عمران نے سڑک پار کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اجنبی راہگیر اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

یہ دراز قد اور متوسط جسامت کا آدمی تھا.... عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ سیاہ پتلون اور براؤن جیکٹ میں ملبوس تھا۔

وہ قریبی کیفے میں داخل ہوئے.... اجنبی ایک میز منتخب کر کے اس کی طرف بڑھا۔

"یہاں بیٹھ کر ہم سڑک کی طرف دھیان رکھ سکیں گے....!" اس نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔

دونوں بیٹھ گئے۔

عمران کے مشورے پر اس نے چائے کی بجائے کافی کا آرڈر دیا تھا.... "یہ گاڑی کب سے ہے آپ کے پاس....!"

"ابھی حال ہی میں ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں تبرکاً منتقل ہوئی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ہدیہ مبلغ ساڑھے چار ہزار روپے.... اس پر مبلغ پانچ ہزار مزید کا چڑھاوا۔!"

"اوہو.... تو گویا ساڑھے نو ہزار صرف ہوئے ہیں اس پر....!"

"جی ہاں.... بس یہی سمجھ لیجئے....!"

"اگر آپ کو اس کے بارہ ہزار مل جائیں تو....!"

"میری قدردانی کا عرس مع قوالی ہو جائے گا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"قدردانوں کے سودے ہیں....!"

"شاید آپ بہت زیادہ تنگ آگئے ہیں اس گاڑی سے....!"

"نہیں میرا خیال ہے کہ وہ خود تنگ آگئی ہو گی مجھ سے....!"

"سچ مچ آپ بہت بیزار معلوم ہوتے ہیں۔!"

"صاحب آپ چائے پلانے لائے ہیں مجھے۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہیں کافی.... وہ دیکھئے.... وہ آرہی ہے....!"

"کدھر....!" عمران اچھل پڑا۔

"تذکرہ آپ کی گاڑی کا نہیں بلکہ کافی کا ہے۔!"

"اوہ....!" اُس نے اس ویٹر کی طرف مایوسانہ انداز میں دیکھا جو میز پر کافی کا سامان لگا رہا تھا۔

اجنبی اُسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا.... ویٹر کے چلے جانے کے بعد اس نے پیالیاں سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کتنی شکر لیتے ہیں۔!"

"جی....!" عمران چونک پڑا پھر کسی قدر خفت کے ساتھ بولا۔ "دو چمچے....!"

اجنبی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ دکھائی دی اور پھر وہ بڑے انہماک سے کافی بنانے لگا۔!

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"آپ بہت خاموش طبع معلوم ہوتے ہیں.....!"

"مجھے چپ لگ گئی ہے.....!" عمران کافی کی پیالی کو گھورتا ہوا بولا۔

"چپ تو کسی اچانک حادثے ہی کی وجہ سے لگتی ہے۔!"

"جی ہاں.....!" عمران نے سر ہلا کر ٹھنڈی سانس لی۔

"کوئی غم ناک حادثہ.....!"

"جی.....!" عمران نے قہر آلود نظروں سے اسے گھورنا شروع کیا۔

"کیوں.....؟ کیا آپ کو میرا یہ سوال بُرا لگا ہے.....!"

"جی نہیں.....! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں آپ حاتم طائی تو نہیں۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"پچھلے سال بھی ایک صاحب مجھے شہزادہ منیر شامی سمجھ بیٹھے تھے۔!"

"مذاق اڑا رہے ہو میرا برخوردار.....!"

"ہرگز نہیں.....!"

"تو پھر.....!"

"مطلب یہ ہے کہ اگر میں آپ کو کسی غم ناک حادثے کی اطلاع بھی دوں تو آپ میرے لئے کیا کرسکیں گے۔!"

"ہمدردی کے دو بول مرہم سے زیادہ ہوتے ہیں۔!"

"مرہم کے نام ہی سے گھن آتی ہے مجھے..... رہی ہمدردی تو.....!" عمران نے جملہ پورا کرنے کی بجائے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہاں.....! رک کیوں گئے..... کہو..... کہنے سے جی ہلکا ہو جاتا ہے.....!"

"آپ کی کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے جناب.....!" عمران بولا۔

"ہوں..... اُوں..... ٹھیک ہے.....!" اس نے جھک کر پیالی سے چسکی لی اور پھر سیدھا بیٹھ کر سگریٹ سلگانے لگا۔

"معاف کرنا..... میں کسی کو سگریٹ آفر نہیں کرتا!" اس نے سگریٹ سلگا لینے کے بعد کہا۔

"ہمت ہو تو آفر کر کے دیکھئے.....!" عمران نے اس زور سے میز پر گھونسہ رسید کیا کہ پیالیاں

بج اٹھیں۔

"ارے..... ارے..... تم ہوش میں ہو یا نہیں.....!" دراز قد نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کئی لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"تم وحشیوں کی سی حرکتیں کیوں کرتے ہو.....!" اس بار اجنبی کی آواز میں جھلاہٹ کی جھلکیاں تھیں۔

"سگریٹ نہ پینے والوں کا دل اسی طرح دکھتا ہے اگر انہیں سگریٹ آفر کئے جائیں۔!"

"ختم کرو..... میں تم سے گاڑی کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا تھا۔!"

"کیجئے.....؟" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"پہلے کافی ختم کر لیں.....!"

عمران خاموشی سے کافی پیتا رہا..... اس کے چہرے پر گہری حماقت طاری تھی..... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی زندگی میں کافی کی اس پیالی کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہو.....! دراز قد اجنبی نے بل ادا کرنے کے بعد اس سے کہا۔ "میرے خیال سے بہتر یہی ہوگا کہ اب ہم یہاں سے اٹھ چلیں..... اگر تم میری قیام گاہ تک چلنا پسند کرو تو کیا کہنا..... اگر تمہارا ڈرائیور ادھر واپس آیا تو تمہیں موجود نہ پا کر گھر واپس جائے گا۔!"

"جی ہاں..... بات تو یہی ہے.....!"

"تو پھر..... چل رہے ہو..... میرے ساتھ.....!"

"چلئے.....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

وہ کیفے سے باہر آئے۔

اجنبی بولا..... "کچھ دور پیدل چلنا پڑے گا..... میری گاڑی پیچھے رہ گئی ہے۔!"

"بہت بہتر جناب.....!" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

پھر انہیں قریب قریب دو فرلانگ کا فاصلہ پیدل طے کرنا پڑا تھا۔

"اررر..... آپ یعنی کہ یہ آپکی گاڑی ہے۔!" عمران نے کہا اور حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں..... ہاں..... میری ہی ہے..... بیٹھو.....!" دراز قد اجنبی نے اس کے لئے اگلی نشست

کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"اور.... اور.... آپ نے میری گاڑی میں دھکا لگایا تھا....!" عمران کے لہجے کا تحیر بدستور قائم تھا.... اور اب تو اس میں کسی قدر خوف کی جھلکیاں بھی پائی جاتی تھیں۔

"بیٹھو....!" دراز قد اجنبی نے جھلائے ہوئے انداز میں عمران کو دھکا دیا۔

عمران بوکھلا کر گاڑی میں بیٹھ گیا.... اجنبی دروازہ بند کر کے اسٹیئرنگ کی طرف والے دروازے کی طرف بڑھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیز رفتاری کے ساتھ کسی نہ معلوم منزل کی طرف اڑے جا رہے تھے۔

عمران خاموش تھا۔

"کیا واقعی تم کم سخن ہو....!" اجنبی نے اسے مخاطب کیا۔

"پپ.... پتہ نہیں....!"

"یہ تم یک بیک پریشان کیوں ہو گئے ہو....!"

"کک.... کچھ نہیں.... مم.... میں ٹھیک ہوں....!"

"خیر.... خیر....!"

کچھ دیر بعد پھر خاموشی رہی.... پھر اجنبی ہی بولا۔ "تم نے پوچھا نہیں کہ میں تمہیں اپنے گھر کیوں لے جا رہا ہوں....!"

"جج.... جی ہاں....!"

"کیا.... جی ہاں....!"

"میں کیا پوچھوں....!" عمران گھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "آپ کوئی بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں....!"

"اوہو.... تو تمہیں مجھ پر اتنا اعتماد ہو گیا ہے....!"

"آپ جیسے بزرگوں کی.... مطلب یہ کہ.... اگر شفقت.... نن نصیب ہو جائے تو پھر اور.... کک.... کیا چاہئے....!"

"تم ہمیشہ ہکلاتے ہو.... یا اسی وقت ہکلاہٹ کا دورہ پڑا ہے....!"

"ارے.... وہ....!" عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں قہقہہ لگایا پھر سنجیدگی اختیار کرکے

بولا۔ "دراصل میں آپ سے نہ جانے.... کک.... کیوں.... خوف سا بھی محسوس کر رہا ہوں....!"

"عجیب بات ہے....!" اجنبی مسکرا کر بولا۔ "میرا خیال ہے تم مسلسل بولتے رہو.... ہکلاہٹ دور ہو جائے گی....!"

"کیا بولوں....!" عمران پر تشویش انداز میں سر کھجاتا ہوا بڑبڑایا.... پھر چونک کر کہنے لگا۔

"آپ نے مجھ سے کسی غمناک حادثے کے بارے میں پوچھا تھا....!"

"بالکل پوچھا تھا۔ آج کل ہر جوان آدمی کسی نہ کسی غمناک حادثے سے ضرور دوچار ہوتا ہے....!"

"ہوتا ہے نا....!" عمران نے بچوں کی طرح خوش ہو کر پوچھا۔

"یقیناً....!"

"تب تو جی ہاں.... مجھے حال ہی میں ایک غمناک حادثہ پیش آیا ہے....!"

"مجھے بتاؤ.... شاید تمہارے کسی کام آ سکوں....!"

"وہ.... دراصل مجھے شرم آ رہی ہے....!"

"نہیں.... بتاؤ.... بتاؤ.... اس کا خیال نہ کرو کہ عمر میں تم سے بڑا ہوں۔ بے تکلفی سے بتاؤ.... مجھے اپنا دوست سمجھو....!"

"اچھی بات ہے....!" عمران بڑبڑایا۔ پھر اونچی آواز میں کہنا شروع کیا۔ "میرے مشاغل عمر کے اعتبار سے مضحکہ خیز ہیں.... آپ کو بھی معلوم ہوں گے.... کبوتری دو انڈے دیتی ہے.... ایک اس کے نیچے سے پار کر کے مرغی کا انڈا رکھ دیتا ہوں.... وہ دونوں کو سہتی رہتی ہے.... اور آخر کار ایک مرغی کا چوزہ اور ایک کبوتر کا بچہ نکل آتا ہے.... سخت جھینپتی ہو گی کبوتری کیوں؟ ہے کہ نہیں....!"

"کیا اوٹ پٹانگ اڑا رہے ہو....!" اجنبی جھنجھلا کر بولا۔

"کہئے تو قسم کھا جاؤں.... یہ جھوٹ نہیں ہے.... میرے پاس ایسے گیارہ مرغ ہیں جو کبوتری....!"

"اچھا بس خاموش رہو....!" اجنبی نے اسے جھڑک دیا.... اور عمران بُرا سا منہ بنائے ہوئے زیر لب کچھ بڑبڑاتا ہوا بالآخر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی گاڑی ایک بڑی عمارت کی چار دیواری کے پھاٹک پر رکی۔ پھاٹک بند

تھا۔۔۔ اجنبی نے نے ہارن بجایا۔۔۔ پھاٹک کھلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔۔۔ گاڑی آہستہ سے اندر داخل ہوئی اور پھر ایک طویل روش طے کرتی ہوئی پورچ میں آرکی۔!"

"آپ یہاں رہتے ہیں۔۔۔!" عمران نے گھٹی گھٹی سی آواز میں رک رک کر پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں چلو اترو۔۔۔!" جواب ملا۔

عمران دروازہ کھول کر دوسری طرف اتر گیا۔

"اب تمہیں کچھ دور پھر پیدل چلنا پڑے گا۔۔۔!" اجنبی نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ادھر میرا گیراج ہے۔!"

"گیراج۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔!"

"میں تمہیں وہ نوادرات دکھاؤں گا۔۔۔ جنہیں دیکھنے کی تمنا بہتوں کے دل میں ہے۔۔۔ لیکن ان کی رسائی مجھ تک نہیں ہے۔!"

عمران نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے اور اجنبی کے ساتھ چلنے لگا۔

گیراج کافی طویل و عریض ثابت ہوا۔۔۔ یہاں بابا آدم کے زمانے سے لے کر طوفان نوح کے وقت تک کی گاڑیوں کے بیس مختلف ماڈل موجود تھے۔۔۔ دفعتاً عمران نے بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دیا۔۔۔ اجنبی کی بھنویں تن گئیں اور پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔۔۔ وہ اسے گھورتا رہا پھر یک بیک چیخ کر بولا۔

"خاموش رہو۔۔۔ بند کرو دانت۔۔۔!"

عمران دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ لیکن جسم اب بھی متزلزل تھا۔

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔۔۔!" اجنبی پھر دہاڑا۔

پھر ایسا معلوم ہوا جیسے عمران نے زبردستی اپنی ہنسی پر قابو پایا ہو۔۔۔ سانس پھولے جا رہی تھی۔۔۔ اور ہونٹوں کے گوشے پھڑک رہے تھے۔

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ معافی چاہتا ہوں۔۔۔ ہنسی خود بر آ گئی تھی" عمران ہانپتا ہوا بولا۔ "یعنی کہ میں ایک ہی گاڑی سے اس قدر زچ ہوا ہوں اور آپ تو دن رات دھکے ہی لگاتے رہتے ہوں گے۔!"

کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ پھر ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔۔۔ اس بار تو اجنبی کے بھی دانت نکل پڑے تھے

لیکن پھر وہ سختی سے ہونٹ بھینچ لینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

عمران ہنستا رہا۔

"اچھا بس۔۔۔!" اجنبی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب سنجیدگی سے میری بات سنو۔۔۔ میں تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ مجھے بہت پرانی کاریں جمع کرنے کا شوق ہے۔!"

عمران خاموش کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اس کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔!

"میں تمہاری گاڑی خریدنا چاہتا ہوں۔۔۔ پہلے ہی بارہ ہزار کہہ چکا ہوں۔۔۔ اس سے ایک کوڑی زیادہ نہیں دوں گا۔۔۔ ہو سکتا ہے تم میری دلچسپی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔!"

"جی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔!" عمران نے نتھنے پھلائے۔

"تم اس سے زیادہ پر بھی اڑ سکتے ہو کیونکہ میں نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔!"

"کیا آپ مجھے کوئی گھٹیا آدمی سمجھتے ہیں۔۔۔!"

"یہ تو سابقہ پڑنے ہی پر معلوم ہو سکے گا۔!"

"میں ساڑھے نو ہزار سے کوڑی زائد نہیں لوں گا۔۔۔ اگر بیچنے کا ارادہ ہو تو۔۔۔!"

"کیوں۔۔۔؟ کیوں نہیں بیچو گے۔۔۔ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔۔۔ ساڑھے نو ہزار میں قریب کے ماڈل کی کوئی گاڑی دلوا دوں گا۔۔۔ مزے کرنا۔!"

"اچھی بات ہے تو اب سنئے۔۔۔ یہ گاڑی بجائے خود ایک غمناک حادثہ ہے میری زندگی میں۔!"

"اوہ۔۔۔ مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔! شاید میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔۔۔!"

"ایک یاد وابستہ ہے اس گاڑی سے۔!"

"مجھے بتاؤ۔۔۔ مجھے بتاؤ۔۔۔!" اجنبی کی آنکھیں عجیب انداز میں چمکنے لگی تھیں۔

"یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔۔۔ ہرگز نہ بتاؤں گا۔۔۔ میں نے تو کسی سے وعدہ کیا تھا۔۔۔ کہ اس معاملے کو کسی تیسرے آدمی تک نہیں پہنچنے دوں گا۔!"

"تو تم نہیں بیچو گے۔۔۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔۔۔!"

"میں کہتا ہوں مجھے بتاؤ اپنی دشواریاں۔۔۔!"

"اگر میں نے فروخت کر دی تو پھر اسے دیکھ بھی سکوں گا.... اور یہ حادثہ میرے لئے موت کا پیغام ہوگا۔"

"اور تم اس کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے کیوں....!"

"یہی تو مصیبت ہے.... ڈرائیور رکھنا پڑا ہے اس کے لئے....!"

"اچھا اگر تم اسے روانہ دیکھ بھی سکو تو....!"

"اوہو.... تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے....!" عمران چہک کر بولا۔

"لاؤ.... ہاتھ اسی بات پر....!" اجنبی نے اس کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے بھی ہاتھ بڑھایا اور وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا۔ "سودا پکا.... تم دن میں دس بار آکر اسے دیکھ سکتے ہو.... آج سے تم بھی میرے دوستوں میں شامل ہو گئے۔!"

"بہت بہت شکریہ.... میرا نام علی عمران ہے۔!"

"اوہ میں....!" وہ اپنی جیب ٹٹولتا ہوا بولا۔ "یہ رہا میرا کارڈ....!"

"ار.... ارے.... باپ رے.... سر بہرام بارود والا.... ب.... باپ!"

"ارے.... تم گھبرا کیوں گئے....!" وہ ہنسنے لگا۔

"جناب....! آپ نے مم میری گاڑی کو دھکا لگایا تھا.... میرے خدا اتنا بڑا آدمی.... جناب کیا آپ مجھے معاف نہ فرمائیں گے۔!"

"ارے.... کیا بات ہے بھئی.... تم میرے دوست ہو....!" وہ عمران کا ہاتھ دبا کر بولا.... اس وقت اس کی آنکھیں بچوں کی آنکھوں سے مشابہہ نظر آتی تھیں۔

"پھر بھی جناب.... میں بہت بے ہودہ ہوں....!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے کچھ نہیں....!" وہ عمران کی پشت پر تھپکیاں دیتا ہوا بولا۔ "چلو میرے ساتھ اب میں تمہیں اپنی سپیشل چائے پلواؤں گا.... خاص طور پر بلنڈ کراتا ہوں۔!"

✿

جولیانا فٹنر واٹر نے فون پر صفدر کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی۔

"تم نے مجھے فون نہیں کیا....! حالانکہ جانتے تھے کہ میں پریشان ہوں۔!"

"مجھے ہنسی آتی ہے تمہاری بوکھلاہٹ پر....!" دوسری جانب سے جواب ملا۔ "ویسے مجھے خود بھی حیرت ہے کہ وہ حضرت کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!"

"کیوں.... اب کیا ہوا....؟"

"گاڑی فروخت ہو گئی.... سر بہرام بارود والا نے خریدی ہے.... لیکن ڈرائیور اب بھی موجود ہے۔!"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ وہ پھر تو بھیک مانگتا ہوا نہیں دکھائی دیا۔!"

"نہیں.... بھئی.... ساڑھے نو ہزار میں سودا ہوا ہے....!"

"کیا سر بہرام پاگل ہے.... اس کھٹارے کے ساڑھے نو ہزار....!"

"کیا تم نہیں جانتیں کہ سر بہرام کو پرانی گاڑیاں جمع کرنے کا شوق ہے۔!"

"اوہو....!"

"دلچسپ آدمی ہے.... بہر حال تم مطمئن رہو....! وہ حضرت اب بھیک نہیں مانگتے.... آج ہی دو بہت قیمتی سوٹ خریدے ہیں۔!"

"کیا وہ سچ مچ اتنا ہی احمق ہے کہ ایک بہت پرانی گاڑی خرید کر اس کے اخراجات کے لئے بھیک مانگتا پھرتا....!" جولیا نے کہا۔

"تم خود ہی غور کرو اس پر....!"

"کیا چکر ہے....؟"

"پتہ نہیں.... لیکن اس دوران میں ایک انکشاف اور بھی ہوا ہے۔!"

"وہ کیا....؟"

"رحمان صاحب....! اسے شہر ہی سے نکلوا دینے کے درپے ہو گئے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"تفصیل کا علم نہیں ہے مجھے.... لیکن ہے کچھ ایسی ہی بات....!"

"میرا خیال ہے کہ انہیں بھی اس کی یہ حرکت گراں گزری ہے۔!" جولیا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے....!"

"اچھا بہت بہت شکریہ....!" جولیا نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

لیکن ابھی میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہیں پائی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

جواب ملنے کی بجائے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی اور جولیا کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

کس کی حرکت ہو سکتی ہے....اس نے ریسیور کو کریڈل پر رکھتے ہوئے سوچا۔

"اونہہ....!" بُرا سا منہ بنا کر شانے جھٹکاتی ہوئی مینٹل پیس کی طرف مڑ گئی۔ دو قدم بھی نہیں چلی تھی کہ گھنٹی بجی۔

ہونٹ بھینچ کر ریسیور اٹھا....اس بار کی "ہلو" قہر آلود تھی۔

لیکن دوسری جانب سے ایکس ٹو کی غراہٹ سن کر حواس باختہ ہو گئی۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ عمران کی فکر میں نہ پڑو....!"

"یس سر....!"

"لیکن....اس کے باوجود بھی....!"

"مم....میں معافی چاہتی ہوں جناب....!" وہ روہانسی ہو گئی۔

"سزا ضرور ملے گی....!" بے حد خشک لہجے میں کہا گیا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔

"ہلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "سزا یہ ہے کہ تم اسی کے ہاتھوں اپنی سزا کو پہنچو!"

"مم....میں....!"

"خاموشی سے سنو....!" غراہٹ خوفناک تھی....جولیا کانپ گئی۔ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اس نے پلکیں جھپکائیں..اور دو موٹے موٹے قطرے رخساروں پر ڈھلک آئے۔

"جولیانا فٹنر واٹر....!"

"یس سر....!" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"اب وہ جس طرح چاہے گا تمہیں استعمال کرے گا۔ تم اُف بھی نہ کر سکو گی۔!"

"مم....میں....نہیں سمجھی۔!"

"جس طرح چاہے گا تمہیں استعمال کرے گا....بس....اوور....!"

جولیا نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنی....اس کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔

ریسیور کریڈل پر پٹخ کر اس نے آنکھیں خشک کرتے وقت سوچا۔

"یہ بھی کوئی زندگی ہے....عمران....بھلا وہ اسے کس طرح استعمال کرے گا....اونہہ....دیکھوں گی۔!"

کچھ دیر پہلے عمران کے لئے ہمدردی کا جذبہ ٹھاٹھیں مار تا رہا تھا....لیکن ایکس ٹو کی گفتگو سن کر وہ ایسا محسوس کرنے لگی تھی جیسے عمران کے تصور سے بھی بیزار ہو۔ وہ دانت پیستی ہوئی اس کمرے ہی سے ہٹ گئی۔

⭘

صفدر ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا....اس بار جولیا کا نجی کام نہیں تھا....بلکہ اس کے لئے براہ راست ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی....اور صفدر کو یقین تھا کہ عمران اس میک اپ میں اسے پہچان نہیں سکے گا۔!

گاڑی اس نے فروخت کر دی تھی....لیکن گونگا ڈرائیور اب بھی اس کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اس وقت ٹوسیٹر میں دونوں موجود تھے....اور گونگا ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔ صفدر کی گاڑی اس کے پیچھے تھی۔

رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے....سردی شباب پر تھی۔ اسٹیئرنگ پر صفدر کے ہاتھ گویا جمے جا رہے تھے....شمال کی برفانی ہوا ہڈیوں میں سرائیت کرتی محسوس ہوتی تھی۔

آخر یہ دونوں کہاں جا رہے ہیں....؟ صفدر سوچ رہا تھا کیا ایکسٹو نے کوئی کام عمران کے سپرد کیا ہے لیکن اگر یہ بات ہوتی تو احکامات کا انداز مختلف ہوتا....! تعاقب کا حکم کچھ اس طرح دیا گیا تھا جیسے ایکس ٹو کو بھی عمران کی موجودہ حرکات کے بارے میں تشویش ہو اور وہ خود بھی اس کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو۔

بہر حال اس ٹھٹھرا دینے والی رات سے نپٹنا ہی تھا....پتہ نہیں یہ دونوں کہاں تک جائیں۔

عمران کی ٹوسیٹر شہری آبادی کو بہت پیچھے چھوڑ گئی تھی۔

کھلی فضا میں پہنچتے ہی سردی کا احساس شدید ہو گیا۔

"اسی سڑک پر آگے ایک متوسط درجے کا قصبہ تھا..... جہاں زیادہ تر مویشیوں کا کاروبار کرنے والے آباد تھے..... سڑک کے کنارے ہی ایک اقامتی ہوٹل بھی تھا۔ مویشیوں کی خرید و فروخت کے سلسلے میں آنے والے باہر کے بیوپاری عموماً یہیں قیام کرتے تھے۔!"

ہوٹل کی ظاہری حالت اس بناء پر بھی اچھی تھی کہ ادھر سے غیر ملکی ٹورسٹ آثار قدیمہ کے مشاہدے کے لئے اسی سڑک سے گزرتے تھے۔!

صفدر کا خیال تھا کہ عمران کی گاڑی شاید وہاں رکے..... کیونکہ وہ خود بھی گرم گرم چائے کی ایک پیالی کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

بالآخر اس کا خیال درست ثابت ہوا.... احمد پور کے نواح میں داخل ہوتے ہی عمران کی گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی تھی۔!

اور پھر ہوٹل ہی کے سامنے وہ رک بھی گئی.... صفدر کو ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی شیورلٹ اور بھی دکھائی دی.... جو پہلے ہی سڑک کے کنارے موجود تھی۔ صفدر نے اپنی گاڑی سڑک سے اتار کر کچھ فاصلے پر روک دی اور ان دونوں کو ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھتا رہا۔

اس نے ابھی تک اپنی گاڑی کی مشین بند نہیں کی تھی! کچھ دیر اور ٹھہر کر اس نے سوئچ آف کر دیا اور خود بھی گاڑی سے اتر آیا۔

ہوٹل کا ڈائننگ ہال معمولی قسم کے فرنیچر پر مشتمل تھا۔ لیکن رکھ رکھاؤ اور ستھرے پن کی وجہ سے دوسرے دیہی ہوٹلوں سے مختلف نظر آتا تھا۔

صفدر کا اندازہ تھا کہ ڈائننگ ہال ویران ہو گا اس وقت کیونکہ اب ڈیڑھ بج رہے تھے۔ لیکن یہ خیال غلط نکلا.... آدھی سے زیادہ میزیں آباد تھیں۔

صفدر نے اپنے لئے عمران کے قریب والی میز منتخب کی.... اور اس طرح بیٹھا کہ عمران کی پشت اس کی طرف رہے.... گونگا ڈرائیور اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا اور عمران کبھی اس طرح ہلتا جیسے وہ اس کی بات سمجھ گیا ہو اور کبھی اس طرح ہلتا جیسے وضاحت کے لئے مزید اشارے درکار ہوں.... گونگا اپنے حلق سے ہلکی ہلکی آوازیں بھی نکالتا جاتا تھا۔

صفدر نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی لانے کو کہا۔

عمران کی میز کے قریب بھی ایک ویٹر نظر آیا.... اور پھر جب وہ اس کا آرڈر لے کر واپس جا رہا تھا ایک آدمی سے ٹکرا گیا جو تیزی سے عمران کی میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اندھے ہو....!" وہ غرایا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب!" ویٹر گڑگڑایا اور وہ آدمی مزید کچھ کہے بغیر عمران کیطرف بڑھ آیا۔

صفدر نے اسے کرسی کھینچ کر عمران کے قریب بیٹھتے دیکھا۔

"آپ آئے ہیں یا جا رہے ہیں....!" اس نے عمران سے پوچھا۔ فاصلہ اتنا زیادہ نہیں تھا کہ صفدر ان کی گفتگو نہ سن سکتا۔

"میں صرف بیٹھا ہوا ہوں....!" عمران کا جواب تھا۔

"جی وہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں....! میرا مطلب تھا آثار قدیمہ....!"

"ذرا ٹھہریئے....!" عمران نے اسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔!

"جی....!"

"آثار قدیمہ سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں....! میں خوبصورت اور جاندار جسموں کی تلاش میں نکلا ہوں....!"

"آپ دو ہی ہیں....!" اس نے پوچھا۔

"ڈیڑھ سمجھ لیجئے کیونکہ میرا ساتھی گونگا ہے۔!"

"کیا آپ سنجیدہ نہیں ہیں جناب....!"

عمران نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر میز پر پٹختے ہوئے کہا۔ "میں بہت بوکھلایا ہوا ہوں.... دیر نہ کرو....!"

"رکھ لیجئے جناب....! اسے جیب میں رکھ لیجئے.... رات کا وقت ہے۔!" اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے دیکھا عمران نے بڑی لاپرواہی سے وہ گڈی پتلون کی جیب میں ٹھونس لی ہے.... اتنے میں ان کی میز پر چائے کی ٹرے آ گئی۔

"نہیں شکریہ....!" اجنبی بولا۔ "میں ابھی ابھی پی چکا ہوں۔ آپ لوگ شوق فرمائیں۔!"

"یار مار گولی.... نہیں پیتے چائے وائے.... قیمت ادا کئے دیتے ہیں۔!" عمران مضطربانہ انداز میں بولا۔

"عنایت جناب....! آپ فکر نہ کیجئے....! اطمینان سے چائے پی لیجئے۔!" اجنبی بولا۔

"کہیں دور چلنا پڑے گا....!" عمران نے پوچھا۔

"بس تھوڑی دور....!"

"اوہو.... لیکن میری گاڑی تو سیٹر ہے.... آپ کا کیا ہوگا....!"

"میری اپنی گاڑی موجود ہے.... اور میں آپ لوگوں کو اپنی ہی گاڑی میں لے چلوں گا۔!"

"کیا ہر ایک محض آپ ہی کے توسط سے وہاں پہنچ سکتا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں.... جو جانتے ہیں خود بھی پہنچ جاتے ہیں۔!"

"خیر.... خیر.... صاحب اب مجھے جلدی سے چائے پی لینے دیجئے۔!"

صفدر نے دیکھا کہ وہ جلدی جلدی چائے کے گھونٹ لے رہا ہے۔!

دو منٹ کے اندر اندر وہ کہیں اور جانے کے لئے اٹھ گئے.... صفدر اس وقت اٹھا تھا جب وہ دروازے سے نکل رہے تھے۔

پھر اس نے انہیں سیاہ شیورلٹ میں بیٹھتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد صفدر ان کا تعاقب کر رہا تھا شیورلٹ کی رفتار خاصی تیز تھی۔

صفدر مطمئن تھا وہ کسی ایسی جگہ جا رہے تھے.... جہاں واقفیت رکھنے والے کسی کی رہنمائی کے بغیر بھی پہنچ سکتے تھے.... یہ بات اسے اجنبی ہی کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔

چاروں طرف گہرا اندھیرا تھا.... صفدر نے بھی اپنی گاڑی شیورلٹ کے برابر ہی روکی تھی اور ان تینوں کے پیچھے چلنے لگا تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد اچانک ان میں سے ایک رکا تھا۔

"کون ہے....؟" صفدر نے آواز سنی۔

لیکن یہ عمران کی آواز نہیں تھی.... اور اس کا ساتھی تو گونگا تھا۔ یقیناً یہ اجنبی ہی ہو سکتا تھا وہی تھا کیونکہ صفدر کچھ دیر پہلے اس کی آواز سن ہی چکا تھا۔

"چلتے رہو....!" صفدر بدلی ہوئی آواز میں غرایا۔

اجنبی ہی کے ساتھ عمران اور اس کا ساتھی بھی رک گئے تھے۔

"آپ کون ہیں جناب.... اور اس طرح کیوں پیش آ رہے ہیں۔!"

"میں کہتا ہوں چلتے رہو....!" صفدر بولا۔

"اور کیا....؟ اندھیرے میں ہم کیوں کسی کو پہچاننے کی کوشش کریں.... مسافر تو ایک ہی استے کے ہیں....!" عمران بڑی گھمبیر آواز میں بولا۔

"خیر صاحب....!" اجنبی بڑبڑایا اور وہ پھر چلنے لگا۔

اب صفدر کو یاد آیا کہ اسی طرف ایک بہت بڑا ریسٹ ہاؤز بھی ہے جسے کوئی غیر ملکی عورت لاتی ہے۔ شہر کے تاجر اور دوسرے مصروف پیشوں کے لوگ تعطیل گزارنے کے لئے اکثر اسی رف آتے ہیں۔ ریسٹ ہاؤز کا نام اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد شبہ یقین میں بدل گیا۔ وہ ریسٹ ہاؤز کی عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔

اور اب صفدر کے انداز میں کسی قسم کی بھی ہچکچاہٹ باقی نہیں رہی تھی۔ البتہ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ یہاں آئیں گے تو وہ اپنی گاڑی وہاں نہ چھوڑتا بلکہ سرے راستے سے سیدھا یہیں لیتا چلا آتا.... لان پر پہلے ہی سے کئی گاڑیاں پارک تھیں۔

وہ انہیں پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھتا گیا۔ پورچ میں روشنی تھی۔! وہ سوچ رہا تھا آخر وہ لوگ دھے راستے سے کیوں نہیں آئے۔ اس طرح وہ سیاہ رنگ کی شیورلٹ عمارت تک آ سکتی۔

پورچ سے گزر کر وہ ہال میں داخل ہوا.... یہاں ایک معمر سفید فام عورت کاؤنٹر پر نظر ئی.... اس نے بھنویں سکوڑ کر صفدر کا جائزہ لیا تھا۔

ہال میں اس عورت کے علاوہ اور کوئی نہ دکھائی دیا.... صفدر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عورت اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کچھ پینے کو مل جائے گا....!" صفدر نے پوچھا۔

"بارہ بجے کے بعد یہاں شراب نہیں مل سکتی۔!" خشک لہجے میں جواب ملا۔

"میں چائے یا کافی کی بات کر رہا تھا۔!"

"مجھے افسوس ہے کہ اس وقت یہ بھی ناممکن ہے....!"

اتنے میں وہ تینوں بھی کاؤنٹر کے قریب آ پہنچے اور صفدر دوسری طرف مڑ کر بے تعلقانہ انداز

میں سگریٹ سلگانے لگا۔

اجنبی معمر عورت سے کہہ رہا تھا۔ "ان شریف آدمیوں کو صبح تک کے لئے کمرے چاہئیں۔"

"اوپر لے جا کر دکھا دو....!" بوڑھی عورت بولی۔

اجنبی پھر صدر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران اور گونگا ڈرائیور اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

"اچھا خاتون....!" صفدر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "بہت بہت شکریہ....!"

"مسٹر.... مجھے بے حد افسوس ہے کہ کوئی خدمت نہ کر سکی۔!"

صفدر اس کا پورا جملہ سننے کے لئے رکا نہیں تھا۔

اس نے اسے پورچ ہی میں جا لیا.... لیکن ان سے کسی قدر فاصلے ہی پر چل رہا تھا۔

وہ چکر کاٹ کر عمارت کی پشت پر پہنچے اور دروازے میں داخل ہو گئے۔

یہ زینے تھے.... صفدر نے ان کی تقلید کی تھی اور نہایت اطمینان سے ان کے پیچھے پیچھے وہ بھی زینے طے کر کے اوپر جا رہا تھا۔

ایک بالکنی میں زینوں کا اختتام ہوا۔ اب وہ ایک بڑے کمرے میں تھے جہاں دھندلے شیڈ لگے ہوئے بلب روشن تھے.... اور موٹی سی عورت ایک آرام کرسی پر پڑی اونگھ رہی تھی۔

صفدر نے محسوس کیا کہ اب اجنبی خود اس کی طرف سے لاپرواہ نظر آ رہا ہے۔ اندھیرے میں پہلے وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکا ہوگا.... دوسری بار روشنی میں دونوں کاؤنٹر کے قریب ملے تھے اسے بوڑھی عورت کا کوئی شناسا سمجھا ہوگا۔

"تم سو رہی ہو کیا....؟" اجنبی نے بوڑھی عورت کا شانہ ہلا کر کہا۔

"اوں.... ہوں....!" وہ بوکھلا کر سیدھی ہو گئی۔ نہ صرف سیدھی ہوئی بلکہ اجنبی پر برس بھی پڑی۔

"یہ کون سا طریقہ ہے جگانے کا.... جنگلی کہیں کے....!"

"اے.... خواہ مخواہ بات نہ بڑھاؤ.... جو خالی ہیں انہیں بلاؤ....!"

"میں کہہ رہی تھی کہ آدمیوں کی طرح رہا کرو....؟" عورت پھر غرائی۔

"موڈ ٹھیک کرو جلدی سے.... یہ لو....!" اجنبی نے اس کی طرف اپنا سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم بعض اوقات تکلیف دہ ہو جاتے ہو....!" عورت نے سگریٹ کیس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ نرم ہو گیا تھا.... سگریٹ سلگا کر اس نے ان تینوں کا بغور جائزہ لیا.... اور دیوار پر ایک پش سوئچ کا بٹن دباتی ہوئی اجنبی سے بولی۔ "سب ہی خالی ہیں.... موسم کے شدید ہو جانے کی وجہ سے شاید کوئی ادھر آیا ہی نہیں.... خدا غارت کرے ان شمالی.... ہواؤں کو....!"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک ایک کر کے گیارہ لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں۔ صفدر کا اندازہ تھا کہ ان میں سے کوئی بھی دیسی نہیں ہے۔

عمران اور اس کا گونگا ڈرائیور انہیں ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے اس سے پہلے کبھی انہوں نے عورتیں دیکھی ہی نہ ہوں۔

صفدر الجھن میں پڑ گیا تھا.... کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے.... بات پوری طرح سمجھ میں آگئی تھی۔ گاہک کی حیثیت سے آیا تھا تو اسے بھی کسی نہ کسی کو منتخب کرنا ہی تھا۔

لیکن یہ عمران....؟ اسے حیرت تھی.... اگر ایکس ٹو کی ہدایت پر اس نے تعاقب نہ کیا ہوتا تو یہی سمجھتا کہ حضرت بہر حال چھپے رستم نکلے۔ دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا۔

"مم.... میری سمجھ میں نہیں آتا....؟"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....!" اجنبی بولا۔

"اے سبھی تو ایک سے ایک ہیں....!"

"بس تو پھر آنکھیں بند کر کے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ لیجئے....!" اجنبی نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے....!" عمران خوش ہو کر بولا اور آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بوڑھی عورت کی طرف بڑھنے لگا۔ جو کچھ دیر پہلے آرام کرسی پر پڑی اونگھتی رہی تھی۔ عمران اس کی طرف بڑھتا رہا اور لڑکیاں قہقہے لگاتی رہیں.... عورت بھی کھسیانے انداز میں ہنس رہی تھی۔ اتنے میں صفدر نے محسوس کیا کہ گونگا ڈرائیور اس کے پاس ہی آ کھڑا ہوا ہے.... اور پھر اس نے ایک مڑا تڑا سا کاغذ اس طرح صفدر کے ہاتھ میں تھما دیا کہ آس پاس والوں کو خبر تک نہ ہوئی.... صفدر نے اسے مٹھی میں دبائے ہوئے پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔

ادھر عمران نے جھجکتی ہوئی بڑھیا کا ہاتھ پکڑا اور ادھر قہقہوں کے شور سے چھت اڑتی ہوئی

سی معلوم ہونے لگی۔

صفدر سوچ رہا تھا شاید عمران نے اسے پہچان لیا ہے۔ ورنہ اس کا ساتھی اسے کاغذ کا کوئی ٹکڑا کیوں تھماتا.... یقیناً یہ کوئی پیغام ہے.... کوئی ہدایت ہے جس پر فوری طور پر عمل کرنا ہے۔

وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اجنبی بولا۔ "آپ کہاں چلے جناب....؟"

"میں پھر مادام سے گفتگو کروں گا....!" صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ.... اچھا....!" اس نے کہا تھا اور پھر عمران سے کچھ کہنے لگا تھا۔ صفدر نے زینے طے کئے اور نیچے پہنچ کر سگریٹ سلگانے کے بہانے لائٹر کی روشنی میں پرچے پر روشنی ڈالی لکھا تھا۔

"اپنی گاڑی وہاں سے ہٹا کر صحیح راستے کی نکاس پر روکے رکھو....! اور کالی گاڑی کے ڈسٹری بیوٹر کے پوائنٹس نکال لو....!"

صفدر نے طویل سانس لی اور پرچے کو توڑ مروڑ کر دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا اس طرف چل پڑا جہاں اس نے اپنی گاڑی کھڑی کی تھی۔

یہاں بدستور سناٹا طاری تھا.... سیاہ شیورلٹ بھی موجود تھی۔ اس نے سوچا اگر مقفل کر گیا ہوگا تو دشواری ہوگی۔ لیکن وہ مقفل نہیں تھی.... اس نے بہ آسانی بونٹ اٹھا کر ڈسٹری بیوٹر پر ہاتھ صاف کر دیا۔

پھر اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے اسے سڑک پر لے آیا اور اس طرف چل پڑا جہاں سے ریسٹ ہاؤز کے لئے نیم پختہ سڑک مڑتی تھی۔

اس پوری کارروائی میں پندرہ منٹ سے زیادہ وقت صرف نہیں ہوا تھا۔ سڑک کے بائیں موڑ کے قریب اس نے اپنی گاڑی سڑک کے نیچے اتار دی اور انجن بند کر دیا وہ سوچ رہا تھا پتہ نہیں کتنی دیر تک ٹھہرنا پڑے۔ اس نے سگریٹ سلگائی اور دائیں جانب والی کھڑکی کا شیشہ کسی قدر گرا کر سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گیا۔ گھڑی تین بجا رہی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا ہو سکتا ہے ایکس ٹو نے عمران کو مطلع کر دیا ہو کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ ورنہ اس میک اپ میں عمران شاید اسے نہ پہچان سکتا۔

وہ اونگھتا اور بار بار گھڑی دیکھتا رہا۔

پھر ٹھیک ساڑھے چار بجے اس نے قدموں کی آہٹ سنی تھی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑے فاصلے پر اندھیرے میں دو دھندلے سائے نظر آئے۔ اس میں سے ایک کسی قدر جھک کر چل رہا تھا غالباً اس نے کوئی بھاری بوجھ اٹھا رکھا تھا۔ وہ قریب آ گئے باہر سے عمران کی آواز آئی۔

"کیا سو گئے....؟"

جواب میں صفدر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔!

"پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولو....!" عمران بولا۔

اس کا ساتھی پشت پر ایک بہت بڑا گٹھر اٹھائے ہوئے تھا.... دروازہ کھلتے ہی وہ گٹھر سیٹ پر رکھ دیا گیا.... اور گونگا بھی سمٹ سمٹا کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

عمران اگلی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا.... اس نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "واپس چلو.... اور مجھے ہوٹل سے ایک فرلانگ ادھر ہی اتار دینا.... سیدھے رانا پیلس جاؤ.... جوزف پھاٹک پر ملے گا.... تم نے حلیہ بگاڑ رکھا ہے اپنا.... گاڑی اسٹارٹ کر کے موڑ لو.... ٹھیک.... بہر حال تم بھی رانا پیلس ہی میں میرا انتظار کرو گے۔!"

"جوزف....!" صفدر انجن اسٹارٹ کرتا ہوا بڑبڑایا۔

"جوزف کی فکر نہ کرو.... ہمارے ڈرائیور صاحب کو دیکھ کر نہال ہو جاتے ہیں.... تمہیں ان کے ساتھ دیکھیں گے پھر قطعی ضروری نہیں ہوگا کہ تمہارے بارے میں کچھ دریافت فرمائیں۔ پھر صفدر نے عمران کو ہوٹل سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ ادھر ہی اتار دیا تھا۔

عمران پیدل پہنچا تھا ہوٹل تک.... اپنی ٹوسیٹر کے قریب رک کر اس نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی نے کوٹ کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران گاڑی سے بہت دور کھڑا نظر آیا.... کیونکہ کوٹ تو اتر کر کالر پکڑنے والے کے ہاتھ ہی میں رہ گیا ہوگا۔

"گولی مار دوں گا.... ورنہ وہیں ٹھہرو.... جہاں ہو....!" عمران نے کسی کی غراہٹ سنی۔

"کوٹ تو واپس کر دو پیارے.... سس.... سردی لگ رہی ہے۔!"

"تم مجھے انتہائی سور آدمی معلوم ہوتے ہو....!"

"یا سور کہہ لو.... یا آدمی.... دونوں ایک ساتھ.... ناممکن.... کک.... کوٹ پیارے بھائی....!"

عمران نے آواز پہچان لی تھی.... یہ وہی ہو سکتا تھا جو اسے ہوٹل سے ریسٹ ہاؤز تک شیورلٹ میں لے گیا تھا۔

اس نے اس کا متحرک ہیولٰی اپنی طرف بڑھتے دیکھا.... لیکن چپ چاپ وہیں کھڑا رہا.... چیونگم کا پیس اب اس کے دانتوں کے نیچے تھا.... اور وہ اسے آہستہ آہستہ کچل رہا تھا.... مخاطب بالکل ہی قریب آگیا اور عمران نے محسوس کیا کہ گولی مار دینے کی دھمکی یونہی نہیں تھی سچ مچ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"کک.... کوٹ.... مسٹر.... میرے دانت بج رہے ہیں۔!" عمران کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا اور دوسرے ہی لمحے میں اجنبی اچھل کر دور جا پڑا.... اس کا ریوالور اب عمران کے بائیں ہاتھ میں تھا اور اب ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ اپنا داہنا ہاتھ بھی کچھ دیر تک سہلاتا کیونکہ اجنبی کا جبڑا کچھ ایسا ہی فولادی قسم کا ثابت ہوا تھا۔

"میرا کوٹ چپ چاپ میری طرف اچھال دو.... ورنہ میں بھی اس نامعقول کھلونے کے استعمال سے واقف ہوں۔!"

دوسرے ہی لمحے میں کوئی چیز اچھل کر اس کی طرف آئی اور اس نے اسے بائیں ہاتھ سے سنبھال لیا.... یہ اس کا کوٹ ہی تھا۔

عمران آہستہ آہستہ اجنبی کی طرف بڑھا.... اس دھینگا مشتی کے دوران میں وہ ہوٹل کے قریب سے ہٹ آئے تھے اور اب قطعی اندھیرے میں تھے۔

"کیوں دوست! آخر اس بوکھلاہٹ کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔!" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے کہا۔ وہ اب بھی زمین ہی پر پڑا ہوا تھا۔

"وہ تیسرا آدمی یقیناً تمہارا ساتھی ہی تھا.... تم کچھ گھپلا کرنا چاہتے ہو۔!" اجنبی غرایا۔

"کس تیسرے آدمی کی بات کر رہے ہو۔!"

"وہی جس نے میری گاڑی کے قریب اپنی گاڑی روکی تھی.... اور شاید وہی تھا جسے ہم نے ہال کے کاؤنٹر کے قریب دیکھا تھا۔!"

"مجھے تو کسی کا بھی ہوش نہیں....!"

"مادام نے بتایا کہ وہ ان کے لئے اجنبی تھا.... اس سے پہلے کبھی انہوں نے اسے ریسٹ ہاؤز میں نہیں دیکھا تھا۔!"

"تو پھر میں کیا کروں....!"

"تمہارا معاملہ طے کرا دینے کے بعد میں نے مادام سے اس کے بارے میں پوچھا تھا انہوں نے لاعلمی ظاہر کی.... پھر میں اس جگہ پہنچا جہاں گاڑی چھوڑی تھی۔ اس کی گاڑی موجود نہیں تھی.... میں نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کرنی چاہی لیکن نہ ہوئی.... جانتے ہو.... کسی نے ڈسٹری بیوٹر کے پوائنٹس ہی نکال لئے تھے.... اب بتاؤ میں کیا سمجھوں....!"

"جو تمہارا دل چاہے سمجھو.... مجھے خواہ مخواہ کیوں بور کر رہے ہو۔!"

"کیا تم وہاں سے یہاں تک پیدل آئے ہو....!" اجنبی غرایا۔

"چلو یہی سمجھ لو.... میں نروس ہو کر بھاگ نکلا تھا.... میرا ساتھی ابھی وہیں ہوگا.... وہی کمبخت تو مجھے یہاں لایا تھا....!"

"تم جھوٹے ہو....!"

"چلو اس سے بھی کیا فرق پڑتا ہے.... مین تو جا رہا ہوں.... تم اس سے سب کچھ پوچھ لینا.... وہ حرام زادہ تو شاید صبح تک وہیں رہے۔!"

"تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکتے.... ورنہ بتاؤ چکر کیا ہے....؟"

"اچھی بات ہے.... اٹھو.... میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا.... میں کیوں خواہ مخواہ ان چکروں میں پڑوں....!"

"یعنی ہے.... کوئی چکر....!"

"بالکل ہے.... تم اٹھو تو بتاؤں....!"

اجنبی اٹھ کھڑا ہوا لیکن شاید اس نے اب بھی اپنا جبڑا دبا رکھا تھا۔

"ہوٹل میں چلو....!" عمران نے کہا۔

"نہیں.... یہیں بتاؤ.... میرا حلیہ اس قابل نہیں ہے کہ فوری طور پر روشنی میں جا سکوں۔!"

"اچھی بات ہے تو سنو....! میرا ساتھی تمہارے یہاں کی ایک لڑکی کو ریسٹ ہاؤز سے نکال

لے جانا چاہتا ہے۔!"

"کس کو....؟"

"وہی جس کا اس نے انتخاب کیا تھا....!"

"کیا وہ بھی اسے جانتی ہے....!"

"یہ سب کچھ میں نہیں جانتا.... آج ہی شام کو تو ہم دونوں دوست بنے تھے۔!"

"اوہ.... تو آج سے پہلے تم اسے نہیں جانتے تھے۔!"

"قطعی نہیں....!"

"وہ تمہارے ساتھ واپس نہیں آیا....!"

"نہیں میاں.... وہ تو میں ڈر کے مارے بھاگ آیا.... میں نے سوچا کہیں کوئی بڑا گھپلا نہ ہو جائے کہ خواہ مخواہ بندھے بندھے پھریں۔!"

"تم سچ کہہ رہے ہو....!"

"بالکل....!"

"اچھا تو پھر.... مجھے اپنی گاڑی میں واپس لے چلو....!"

"کیوں....؟ تم پیدل آئے تھے کیا....؟"

"نہیں.... ایک ٹرک ڈرائیور سے لفٹ لی تھی.... ہوں.... لاؤ.... میرا ریوالور واپس کردو.... ویسے تم ہو بہت پھرتیلے....!"

"ارے.... میں کیا....!" عمران نے خاکسارانہ انداز میں کہتے ہوئے ریوالور کو نال سے پکڑ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

پھر اس کا ہاتھ اسے تھامنے کے لئے بڑھا ہی تھا کہ ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ آواز نکالے بغیر ہی چکرا کر ڈھیر ہو گیا۔

عمران دوسرے ہی لمحے میں ریوالور کو اپنے رومال سے صاف کر رہا تھا۔ وہ اس پر اپنی انگلیوں کے نشانات کیونکر چھوڑتا.... ریوالور اسی کے قریب ڈال کر چل پڑا.... ٹو سیٹر اسٹارٹ کی اور خاصی تیز رفتاری کے ساتھ شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔

سڑکیں سنسان تھیں اس لئے مسافت جلد ہی طے ہو گئی تھی۔ رانا پیلس کے پھاٹک پر

جوزف موجود تھا.... عمران کو دیکھ کر اس نے دانت نکال دیئے۔

"سب ٹھیک ہے....!" عمران نے گاڑی سے سر نکال کر پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے.... باس! اپنے گونگے کے ساتھ ایک اجنبی اور ایک بیہوش لڑکی بھی۔!"

"ہاں.... ہاں....!" عمران گاڑی آگے بڑھاتا چلا گیا۔

صفدر سے نشست کے کمرے میں ملاقات ہوئی۔

"لڑکی ابھی تک ہوش میں نہیں آئی....!" صفدر بولا۔

"کہیں اس گونگے نے ٹینٹوا نہ دبا دیا ہو.... سانس چل رہی ہے یا نہیں....!"

"سانس بے قاعدہ نہیں.... نبض بھی معمول کے مطابق ہے....!"

"بس تو پھر کیا چاہئے.... کیا تم اسے پسند کرو گے کہ وہ ہوش میں آ کر تمہارا دماغ چاٹنا شروع کر دے کم از کم مجھے تو بیہوش خواتین اچھی لگتی ہیں۔!"

"تو یہ اغواء بالجبر کا کیس ہے۔!"

"بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔ بہت پاپڑ بیلنے پڑے ہیں اس کے لئے بھیک تک مانگتا پھرا ہوں۔!"

"لیکن.... بھیک.... بھیک تو آپ اپنی کھٹارا کے لئے.... میں نے یہی سنا تھا....!"

"آؤ.... دیکھیں!" عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "ہوش میں آنے کے بعد کیسی لگتی ہے۔!"

"کس ملک سے تعلق رکھتی ہے....!"

"ساری لڑکیاں صرف ملک دل اور شہر آرزو سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسے ہمیشہ یاد رکھو....!"

"اوہو.... بڑے رومینٹک ہو رہے ہیں آج کل....!"

"عشاق کے لئے نصاب ترتیب دیتا ہوں.... خود کسی قابل نہیں....!"

"آپ نے مجھے میک اپ میں کیسے پہچان لیا تھا۔!"

"دل کو معدے سے راہ ہوتی ہے.... ویسے تمہارے ٹمبکٹو صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ میری حفاظت کے لئے از راہِ کرم تمہیں روانہ فرما رہے ہیں۔!"

"آخر چکر کیا ہے....؟"

"چکر بھی وہی حضرت جانیں.... یہاں تو مطلب کمیشن سے ہے....!"

"اس لڑکی کی تلاش کیوں تھی۔!"

"یار کان نہ کھاؤ.... ہمت ہے تو اس سے پوچھ لینا....!"

"کیا اس تلاش کا کام ہم لوگ نپٹا سکتے تھے۔؟"

"یہ سوال تو خود اپنی صلاحیتوں سے کرو.... میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔!" صفدر بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

دفعتاً عمران چونک کر بولا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ اب یہاں تمہاری موجودگی ضروری نہیں۔!"

"میں ایکس ٹو سے پوچھے لیتا ہوں۔!"

"جی نہیں آپ تشریف لے جا سکتے ہیں....!"

"اچھی بات ہے....!" صفدر ہنس پڑا۔

وہ سمجھا تھا شاید عمران نے مزاحاً یہ بات کہی تھی۔ لیکن عمران کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پا کر وہ چپ چاپ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ٹھہرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس بار تم تنہا واپس نہ جا سکو گے۔!"

"کیا مطلب....!"

"جوزف اب بھی وہیں موجود ہے۔!"

"تو پھر....!"

"جب تک ہم میں سے کوئی ساتھ نہ ہو.... وہ تمہیں باہر نہیں جانے دے گا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا.... عمران اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ پھر صفدر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی پھاٹک کی طرف آہستہ آہستہ رینگتی رہی کیونکہ عمران کھڑکی پر ہاتھ رکھے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے جوزف کو پھاٹک کھولنے کا اشارہ کیا۔

"بس اب جاؤ....!" عمران نے صفدر کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔

صفدر نے ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا اور گاڑی پھاٹک سے گزر گئی.... عمران وہیں کھڑا رہا.... جوزف پھاٹک بند کر کے اس کی طرف مڑا۔

"تم اب جا کر سو جاؤ....!" عمران نے اس سے کہا۔

"کیا فائدہ باس....!" جوزف نے جماہی روکتے ہوئے کہا۔ "صبح ہو رہی ہے۔!"

"تمہارا کوٹا تو کم نہیں ہوا....!"

"آدھی بوتل رہ گئی ہے باس.... پھر بھی کیا غم ہے....؟"

"سچ مچ بھیک منگواؤ گے تم لوگ مجھ سے کسی دن....!"

جوزف کو وہیں چھوڑ کر وہ پھر عمارت کی طرف واپس آیا تھا۔

گونگا برآمدے میں ٹہلتا ہوا ملا لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ جس کمرے میں داخل ہوا تھا اس میں گہرے نیلے رنگ کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی.... اس نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر تیز روشنی والا بلب روشن کر دیا۔

سامنے مسہری پر ایک سفید فام غیر ملکی لڑکی آنکھیں بند کئے پڑی تھی.... عمران چند لمحے کھڑا اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا پھر ایک الماری کھول کر اس میں سے چند شیشیاں نکالیں اور ان کے لیبل پڑھتا رہا۔

دو شیشیوں سے ایک ڈراپر میں تھوڑا تھوڑا سیال لیا بیہوش لڑکی کا منہ کھول کر چند قطرے ٹپکائے اور کلائی کی گھڑی پر نظر جما دی۔

ویسے اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے.... پھر اس نے جھک کر اس کی نبض دیکھی اور گھڑی پر نظر جمائے رہا۔

دو منٹ بعد لڑکی کے جسم میں جنبش ہوئی عمران اس کا ہاتھ چھوڑ کر چند قدم پیچھے ہٹ آیا لڑکی کی آنکھوں کے پپوٹے کانپ رہے تھے۔ پلکیں تھوڑی سی کھلتیں.... اور پھر بند ہو جاتیں آخر اس نے کراہ کر عمران ہی کی جانب کروٹ لی اور آنکھیں پوری طرح کھول دیں.... پہلے تو پلکیں جھپکائے بغیر اسے گھورتی رہی پھر جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے کا غالباً ارادہ ہی کیا تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولا۔

"لیٹی رہو....!"

اس نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن پھر ہونٹ سختی سے بھینچ لئے تھے۔! ویسے وہ اب بھی عمران ہی کو گھورے جا رہی تھی۔

کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تو شاید تمہارے ساتھی کے پاس تھی۔!"

جملہ انگریزی میں کہا گیا تھا۔

"کچھ دیر مزید خاموشی تمہاری صحت کے لئے مفید ہو گی۔!" عمران بولا۔

"کیا مطلب!" وہ چونک پڑی اور پھر چاروں طرف نظر دوڑانے کے بعد اچھل کر اٹھ بیٹھی۔

"میں کہاں ہوں....؟"

"یہیں ہو....!"

"میں اس کمرے میں تو نہیں تھی۔!"

"اب اسی کمرے میں ہو.... فکر نہ کرو....!"

"میں یہاں کیسے آئی....!" اس نے کہا اور اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ شاید حافظے پر زور دے رہی تھی۔

"اوہ.... میرے خدا....!" وہ مسہری سے کود گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس کے شانے پکڑ لئے اور دوبارہ مسہری پر بٹھاتا ہوا بولا۔ "کود پھاند بھی صحت کے لئے مضر ہے۔!"

"وہ کہاں ہے.... وہ وحشی....!" لڑکی ہذیانی انداز میں بولی۔ "میں اس سے پوچھ رہی تھی کہ آخر وہ کچھ بولتا کیوں نہیں.... اور اس نے میرا گلا گھونٹ دیا تھا.... کہاں ہے وہ.... میں کہاں ہوں.... ہٹ جاؤ سامنے سے۔!"

"خاموش بیٹھی رہو....!" عمران غرایا۔

لہجہ کچھ ایسا ہی بھیانک تھا کہ وہ خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔!

پھر کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تم کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو۔!"

"انسانیت کا خادم ہوں.... اور آدمیوں کو آدمیت کی سطح سے نہ گرنے دینے کا ٹھیکیدار۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"تمہیں اس گھناؤنے پیشے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔!"

"تم....!" وہ جھنجھلا گئی۔ "مجھے بتاؤ.... میں کہاں ہوں۔ ریسٹ ہاؤز میں تو اس طرح کا کوئی کمرہ نہیں تھا۔!"

"تم ریسٹ ہاؤز سے کوسوں دور ہو....!"

"اوہ.... سمجھی.... تم لوگ مجھے اٹھا لائے ہو.... تمہارے ساتھی نے میرا گلا گھونٹا تھا.... میں غالباً بیہوش ہو گئی تھی۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔!

"مجھے جانے دو....!" وہ کچھ دیر بعد غصیلی آواز میں بولی اور پھر مسہری سے اٹھ گئی۔

"یہاں سے تم کسی دوسرے کمرے میں جا سکو گی.... اور بس....!"

"مجھے کیوں لائے ہو....!"

"تمہاری زندگی سدھار دوں گا۔!"

"ارے تم ہو کیا بلا....!"

"یہ بھی تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا.... مناسب یہی ہوگا کہ آرام کرو میری مرضی کے بغیر تم اس عمارت سے باہر نہ نکل سکو گی۔!"

عمران نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔!

رانا پیلس کی چار دیواری قد آدم سے بھی کچھ اونچی ہی تھی۔ باہر سڑک پر چلتے ہوئے اندر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ سلاخوں اور پھاٹک پر لوہے کی چادریں چڑھی ہوئی تھیں۔

اس بار جوزف برآمدے میں ملا۔

"میری گاڑی کی نمبر پلیٹ بدل دو....!" عمران نے اس سے کہا۔

"اچھا.... باس....!" جوزف نے فوجی انداز میں ایڑیاں بجائیں۔

دفعتاً اندر سے آواز آئی۔ "میں چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لوں گی۔!"

"اس کا لہجہ بہت خراب ہے باس....!" جوزف بولا۔

"اسکاٹش ہے.... تم پرواہ نہ کرو....!"

جوزف برآمدے سے نیچے اتر گیا۔

عمران پھر اندر آیا.... اس بار وہ لڑکی اسے نشست کے کمرے میں ملی۔!

"یقین کرو.... میں کسی سے بھی نہیں ڈرتی....!" وہ اسے دیکھ کر چنگھاڑی۔

"مجھے یقین ہے.... تم خواہ مخواہ اپنا سریلا حلق نہ برباد کرو....!"

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں....!"

"صرف ایک چھوٹی سی کہانی سناؤں گا....!"

"کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہو....؟"

"دماغ تو میرا خراب ہوا تھا کہ تم جیسی چڑچڑی لڑکی کو....!"

"خاموش رہو....!" اس نے چیخ کر کہا اور آنکھیں بند کر کے اپنی کنپٹیاں دبانے لگی۔

عمران چیونگم کا دوسرا پیکٹ پھاڑ رہا تھا۔

"یقین کیجئے ڈیڈی....!" ثریا رحمان صاحب سے کہہ رہی تھی۔ "وہ اب معمول کے مطابق ہی زندگی بسر کریں گے۔!"

"میں فضول باتیں پسند نہیں کرتا....!" رحمان صاحب خشک لہجے میں بولے۔!

"وہ سب کچھ تو اس نامعقول گاڑی نے کرایا تھا....!"

"کیا تم مجھے بچہ سمجھتی ہو....!" رحمان صاحب آنکھیں نکال کر بولے۔

"یقین کیجئے ڈیڈی.... وہ گاڑی انہوں نے فروخت کردی.... اچھا اب اپنے آدمیوں سے معلوم کیجئے۔! پچھلے ہفتے کے دوران میں کہیں انہیں اس حال میں نظر آئے تھے یا نہیں۔!"

"جاؤ.... میرا دماغ نہ چاٹو....!"

"ڈیڈی میں کس طرح یقین دلاؤں کہ ان کی مالی حالت اب پہلے سے بہتر ہے.... بہت مہنگی بیچی ہے انہوں نے.... مجھے تو حیرت ہوتی ہے ساڑھے نو ہزار اس کھٹارے کے۔!"

"ساڑھے نو ہزار....!"

"ہاں ڈیڈی.... کوئی سر بہرام بارود والا ہے.... اس نے خریدی ہے۔!"

"بہرام بارود والا....!"

ثریا نے رحمان صاحب کے لہجے میں کوئی خاص بات محسوس کی تھی۔ لیکن فوری طور پر اسے سمجھ نہ سکی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئیں.... اور کیا جانتی ہو اس کے متعلق....!"

"وہ سوئیس لڑکی....! جولیانا فٹنر واٹر ہے نا.... اس نے مجھے بتایا تھا ایک دن یہ حضرات مارسٹن روڈ پر اس گاڑی کو دھکے سے اسٹارٹ کرانے کی کوشش کر رہے تھے اتفاق سے سر بہرام بھی انہیں لوگوں میں آشامل ہوا.... جو گاڑی کو دھکیل رہے تھے۔ اس طرح دونوں ایک

دوسرے سے متعارف ہوئے اور گاڑی کا سودا ہو گیا۔!"

"ساڑھے نو ہزار میں....!" رحمان صاحب نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا....!

"جی ہاں.... سوئیس لڑکی نے مجھے یہی بتایا تھا....!"

رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں اٹھ کر ٹہلنے لگے کچھ دیر بعد رک کر ثریا کی طرف مڑے۔

"سر بہرام کو میں جانتا ہوں۔! بہت شریف آدمی ہے.... پتہ نہیں اس کم بخت نے اس بیچارے کے ساتھ کیا فراڈ کیا ہو....!"

"ارے فراڈ کیا کرتے.... وہ سر بہرام بچہ تو ہو گا نہیں کہ گاڑی کی کنڈیشن نہ دیکھ سکا ہو گا۔!"

"سر بہرام کو پرانی گاڑیاں جمع کرنے کا شوق ہے.... اس نے اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہو گا....!"

"جب اسے شوق ہی ہے پرانی گاڑیوں کا تو پھر دھوکے دہی کا سوال کب پیدا ہوتا ہے....!"

"خیر.... خیر.... جاؤ.... مجھے کچھ ضروری کام انجام دینے ہیں۔!"

"ڈیڈی.... میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اب تو آپ انہیں شہر میں رہنے دیں گے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... جاؤ....!"

ثریا بُرا سامنہ بنائے لائبریری سے چلی گئی تھی۔

رحمان صاحب ٹیلی فون والی میز کے قریب کھڑے کچھ سوچ رہے تھے۔ آنکھوں سے گہری تشویش ہویدا تھی۔!

آخر انہوں نے کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولے۔

"ہیلو.... رحمان اسپیکنگ.... معلوم کرو کہ لیڈی بہرام اس وقت کہاں ہے.... بیس منٹ کے اندر اندر مجھے مطلع کرو.... اچھا....!"

سلسلہ منقطع کر کے وہ پھر ٹہلنے لگے۔ ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ پھر فون کی گھنٹی بجی۔

"رحمان....!" انہوں نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔!

"ہولڈ آن کیجئے.... جناب.... سر سلطان گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور رحمان صاحب بُرا سامنہ بنا کر رہ گئے۔

ذرا ہی دیر بعد دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہلو رحمان.... اولڈ بوائے۔!"

"ہلو....!"

"غالباً تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ ناوقت کیوں تکلیف دی ہے۔!" دوسری طرف کہا گیا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"تمہارا محکمہ عمران کے معاملات میں دخل نہ دے تو بہتر ہے....!"

"سلطان یہ میرا نجی معاملہ ہے.... کیا تم پسند کرو گے کہ تمہاری اولاد شہر میں بھیک مانگتی پھرے.... میں اب اسے یہاں نہیں رہنے دوں گا۔!"

"وہ میرے محکمے کے ایک شعبے کیلئے کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"تم لوگ بھی اس کی تباہی کا باعث بنے ہو....!" رحمان صاحب غرائے۔

"بچوں کی سی باتیں نہ کرو.... فی الحال وہ ایک ذمہ دار آدمی ہے۔!"

رحمان صاحب نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

فوراً ہی پھر گھنٹی بج اٹھی.... اور رحمان صاحب کچھ ایسے انداز میں فون کی طرف پلٹے تھے جیسے اسے اٹھا کر پٹخ ہی دیں گے۔

لیکن انہوں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگالیا۔

"ہلو.... رحمان....!"

"لیڈی بہرام اس وقت ٹپ ٹاپ کے ڈائننگ ہال میں اپنے احباب کے ساتھ موجود ہے جناب۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ٹھیک ہے.... شکریہ....!" رحمان صاحب نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد ایک بار پھر وہ کسی کے نمبر ڈائیل کرتے ہوئے نظر آئے۔

"فیاض....!" انہوں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "میں رحمان بول رہا ہوں.... اس بدبخت کو اس کے حال پر چھوڑ دو.... لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ اس نے کسی طرح سر بہرام تک رسائی حاصل کر لی ہے۔!"

"یہ تو اچھا نہیں ہوا جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میرا خیال ہے کہ اپنے محکمے کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے کوئی قدم اٹھاؤ۔ محکمہ خارجہ نے

اس کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔!"

"لیکن محکمہ خارجہ کا اس معاملے سے کیا تعلق....؟"

"دیکھا جائے گا.... تم فی الحال اس کا خیال رکھو کہ اس مردود سے ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔!"

"کافی دشواریاں پیش آئیں گی جناب.... میں نے ان حضرت کو شہر ہی سے ہٹا دینے کے لئے سارے انتظامات مکمل کر لئے تھے۔!"

"فی الحال یہ ناممکن ہے.... محکمہ خارجہ سے وارننگ مل چکی ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

رحمان صاحب نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

رانا پیلس میں عمران جوزف اور گونگے کے علاوہ صفدر بھی موجود تھا۔ لیکن اب وہ میک اپ میں نہیں تھا۔ لیکن حیرت زدہ ضرور تھا کیونکہ عمران نے تذکرہ ہی ایسا چھیڑ رکھا تھا۔

"ہاں.... تو تم.... اس پر یہ ظاہر کرو گے.... وہ تمہارے ہی لئے اٹھا کر لائی گئی ہے.... تم اس کے ایک ایسے چاہنے والے ہو کہ ہمیشہ اسے دور ہی سے دیکھتے رہے ہو.... اور یہاں کے ایک نواب زادے ہو.... کیا سمجھے۔!"

"کیا میں صورت سے کوئی نواب زادہ لگتا ہوں....؟" صفدر نے پوچھا۔

"لگنے کو تو بہت کچھ لگتے ہو.... لیکن فی الحال تمہارا نواب زادہ ہی ہونا کافی ہے اور یہ عمارت یعنی رانا پیلس تمہاری ہی ملکیت ہے.... ہم سب تو نوکر چاکر ہیں۔!"

"آخر معاملہ کیا ہے....!"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے.... کان دبا کر کرو.... ورنہ تم مجھے تو جانتے ہی ہو....!" عمران اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"پیرو مرشد....!" صفدر ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "غلام حاضر ہے۔!"

"ٹھیک.... تو.... سنو.... تم نے اسے پچھلے سال ایمسٹرڈم کے ہوٹل پائیلو میں دیکھا تھا اور ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سے تم اس کا تعاقب کرتے رہے ہو۔ کیا سمجھے...!"

"سمجھ گیا پیرو مرشد.....!"

"سنجیدگی اختیار کرو.....!"

"کدھر سجدہ کروں کہ آج ایسے دربار سے سنجیدگی عطا ہو رہی ہے ارے واہ..... ہو جائے قوالی.....!"

"بس جاؤ..... وہ بیڈ روم نمبر سات میں موجود ہے۔!"

بیڈ روم نمبر سات کا مطلب تھا ایک ایسی آسائش گاہ جس سے برآمد ہونے کو کبھی دل ہی نہ چاہے۔ وہاں کیا نہیں تھا۔

نام تھا بیڈ روم لیکن حقیقتاً یہ ساری ضروریات پوری کرتا تھا۔ تین کمروں کا سوٹ تھا۔

صفدر نے لڑکی کو دیکھا اور محسوس کیا جیسے پہلی بار دیکھا ہو..... حالانکہ بیہوشی کی حالت میں بھی کافی دیر تک اسے دیکھ چکا تھا۔

وہ صفدر کو دیکھ کر ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھ گئی۔ صفدر دروازے کے قریب ہی رک گیا تھا۔

"تم کون ہو.....!" لڑکی نے جارحانہ انداز میں پوچھا۔

"میرے بارے میں کچھ معلوم کر کے خوشی نہ ہو گی۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے لئے اجنبی ہوں لیکن تم میرے لئے اجنبی نہیں ہو۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"میں نے تمہیں پچھلے سال ایمسٹرڈم کے ہوٹل پائیلو میں دیکھا تھا..... اس کے بعد سے اب تک تمہارا تعاقب ہی کرتا رہا ہوں..... لیکن تمہارا طرز زندگی مجھے کسی طرح بھی پسند نہ آیا..... لہٰذا نتیجے کے طور پر تم خود کو یہاں دیکھ رہی ہو۔!"

"یہ تمہارا مکان ہے.....!"

"ہاں..... اسے اپنا ہی سمجھو.....!"

لڑکی کسی سوچ میں پڑ گئی..... پھر بولی۔ "تم کیوں میرا تعاقب کرتے رہے تھے۔!"

"دیوانہ پن سمجھ لو.....!"

"تم نے ایک بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے..... اگر میرے ملک کے سفارت خانے کو تمہاری اس حرکت کی اطلاع ہو جائے تو تم کہاں ہو گے۔!"

"محبت کرنے والے کسی قسم کی بھی سزا سے نہیں ڈرتے۔!"

"اوہ.....!" اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نظر آئی۔ لیکن پھر پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں اور پھر بھنویں اس طرح سکڑ گئیں جیسے ناپسندیدہ ترین صورت حال سے سابقہ ہو۔

صفدر نے اپنے چہرے پر امید و بیم کے تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کی اور غالباً اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔

"مجھے رحم آتا ہے تم لوگوں پر.....!" لڑکی کچھ دیر بعد ناخوش گوار لہجے میں بولی۔

"آنا ہی چاہئے..... میں نے تمہارے لئے بہت دکھ جھیلے ہیں۔!"

"مجھے تمہارے دکھوں سے دلچسپی نہیں..... لیکن تمہارے بھلے ہی کو اتنا ضرور کہوں گی کہ تم نے اچھا نہیں کیا..... تمہاری زندگیاں کچے دھاگے سے بندھی ہوئی ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا.....!"

"نہیں سمجھنے کی کوشش بھی کرو تو یہ ناممکن ہے۔!"

"کیا میں نے ایسا کر کے کچھ اور لوگوں کی دشمنی بھی مول لی ہے۔!"

"یقیناً..... پتہ نہیں کب..... تم سب مار ڈالے جاؤ گے..... لہٰذا میرا ایک مشورہ یہ ہے کہ آج رات کو نہایت خاموشی سے مجھے ریسٹ ہاؤز تک پہنچا دو.....!"

"اپنی جان پر کھیل کر میرے آدمی وہاں سے لائے تھے۔!"

"کچھ بھی ہو..... اب ان کی زندگیاں خطرے میں ہوں گی یقین کرو.....!"

"آخر کیوں..... کس طرح..... میں نے..... میرا خیال ہے کہ تمہیں ہمیشہ تنہا ہی دیکھا ہے۔!"

لڑکی نے طویل سانس لی..... صفدر نے محسوس کیا جیسے اس کے جملے نے کسی معاملے میں اسے مطمئن کر دیا ہو..... چہرے پر کچھ دیر پہلے نظر آنے والا غبار چھٹ گیا تھا۔

"میں سمجھا.....!" صفدر سر ہلا کر بولا۔

"کیا سمجھے.....!"

"تم ایسے گروہ کے چکر میں پڑ گئی ہو جو لڑکیوں سے پیشہ کراتا ہے۔!"

وہ کچھ نہ بولی..... صفدر کہتا رہا۔ "لیکن تمہیں قطعی خائف نہ ہونا چاہئے۔ کم از کم اپنے ملک میں اس کا صفایا کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"ایک سیلانی آدمی.... اگر پچھلے سال تمہیں نہ دیکھا ہوتا تو اس سال میرا قطب شمالی پروگرام ہوتا۔!"

"میں بھی تو تمہاری ہی طرح ایک سیاح ہوں....!" لڑکی بولی۔

"لیکن یہ پیشہ....!"

"میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں.... سیاحت کے لئے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے میں کروڑ پتی تو ہوں نہیں اگر کچھ احمق لوگ اپنی تھوڑی دیر کی خوشی کے لئے میری ضروریات پوری کر جاتے ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے۔!"

"میرے خدا.... تم کیسی باتیں کر رہی ہو....!"

"میں بیسویں صدی میں پیدا ہوئی ہوں.... ہر دور کی اخلاقیات....!"

"بس.... بس....!" صفدر ہاتھ اٹھا کر یاس انگیز لہجے میں بولا۔ "اب آگے کچھ نہ کہو.... ہم مشرقیوں کا معیار اس سے مختلف ہے۔!"

"پش....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"دیکھو.... میں بھی ایک سیاح ہوں....!" صفدر کچھ دیر بعد بولا۔ "اور بہت زیادہ دولت مند بھی.... میرا خیال ہے کہ یہ دولت ہم دونوں کی سیاحی کے لئے کافی ہوگی.... خواہ ہم ساری زندگی سفر ہی میں کیوں نہ ہوں۔!"

"اتنی بڑی پیش کش....!" وہ مسکرائی۔ "کیا میں تمہیں ایسی ہی لگتی ہوں۔!"

"الفاظ میں یقین دلانا.... میرے بس سے باہر ہے۔!"

"دفعتاً باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔!"

"کون ہے.... آجاؤ....!" صفدر اونچی آواز میں بولا۔

دروازہ کھول کر جوزف اندر داخل ہوا.... اور ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کرنے کے بعد بولا۔

"یور ہائی نس.... سیکریٹری کچھ کہنا چاہتا ہے۔!"

"اس سے کہو.... اسٹڈی میں انتظار کرے....!" صفدر غرایا۔

جوزف ایڑیوں پر گھوم کر باہر نکل گیا۔

لڑکی متحیرانہ انداز میں صفدر کو دیکھ رہی تھی۔

"میں بہت کم یہاں رہتا ہوں۔ اس لئے انہیں مجھ سے گفتگو کرنے کا موقع بہت کم ملتا ہے۔!"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔ "اچھی بات ہے.... اب ہم لنچ پر ملیں گے۔!"

وہ وہاں سے اسٹڈی میں آیا تھا.... عمران ٹہلتا ہوا ملا.... صفدر پر نظر پڑتے ہی مضحکانہ انداز میں مسکرایا تھا۔

"کیوں.... کیا قصور ہوا مجھ سے۔!" صفدر بولا۔

"فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہے.... ذہین آدمی ہو.... تھوڑے کہے کو بہت جانتے ہو.... تم نے اپنا پارٹ بخوبی ادا کیا ہے.... یہی توقع تھی تم سے۔!"

"آخر ہے کیا چکر....!"

"کچھ بھی ہو۔ اس وقت تم نے ایک ماہر قسم کے عاشق کا رول ادا کیا ہے.... کیا کھاؤ گے۔!"

"کیا اب آپ میرا مضحکہ اڑائیں گے۔!"

"عزیز القدر.... اگر صاحب اختیار ہوتا تو تمغہ عطا کرتا۔ کسی بہت بڑے خطاب سے نوازتا.... چیونگم....!"

صفدر نے چیونگم کا پیس اس کی ہتھیلی سے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔

"بیٹھ جاؤ.... کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔!" عمران نے اس سے کہا۔

صفدر چیونگم کو آہستہ آہستہ کچلتا ہوا ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔

"ٹھیک ہے....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"صفدر کو اس کا انداز کچھ عجیب سا لگا تھا۔ ساتھ ہی اس نے محسوس کیا جیسے اس کا سر چکرا رہا ہو۔ بوکھلا کر اس نے چیونگم تھوک دی۔ اٹھنا چاہا.... لیکن ممکن نہ ہوا.... ہاتھ پیروں میں سکت نہیں رہی۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔

کیپٹن فیاض ان سے زیادہ دور نہیں تھا.... اسے یقین تھا کہ عمران اسے پہچان نہیں سکے گا چونکہ اس نے عربوں کی سی وضع بنا رکھی تھی۔ چہرے پر اتنی گھنی مونچھیں لگائی تھیں کہ دہانہ

قریب قریب غائب ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

اینگلو ملائن کلب کی ایک خوشگوار شام تھی۔

کیپٹن فیاض کے آدمی کئی گھنٹے سے ان دونوں کا تعاقب کر رہے تھے اور بالآخر انہوں نے اسے اطلاع دی تھی کہ اب وہ دونوں اینگلو ملائن کلب میں جا بیٹھے ہیں اور انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وقت وہاں ضرور گزاریں گے۔

فیاض نے جلد جلد میک اپ کیا تھا اور کلب کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ اپنے آدمیوں کو پہلے ہی ہدایت دے دی تھی کہ ان کے قریب کی کوئی میز ہر حال میں خالی ملنی چاہئے... لہٰذا اس کا خیال رکھا گیا تھا اور اب فیاض ان سے اتنا قریب تھا کہ ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سن سکتا۔

عمران بڑے اچھے موڈ میں نظر آیا... چہک رہا تھا... ہر چند کہ انداز احمقانہ ہی تھا۔ لیکن زندگی سے بھرپور... سر بہرام بات بات پر ہنس پڑتا۔

"تم بڑے اچھے ساتھی ہو...!" وہ عمران سے کہہ رہا تھا۔ "میری زندگی زیادہ تر بوریت کا شکار رہتی تھی اور اب میں پورا دن تمہارے انتظار ہی میں گزار سکتا ہوں۔!"

"واقعی...!" عمران بے حد خوش ہو کر بولا۔

"یقین کرو...!"

"کیا آپ کے اور دوست نہیں ہیں۔!"

"کبھی ہوا کرتے تھے... اب نہیں ہیں... سب سے طبیعت بیزار ہو گئی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے انہوں نے آپ کو دھوکے دیئے ہوں۔!"

"اونہہ ختم کرو... ہاں تو تم مچھلیوں کے شکار کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔!"

"بس چلیں گے کسی دن...!"

"نہیں کل چلو...!"

"کل تو... میرا مطلب ہے... کل میں بہت بزی رہوں گا...!"

"ختم کرو سب کچھ... تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے... مچھلیوں کے شکار کے لئے۔"

"اچھی بات ہے...!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

"کیوں... تم اتنے مضمحل کیوں ہو گئے یک بیک...!"

"کچھ نہیں... یونہی کوئی خاص بات نہیں...!"

"نہیں... بتاؤ مجھے... میں دیکھوں گا... کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"ہٹایئے... آپ بھی کہاں کی باتیں لے بیٹھے... میں کل چلوں گا آپ کے ساتھ...!"

"میں کہتا ہوں... مجھے بتاؤ...!" سر بہرام میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میں بتادوں گا... لیکن یہاں نہیں...!" عمران نے کہا۔

"یہاں کیوں نہیں...!"

"اب آپ تو خواہ مخواہ بحث کرنے لگتے ہیں...!"

"ہائیں... کیا کہا تم نے...!"

"آپ سمجھئے بھی تو... وہ دیکھئے... وہ جو عرب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"ہاں... وہ کوئی عرب ہی ہے... تو پھر...!"

"انہیں دیکھ کر مجھے شرم آ رہی ہے۔!"

"کیا بات ہوئی...؟"

عمران نے فوراً ہی کچھ نہ کہا۔ فیاض کباب ہو رہا تھا۔ بے اختیار جی چاہا کہ جو کچھ سامنے پڑے عمران پر پھینک مارے۔ بڑی مضحکہ خیز پوزیشن ہو گئی تھی۔ اس کی دانست میں وہ پہچان لیا گیا تھا۔

"میں نے پوچھا تھا کہ کسی عرب کی موجودگی پر تمہیں شرم کیوں آتی ہے۔!" سر بہرام عمران سے کہہ رہا تھا۔ "بعض اوقات تمہاری باتیں بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"پتہ نہیں کیوں شرم آتی ہے... بچپن ہی سے اس کمزوری میں مبتلا ہوں... عربوں کو دیکھ کر جھینپتا ہوں۔!"

"ہو گا کوئی کمپلکس... اب ختم کرو اس بات کو... ہاں تو ہم جا رہے ہیں مچھلیوں کے شکار کو۔!"

"بالکل... بالکل...!"

وہ پھر خاموش ہو گئے... فیاض غصے کے مارے پاگل ہو رہا تھا۔ ویٹر کو پہلے ہی کافی کا آرڈر دے چکا تھا... اس لئے وہ تو زہر مار کرنی ہی پڑی اس کے بعد پھر اس سے وہاں نہیں بیٹھا گیا تھا۔

ویسے اس غصے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے عمران کی چوبیس گھنٹوں کی نگرانی کے احکامات جاری کر دیئے... اس کا خیال نہ رکھا کہ اس سلسلے میں اسے پہلے ہی احکامات مل چکے ہیں۔ سمجھایا جا چکا

ہے کہ اب عمران کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

صفدر کی آنکھ کھلی تو سورج غروب ہو رہا تھا.... اور سمندر کی پر شور لہریں ساحل سے ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں.... اس نے نیم وا آنکھوں سے اس خوبصورت منظر کو دیکھا اور سرور کی ایک لہر سی سارے جسم میں دوڑ گئی۔ دل چاہا کہ کچھ دیر اور سوتا رہے۔

لیکن.... لیکن وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا.... اس وقت وہ ساحل سمندر کے قریب پڑی ہوئی ایک بنچ پر لیٹا ہوا تھا۔

آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... آہستہ آہستہ اسے یاد آیا کہ پچھلی بار وہ رانا پیلس کی اسٹڈی میں بلا قصد سو گیا تھا.... عمران کا دیا ہوا چیونگم کا ٹکڑا یاد آیا.... جسے کچلتے ہی اس کا سر بھاری ہونے لگا تھا.... "اوہ.... تو یہ عمران صاحب نے ایکٹیوٹی فرمائی تھی اس کے ساتھ....!" کھوپڑی شدت سے جل اٹھی کیونکہ وہ تو ہمیشہ سے اس کا احترام کرتا آیا تھا۔ دوسروں کی طرح اس کا مضحکہ نہیں اڑاتا تھا۔ اس کے باوجود وہ اس کے ساتھ بھی شرارت کر ہی گزرا!

اب پتہ نہیں کہاں لا چھوڑا ہے.... وہ بنچ سے اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ ساحل پر کئی جگہ بنچیں پڑی تھیں۔ جگہ کچھ جانی پہچانی سی محسوس ہوئی لیکن صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ پھر مشرق کی طرف مڑا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کئی ہٹ نظر آئے۔

"خدایا.... یہ تو جزیرہ موبار ہے....!" وہ بڑبڑایا.... اس کی نظر ٹیلے پر بنی ہوئی آبزرویٹری پر جمی ہوئی تھی۔

آخر کیوں....؟ اسے اس طرح کیوں لا پھینکا گیا ہے.... اس نے اپنی جیبیں ٹٹولیں.... پرس موجود تھا.... پرس میں اچھی خاصی رقم بھی تھی.... اسے اچھی طرح یاد تھا کہ رانا پیلس میں داخل ہونے سے پہلے پرس اتنا وزنی نہیں تھا.... مشکل سے ڈیڑھ سو روپے رہے ہوں گے۔ لیکن اب تو پانچ پانچ سو کے کئی نوٹ تھے۔ اس نے جیب کو تھپکی دی اور غروب کا منظر دیکھنے لگا۔

اگر پرس میں نوٹوں کی تعداد نہ بڑھ گئی ہوتی تو وہ اپنے اسی خیال پر جما رہتا کہ یہ عمران کی شرارت ہے۔ لیکن اب سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کسی مقصد ہی کے تحت ہوا ہے۔

اسے علم تھا کہ موبار میں دو ایک اچھے اقامتی ہوٹل بھی ہیں.... شب بسری کے لئے کہیں انتظام کرنا ضروری تھا۔

وہ ہٹوں کی جانب چل پڑا.... دفعتاً ایک آدمی پر نظر پڑی جو تیزی سے اسی طرف چلا آ رہا تھا انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ حقیقتاً اسی کے پاس آ رہا ہے.... صفدر رک گیا۔

اس آدمی نے قریب آ کر بڑے ادب سے کہا۔ "حضور عالی.... میم صاحب بہت غصے میں ہیں.... میری بدنصیبی ہے کہ ان کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔!"

"کک.... کیا....؟" صفدر اس سے زیادہ نہ کہہ سکا.... عجیب سی بے بسی اس پر طاری تھی۔

لیکن پھر وہ فوراً ہی سنبھل گیا.... تذکرہ کسی میم صاحب کا تھا۔

"تو کیا اب کوئی دوسرا ڈرامہ شروع ہونے والا ہے۔!" اس نے سوچا اور اس آدمی کی طرف مستفسرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"وہ آپ کو یاد فرما رہی ہیں جناب عالی....!" اس آدمی نے کہا۔

"ہاں.... اچھا.... چلو....!" صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ چلنے لگا.... ایک خوب صورت سے ہٹ تک اس نے اس کی رہنمائی کی۔

اب صفدر اپنے اعصاب پر قابو پا چکا تھا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی پوری طرح بیدار ہو گئی تھی۔

ایکس ٹو کی حیرت انگیز کارگزاریوں سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے سوچا شاید ہم دونوں ہی دوبارہ بیہوش کر کے یہاں پہنچائے گئے ہیں۔ مقصد کچھ بھی ہو۔

وہ مالکانہ اعتماد کے ساتھ ہٹ میں داخل ہوا۔ غیر ملکی لڑکی ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی۔ صفدر نے لگاوٹ بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا اور وہ ایک دم سے شمشیر برہنہ نظر آنے لگی۔

چیخ کر بولی۔ "یہ کہاں کی انسانیت ہے.... یہ کہاں کی شرافت ہے.... تم مجھے اس طرح ذلیل کر رہے ہو.... بیہوش کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہتے ہو۔!"

"میرا خیال ہے اس جزیرے کو تم پسند کرو گی۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں تم مجھے اس طرح کیوں گھسیٹ رہے ہو۔!" وہ پہلے سے بھی اونچی آواز

میں چیخی۔

"اچھی بات ہے....!" صفدر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "فی الحال تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا جائے۔!"

"کیا مطلب....؟ کیا میں تمہاری قیدی ہوں....!"

"کیسی باتیں کر رہی ہو.... میں تو تمہارے نام تک سے واقف نہیں ہوں....!"

"اوہو....!"

"یقین کرو.... میں تمہیں ہمیشہ دور ہی سے دیکھتا رہا ہوں۔ اپنے ملک میں پہنچنے سے پہلے میں نے کبھی اس کی بھی کوشش نہیں کی کہ تم مجھے کسی دوسرے موقع پر پہچان سکو.... بارہا تمہاری نظروں سے گزرا ہوں گا لیکن عام آدمیوں کی بھیڑ میں مل کر....!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" وہ کسی قدر نرم پڑ گئی۔

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ کچھ دن میرے ساتھ بھی گزارو....!"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ نے میری گمشدگی کی اطلاع سفارت خانے کو دی ہوگی اور سفارت خانے سے یہ معاملہ تمہاری پولیس کے سپرد کر دیا گیا ہوگا۔!"

"میں سب کچھ سمجھتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ بڑے خطرات کا مقابلہ کرنیکی ہمت رکھتا ہوں۔!"

"تم عادی معلوم ہوتے ہو.... خطرناک قسم کے عادی مجرم....!"

"جو کچھ بھی سمجھو.... میری خواہشات ہر قیمت پر پوری ہوتی ہیں۔!"

"یہ کون سی جگہ ہے۔!"

"یہ ایک خوبصورت جزیرہ ہے.... ہم جب چاہیں گے یہاں سے واپس چلے جائیں گے۔!"

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔

صفدر نے بھی اسی میں عافیت سمجھی کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے بھلا وہ اس معاملے کے متعلق کیا جانتا تھا۔

اس کی ابتداء لڑکی کے اغواء سے ہوئی تھی اور وہ اس کے مقصد سے ناواقف تھا۔ عمران نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اسے ایک کلاسیکل عاشق کا رول ادا کرنا ہے.... حد یہ ہے کہ اس کا نام تک

نہیں بتایا تھا.... اور اب وہ خود اس طرح جزیرہ موبار تک آ پہنچا ہے.... اگر وہ کوئی اسکیم تھی تو ذرا اسے بیہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی.... جو کچھ اسے کرنا تھا اس کے متعلق کوئی واضح قسم کا پلان اسے بتایا جاتا۔!

صفدر خیالات میں ڈوبا رہا.... دفعتاً لڑکی بولی۔ "کیا میں خود کو ایک قیدی سمجھوں۔!"

"ارے نہیں.... وہ کیوں....؟" صفدر کی زبان سے نکلا۔ ویسے وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس سوال کا کیا جواب ہونا چاہئے۔

"یقیناً.. یقیناً.... ہم ابھی باہر چلیں گے.... کسی اچھی سی تفریح گاہ میں شام گزاریں گے۔!"

لڑکی پھر کچھ نہ بولی۔

عمران اب زیادہ تر سر بہرام ہی کے ساتھ دیکھا جاتا.... اس وقت وہ اس کی کوٹھی میں بیٹھا اس کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا۔ بڑی عمدہ چالیں چلتا.... سر بہرام کو متحیر کر دیتا۔ لیکن آخر مات کھا کر سر بہرام کے لئے بچوں کی سی خوشی فراہم کرتا.... اس وقت بھی یہی ہوا تھا....

سر بہرام فاتحانہ انداز میں اسے گھورے جا رہا تھا آخر بولا۔

"بڑے اچھے کھلاڑی ہو.... لیکن مجھ سے پار نہیں پا سکتے....؟"

"یقیناً.... سر بہرام.... آپ کا لوہا ماننا ہی پڑتا ہے....!"

"آؤ پھر ہوتی ہے.... ایک بازی....!"

"نہیں سر بہرام.... آپ کے ساتھ شطرنج کھیلنا میلوں پیدل چلنے کے برابر ہے.... ذہنی تھکن کے ساتھ جسمانی تھکن بھی محسوس ہونے لگتی ہے....!"

"تو پھر اب کیا کیا جائے....!"

"مجھے لیڈی صاحبہ کا عجائب خانہ دیکھنے کا بے حد شوق ہے.... بڑی تعریف سنی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اسے دیکھ سکوں۔!"

سر بہرام نے بُرا سا منہ بنایا.... چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"ان کی عدم موجودگی میں ناممکن ہے۔!"

"کہاں تشریف رکھتی ہیں....!"

"جہنم میں....!"

"کیا جھگڑا ہوا ہے کسی بات پر....!" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"جرأت بھی ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرنے کی۔!" سر بہرام غرایا۔

"تیور تو یہی کہہ رہے ہیں سر بہرام....!"

"خاموش رہو....!" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران سہم جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا دوسری طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں ایک ملازم نے آکر کسی کا کارڈ پیش کیا۔

"اوہ....ہم....اچھا....تم انہیں بٹھاؤ....میں آرہا ہوں۔!" سر بہرام بولا۔

ملازم کے چلے جانے کے بعد اس نے عمران سے کہا۔ "میں تنگ آگیا ہوں لوگوں کو اپنا کلکشن دکھاتے دکھاتے۔!"

"اوہ....تو کیا....کچھ لوگ آپ کی گاڑیاں دیکھنا چاہتے ہیں۔!"

"ہاں بھئی....تین دن پہلے برازیل کے سفارت خانے کے کچھ لوگوں نے خواہش ظاہر کی تھی۔ میں نے آج وقت دیا تھا انہیں....چلو اٹھو....تم بھی چلو میرے ساتھ۔!"

"ضرور....ضرور....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آئے۔ یہاں تین سفید فام غیر ملکی سر بہرام کے منتظر تھے۔

عمران تنقیدی نظروں سے ان کا جائزہ لیتا رہا۔ سر بہرام نے خالص رسمی انداز میں انہیں خوش آمدید کہنے کے بعد گیراج کی طرف چلنے کی دعوت دی تھی۔

وہ گیراج کی طرف چل پڑے تھے اور عمران سوچتا رہ گیا تھا....اسے کیا کرنا چاہئے۔ سر بہرام نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی تھی۔ غیر ملکیوں سے گفتگو کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

عمران سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اندھیرے میں گھورتا رہا پھر خود بھی برآمدے سے نیچے اتر کر ان کے پیچھے جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ پشت سے آواز آئی۔

"تم ٹھہرو....!"

بڑی مترنم آواز تھی لیکن عمران کے لئے نئی نہیں تھی۔ یہ اور بات ہے کہ براہِ راست دونوں کا تعارف نہ ہوا ہو لیکن بھلا سر بہرام کے قریب رہ کر لیڈی بہرام سے ناواقفیت کا کیا سوال؟

وہ نہ صرف مڑا تھا بلکہ کسی قدر خم ہو کر اس کے لئے احترام کا مظاہرہ بھی کیا تھا۔

وہ قریب آکر بولی۔ "تم میرا عجائب خانہ دیکھنا چاہتے ہو۔!"

"ج....جی....ہاں....!" عمران نے ہکلاہٹ کے پردے میں بناوٹی بوکھلاہٹ کو چھپانے کی ایکٹنگ شروع کر دی۔ "مم....میں دد....دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"اوہو....تو تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے....!" وہ بڑے دل کش انداز میں مسکرائی۔

لیڈی بہرام مجموعی طور پر ایک دل کش عورت تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ اٹھائیس سال رہی ہوگی۔ سر بہرام کی دوسری بیوی تھی۔ پہلی بیوی لاولد ہی مری تھی اور اس شادی کو بھی دس سال گزرے تھے لیکن ابھی تک ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

"چلو میرے ساتھ....!" لیڈی بہرام کہہ رہی تھی۔ "میں تمہیں اپنا عجائب خانہ دکھاؤں گی۔ میں نے سن لی ہے....تمہاری خواہش....سر بہرام نہ میرے دوستوں سے ملنا پسند کرتے ہیں اور نہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کا کوئی دوست مجھ سے ملے۔!"

عمران اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ عمارت کے ایک گوشے میں پہنچ کر لیڈی بہرام رک گئی۔

"تم کچھ بولتے کیوں نہیں....!" اس نے عمران سے کہا اور وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اب تک خود کو تنہا سمجھتا رہا ہو۔

"مم....میں دراصل....ڈر....رہا ہوں....؟"

"کیوں....؟ کس بات سے ڈر رہے ہو....ڈر کیسا؟" لیڈی بہرام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ....دراصل....مم....میرا خیال ہے۔!"

"ہاں....ہاں کہو رک کیوں گئے۔!"

"میرا خیال ہے....سر بہرام نہیں چاہتے تھے کہ میں آپ کا عجائب خانہ دیکھ سکوں۔!"

"یقیناً وہ نہ چاہیں گے....میں ابھی تمہیں بتا چکی ہوں نا کہ وہ قطعی نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی دوست مجھ سے بھی ملے۔!"

"بب....بڑی عجیب بات ہے....!"

"قطعی عجیب بات نہیں.... ان کے دوست میرے دوست بن جاتے ہیں اور یہ بات انہیں پسند نہیں۔ جو میرا دوست بنا اس سے انہیں قطع تعلق کر لینا پڑتا ہے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"بھلا میں کیا جانوں.... اس کی وجہ خود ہی بتا سکیں گے۔ میں نے تو یہ کبھی نہیں چاہا کہ میرے دوست ان سے نہ ملیں....! فی الحال تم ان کے اکلوتے دوست ہو۔!"

عمران احمقانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"ہنسو نہیں.... جب بھی انہیں معلوم ہو گیا کہ تم میرے بھی دوست ہو تو بڑی رکھائی سے تمہیں دھتکار دیں گے۔!"

"واقعی....!" عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس اطلاع نے اسے گہرا صدمہ پہنچایا ہو۔

"ہاں.... میں بہت عرصے سے دیکھ رہی ہوں۔!"

"تب تو مجھے فوراً گیراج میں پہنچ جانا چاہئے۔!"

"تم ضرور جاؤ.... لیکن.... میں تمہیں آج ہی اپنا عجائب خانہ ضرور دکھاؤں گی۔!"

"اگر انہیں معلوم ہو گیا تو....!"

"تم احتیاط برتو گے تو کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔!"

"اچھا.... بہت اچھا.... بالکل....!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں وہاں سے ہٹتا ہوا بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں سے سرپٹ دوڑتا ہوا.... گیراج تک جائے گا.... اس نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ اس کی حرکت کا ردعمل لیڈی بہرام پر کیا ہوا تھا۔

گیراج میں وہ لوگ گاڑیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ عمران کی آمد پر سر بہرام چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ انداز ایسا تھا جس سے عمران یہی سمجھتا جیسے وہ اس کے پیچھے رہ جانے پر تشویش میں مبتلا رہا ہو۔

"میں ذرا باتھ روم میں رک گیا تھا....!" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے کہا.... اور وہ سر کو خفیف سی جنبش دے کر پھر غیر ملکیوں کی طرف ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد غیر ملکی لوگ رخصت ہو گئے.... عمران نے بھی ان کے ساتھ ہی سر بہرام سے جانے کے لئے اجازت طلب کی تھی۔ لیکن اس نے کہا تھا کہ دونوں ساتھ ہی کھانا کھائیں گے۔

ن نے بے بسی طاری کر لی تھی اپنے چہرے پر اور سر بہرام ہنس پڑا تھا۔

"میری ہر خواہش کے سامنے سر جھکا دیا کرو سمجھے۔ اگر میری دوستی کے خواہش مند ہو۔!"

نے کہا۔

"بہت اچھا....!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہہ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"اچھا اب میں جاؤں گا باتھ روم تک.... تم ڈرائینگ روم میں میرے منتظر رہو۔!"

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا گیراج سے چلا گیا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اسے پھاڑتا ہوا آہستہ آہستہ روش پر چلتا رہا۔ اتنی میں سر بہرام نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

پھاٹک کے قریب غیر ملکیوں کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ بونٹ اٹھا ہوا تھا شاید انجن میں کوئی نا پیدا ہو گئی تھی۔

دو آدمی انجن پر جھکے ہوئے تھے اور تیسرا روش پر ٹہل رہا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ وہ اسی طرح ٹہلنے کے سے انداز میں عمارت کی طرف جا رہا ہے۔ یہ کوئی خاص بات نہ تھی جس کی طرف عمران دھیان دیتا.... لیکن ٹھیک اسی وقت عمارت کی ایک کی کھلی اور کھڑکی سے باہر آنے والی روشنی میں کوئی چیز نظر آئی جو کھڑکی سے پھینکی گئی تھی۔

عمران نے اس کے نیچے گرنے کی آواز بھی سنی.... ساتھ ہی غیر ملکی کو اسی طرف تیزی سے نہ دیکھا۔

وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

اندھیرے میں بھی غیر ملکی کا ہیولیٰ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے جھک کر کوئی چیز اٹھائی تھی اور یدھا ہو کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے گاڑی کے قریب پہنچنے پر بونٹ گرا یا.... وہ گاڑی میں بیٹھے اور پھر انجن اسٹارٹ ہونے میں بھی دیر نہ لگی۔

گاڑی پھاٹک سے رینگ گئی تھی۔

عمران کھڑکی کی طرف متوجہ ہوا.... وہ اب بھی کھلی نظر آ رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دوبارہ بند ہو گئی۔ عمران کی مٹھیاں کئی بار بھنچیں اور کھلیں.... لیکن قدم وہیں پر جمے رہے۔

چیونگم کا پیکٹ اس نے دوبارہ جیب سے نکالا اور ایک پیس منہ میں ڈال کر ٹہلتا ہوا ڈرائینگ

روم کی طرف چل پڑا۔ ڈرائنگ روم سے وہ ڈائننگ روم میں پہنچے تھے۔

"آج صرف بٹیریں....!" سر بہرام مسکرا کر بولا۔ "میری میز پر ایک وقت میں صرف ا
ہی چیز ہوتی ہے۔ آج بٹیروں کا دن ہے.... کھاؤ کتنی کھا سکتے ہو۔!"

"ارے بٹیر....!" عمران حقارت سے بولا۔

"کیا مطلب....؟" سر بہرام نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اور بٹیریں....!" عمران نے کہا اور منہ دبا کر ہنسنے لگا۔

"کیا بکواس ہے....؟" سر بہرام جھلاہٹ میں کرسی سے اٹھ گیا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں.... بٹیریں آپ کے شایانِ شان نہیں۔ ذرا سی بٹیر
ہونہہ.... آپ جیسے بڑے آدمی کی میز پر تو مسلم دنبے ہونے چاہئیں.... نام اتنا بڑا...
بہرام بارود والا.... اور کھا رہے ہیں بٹیریں.... لاحول ولا قوۃ.... بلکہ استغفر اللہ....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"نہیں تھا تو اب خراب ہو جائے گا آپ کو بٹیر کھاتے دیکھ کر.... واہ یہ بھی کوئی
ہوئی۔!" عمران نے بے حد ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

یک بیک سر بہرام بھی بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا۔ وہ عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس
چیخ کر کہا۔ "کھاؤ....!"

"میں تو ہرگز نہیں کھاؤں گا....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سچ مچ تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا.... مجھے غصہ نہ دلاؤ.... کھاؤ.... تمہیں کھانی پڑ
بٹیریں۔!"

"زبردستی.... مجھے پسند نہیں ہے سر بہرام....!"

سر بہرام پھر عمران کو ایسے ہی انداز میں دیکھنے لگا جیسے سچ مچ اس کا دماغ چل گیا ہو۔!

"اچھا تم بیٹھو.... یہیں.... میں تمہارے لئے کچھ اور لاتا ہوں۔!" سر بہرام اٹھتا ہوا بو

"ہاں.... اور کچھ کھالوں گا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"سر بہرام کمرے سے چلا گیا.... واپسی میں بھی دیر نہیں لگی لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں
بھدی ساخت والا ایک خوف ناک ریوالور مٹھی میں دبا ہوا تھا.... اس نے اس کا رخ عمر

ں کرتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔ "اب تو تمہیں یہ ساری بٹیریں تنہا کھانی
گی.... ورنہ گولی مار دوں گا۔!"

عمران کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.... دیکھنے میں ایسا لگتا تھا جیسے ہاتھ پیروں کی جان نکل گئی ہو....
دونوں ہاتھ رکھے ایک ٹک ریوالور کو دیکھے جا رہا تھا۔ چہرے پر انتہائی درجہ خوفزدگی کے
تھے۔

"کھاؤ....!" سر بہرام پھر چیخا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹیر اٹھائی اور کھانے لگا.... موٹے موٹے آنسو آنکھوں سے
امنڈ کر گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔

وہ ایک کے بعد دوسری بٹیر اٹھاتا رہا اور آنسو اسی رفتار سے بہتے رہے۔ دفعتاً سر بہرام نے
ور کو ایک طرف ڈال دیا اور عمران کو بھینچ بھینچ کر کہنے لگا۔ "چپ ہو جاؤ.... میرے بیٹے
میرے بچے.... مجھے معاف کر دو.... معاف کر دو.... مجھے غصہ آ گیا تھا.... تم بچے ہی تو
... ایک ننھے سے بچے میرے اپنے بچے۔!"

اور پھر سر بہرام نے بھی رونا شروع کر دیا۔

عمران نے ہاتھ کی بٹیر رکھ دی تھی.... اور بالکل ساکت و صامت بیٹھا پلکیں جھپکائے بغیر
میں گھورے جا رہا تھا۔

سر بہرام اس کی گردن میں بازو ڈالے سر جھکائے ہچکیاں لیتا رہا۔ ملازم جو انہیں سرو کر رہا تھا
وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا۔

آہستہ آہستہ سر بہرام کی ہچکیاں اور سسکیاں دبتی جا رہی تھیں۔

عمران جیسے پہلے بے حس و حرکت بیٹھا رہا تھا اس پوزیشن میں اب بھی تھا۔

کچھ دیر بعد سر بہرام بالکل ہی پرسکون ہو گیا اور عمران سے الگ ہٹ کر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ
ش تھا اور اب عمران سر جھکائے انگلی سے میز کی سطح کرید رہا تھا۔

"میں بہت بدنصیب آدمی ہوں....!" کچھ دیر بعد سر بہرام نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
ری پوری زندگی ایک دکھتا ہوا پھوڑا ہے.... نہ یہ پھوٹتا ہے اور نہ اتنا بڑھتا ہے کہ میرے
سارے وجود کو ڈھک لے.... میں فنا ہو جاؤں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ سر بہرام کہتا رہا۔ "میں کبھی کبھی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتا ہوں... تمہیں کیا ہو جاتا ہے.... تم کیوں پاگلوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" عمران گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"مجھے بتاؤ.... تمہیں کیا دکھ ہے....!"

"مجھے کوئی دکھ نہیں ہے....!"

"پھر تم ایسے کیوں ہو....؟"

"میں نہیں جانتا.... میں اپنے بارے میں کچھ بھی تو نہیں جانتا۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے....؟"

عمران کچھ نہ بولا۔

سر بہرام نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ "میں کچھ کرنا چاہتا ہوں کسی کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں.... جسے میں اپنا سمجھ سکوں۔!"

عمران اب بھی خاموش رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے بات کرنا آتا ہی نہ ہو۔

"کیا تم مجھ سے خفا ہو گئے ہو....!"

"نن.... نہیں.... تو....!"

"یقین کرو.... میں پورے خلوص کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ تمہارے لئے کچھ کرنا چاہتا ہوں"

"کیا کریں گے.... آپ میرے لئے....!"

"پہلے تم مجھے بتاؤ کیا دکھ ہے تمہیں....!"

"خدا کا فضل ہے.... البتہ میں سلیمان کے لئے پریشان رہتا ہوں....؟"

"یہ کون ہے....؟"

"سخت نالائق ہے....!"

"تم سے کیا رشتہ ہے....!"

"ایک بار پھر اللہ کا فضل ہے کہ اس سے میرا کوئی رشتہ نہیں۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"وہ میرا ملازم ہے۔!"

"پھر بکواس شروع کر دی تم نے....!"

"یقین کیجئے.... میرے سارے سوٹ تباہ کر دیئے ہیں.... میری عدم موجودگی میں انہیں بے دریغ استعمال کرتا ہے۔!"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... نکال باہر کرو اسے۔!"

"یہی تو مصیبت ہے کہ نکالتے ہوئے دل دکھتا ہے۔!"

"اچھا یہ بتاؤ.... تم نے اب تک شادی کیوں نہیں کی....؟"

عمران کی شرمانے کی ایکٹنگ قابل داد تھی۔

"ہوں.... بتاؤ....!"

"کیا بتاؤں....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "شادی کر لوں تو پھر دوسری کرنے کو جی چاہے گا.... پھر تیسری.... پھر چوتھی.... کون پڑے اس جنجال میں....!"

"اب تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو....!" سر بہرام کا لہجہ دردناک تھا۔

"نہیں ہرگز نہیں.... آپ یقین کیجئے....!"

"ہاں.... یہ میری دوسری بیوی ہے.... پہلی بیوی کی موت کے بعد ہرگز شادی نہ کرتا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ شاید اسی سے کوئی بچہ ہو جائے۔"

"سر بہرام.... خدا کے لئے غلط نہ سمجھئے.... میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" سر بہرام نے کہا اور سر جھکا لیا.... تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا اور پھر اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا اب مجھے نیند آ رہی ہے۔!"

"سر بہرام.... مجھے افسوس ہے.... کہ میری وجہ سے آپ کو دکھ پہنچا.... پتہ نہیں کیوں میں کبھی کبھی سنک جاتا ہوں۔!" عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں معلوم کر ہی لوں گا کسی نہ کسی طرح کہ تم ایسے کیوں ہو....!" بہرام بولا۔

عمران ایسی شکل بنائے رہا جیسے اس جملے کا مفہوم اس کی سمجھ سے باہر ہو۔

بہر حال وہ وہاں سے چل پڑا تھا.... پورچ میں اس کی ٹوسیٹر موجود تھی۔ اسٹارٹ کر کے پھاٹک کے باہر نکلا.... اور گاڑی بائیں جانب موڑ دی.... رات کے نو بجے تھے.... سڑک قریب قریب سنسان ہی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ ایک تیز رفتار گاڑی کو جو پشت سے آرہی تھی راستہ دینا پڑا۔ وہ قریب سے نکلی چلی گئی اور پھر کچھ آگے جا کر اس کے بریک چرچرائے اور ایک دم رک گئی۔

عمران نے بھی بریک لگانے میں پھرتی نہ دکھائی ہوتی تو اس آڑھی کھڑی ہوئی گاڑی سے ٹکراؤ لازمی تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنی گاڑی سے اتر چکا تھا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں.... یہ میں ہوں۔!" گاڑی سے آواز آئی اور یہ لیڈی بہرام کی آواز کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"آپ.... یعنی کہ.... آپ....!" وہ کھڑکی کے قریب جا کر ہکلایا۔

"ہاں.... میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج تمہیں اپنا عجائب خانہ ضرور دکھاؤں گی۔!"

ایک موٹر سائیکل کے ہارن کی آواز پر عمران چونک کر مڑا.... اس کے نکلنے کے لئے راستہ نہیں تھا۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر کچے کی جانب اشارہ کیا.... اور پھر لیڈی بہرام کی طرف متوجہ ہو گیا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ موٹر سائیکل سوار کیپٹن فیاض ہی کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔

اس نے موٹر سائیکل کچے پر اتاری تھی اور آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

"لل.... لیکن....!" عمران ہکلایا۔

"لیکن .... ویکن کچھ نہیں.... میں جو کچھ بھی سوچتی ہوں کر گزرتی ہوں چلو میرے ساتھ۔!"

"کک.... کہاں....؟"

"جہاں میں لے چلوں....!"

"ہم وہاں واپس نہیں جائیں گے.... اور پھر عجائب خانہ یہاں اس عمارت میں تھوڑا ہی ہے.... وہ دوسری جگہ ہے.... یہاں بھی کچھ تھوڑی چیزیں رکھ چھوڑی ہیں میں نے۔!"

"لیکن سر بہرام....!"

"ختم بھی کرو۔ اگر تم احتیاط برتو گے تو انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ تم میرے بھی دوست ہو۔!"

"اچھا.... تو یعنی کہ....!"

"کچھ نہیں.... چپ چاپ میری گاڑی کے پیچھے چلے آؤ....!"

"جی بہت اچھا.... لیکن سر بہرام....!"

"اوہ.... تم فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہے.... میں دیکھ لوں گی۔ تم بیٹھو جا کر اپنی گاڑی میں۔!"

عمران اپنی گاڑی کی طرف لوٹ آیا۔

وہ اپنی گاڑی سیدھی کر چکی تھی.... تھوڑی دیر بعد دونوں گاڑیاں آگے پیچھے جا رہی تھیں۔

دوسری سڑک پر پہنچتے ہی عمران نے محسوس کیا کہ موٹر سائیکل اب بھی تعاقب میں ہے اس نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور چیونگم کچلنے لگا۔

لیڈی بہرام کی گاڑی کی رفتار خاصی تیز تھی.... اور وہ ایسی ہی سڑکوں سے گزر رہی تھی جن پر دن میں بھی زیادہ ٹریفک نہیں رہتا تھا۔

موٹر سائیکل کا ہیڈ لیمپ عقب نما آئینے میں برابر نظر آتا رہا۔

شاید تین یا چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد لیڈی بہرام کی گاڑی ایک عمارت کے قریب رکتی سی معلوم ہوئی تھی۔ عمران نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کرتے وقت موٹر سائیکل کا خیال رکھا۔ دونوں گاڑیوں کے رک جانے کے بعد موٹر سائیکل آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

لیڈی بہرام اپنی گاڑی سے اتری نہیں تھی.... اور نہ اس نے انجن ہی بند کیا تھا۔ ہارن دینے پر کسی نے کمپاؤنڈ کا پھاٹک کھولا اور گاڑی اندر رینگ گئی.... عمران کو بھی تقلید ہی کرنی پڑی.... اس کی گاڑی گزر جانے کے بعد پھاٹک دوبارہ بند کر دیا گیا۔

کمپاؤنڈ زیادہ وسیع نہیں تھا.... اور عمارت بھی مختصر ہی سی ثابت ہوئی لیڈی بہرام نے برآمدے کے قریب گاڑی روکی اور نیچے اتر گئی۔ عمران نے اپنی گاڑی روک تو دی تھی.... لیکن اندر ہی بیٹھا رہا تھا۔

"اب کیا گود میں لے کر اتارنا پڑے گا۔!" لیڈی بہرام نے قریب آ کر کہا۔

"اررر.... نن نہیں.... ایسا نہ کیجئے گا....!" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے نیچے اتر آیا۔

"چلو اب میرا منہ کیا تک رہے ہو....!"

"جی اچھا....!" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔

یہ نشست ہی کا کمرہ تھا۔ سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر جگہ جگہ خوب صورت پینٹنگز نظر آ رہی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ....!" لیڈی بہرام بولی۔

عمران نے کچھ ایسی ایکٹنگ شروع کر دی جیسے سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اسے کہاں بیٹھنا چاہئے۔

"ادھر بیٹھ جاؤ....!" لیڈی بہرام نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"جی بہت اچھا....!"

لیڈی بہرام خاموشی سے اُسے گھورتی رہی۔ عمران سر جھکائے بیٹھا تھا۔ لیکن احساس تھا کہ اسے ایک ٹک گھورے جا رہی ہے۔

میں سوچ رہی ہوں۔ وہ کچھ دیر بعد بولی۔ "تم اس عمر میں بھی اتنے معصوم کیوں نظر آتے ہو۔!"

"جج....جی....!" عمران چونک پڑا۔

"تمہارے چہرے پر اتنا بھولا پن کیوں ہے۔!"

"جی.... ای.... ای.... میں کیا بتاؤں....!" عمران نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا اور جھینپ کر سر جھکا لیا۔

"ادھر دیکھو.... میری طرف....!"

"جی....!" عمران نے سر اٹھایا.... نظریں ملیں اور عمران نے پھر شرما کر سر جھکا لیا۔

"تم اب تک کہاں پائے جاتے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلے تم سے کہیں ملاقات کیوں نہ ہوئی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

لیڈی بہرام کہتی رہی۔ "میں نے سنا ہے کہ تم نے کوئی پرانی گاڑی سر بہرام کے ہاتھ فروخت کی ہے۔!"

"مم... میں نے فروخت نہیں کی۔ انہوں نے زبردستی خریدی ہے۔ میں نہیں بیچنا چاہتا تھا۔!"

"مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا....!"

عمران پھر خاموش رہا۔

"یہ میرا حقیقی عجائب خانہ ہے۔!" وہ کچھ دیر بعد بولی اور عمران چاروں طرف دیکھنے لگا۔

وہ ہنس پڑی.... عمران کے چہرے پر حیرت کے آثار دکھائی دیئے۔

"تعجب نہ کرو.... یہاں تمہیں میرے علاوہ اور کوئی چیز عجیب نظر نہ آئے گی۔!"

"جج....جی.... میں نہیں سمجھا....!"

"کیا واقعی اتنے ہی بھولے ہو....!" لیڈی بہرام نے کہا اور اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ نشیلی نظر آنے لگیں۔

"مم.... میں.... مطلب یہ کہ....!"

"خیر.... چھوڑو.... کیا پیئو گے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا.... میں کیا کروں....!" عمران اپنی پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....!"

"سر بہرام نے بٹیریں کھلانے کے لئے ریوالور نکال لیا تھا.... اور اب آپ کچھ پلانے کو کہہ رہی ہیں۔!"

"ریوالور نکال لیا تھا۔!" لیڈی بہرام نے حیرت سے دہرایا۔

"جی ہاں.... میرا ہارٹ فیل ہوتے ہوتے بچا....!"

آخر بات کیا تھی....؟"

"مم مجھے بٹیروں سے گھن آتی ہے.... میں نے کہا میں نہ کھا سکوں گا۔ کہنے لگے کھانی پڑیں گی.... میں نے کہا واہ یہ اچھی زبردستی ہے۔ بس مشتعل ہو کر ریوالور نکال لیا۔ کہنے لگے گولی ماردوں گا.... جی ہاں....!"

"مجھے حیرت ہے....!"

"کیا وہ کبھی کبھی صحیح الدماغ نہیں رہتے۔!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔!"

"کہنے لگے تم بھی میری ہی طرح سنکی ہو.... بھلا آپ ہی بتائیے کیا میں آپ کو سنکی معلوم ہوتا ہوں۔!"

"ہرگز نہیں.... تم تو اچھے خاصے ہو.... بہت پیارے۔!"

"ارے نہیں....!" عمران نے پھر شرما کر سر جھکا لیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر لیڈی بہرام نے کہا۔ "یہ میرا قطعی نجی مکان ہے۔ چلو تمہیں دکھاؤں۔!"

عمران اٹھ گیا۔ نشست کے کمرے سے وہ ڈرائنگ روم میں آئے۔

"تم بہت خاموش ہو.... اب کچھ دیر یہاں بیٹھو.... تم نے بتایا نہیں کہ رات میں کون سی پیتے ہو۔!"

"بھینس والی....!"

"کیا مطلب....؟"

"ڈیڑھ پاؤ گرم گرم دودھ پی کر سو جاتا ہوں۔!"

"احمق....!" وہ مسکرائی۔

عمران چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا سچ مچ نہیں پیتے....!"

اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔!

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"میری دانست میں تو پینا ہی بڑی عجیب بات ہے....!"

"کیوں....!"

"اچھے بھلے آدمی کی مدہوشی.... مدہوشی جو خود ہی اپنے اوپر مسلط کی جائے حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔!"

"کبھی پی کر دیکھو.... پھر ایسی باتیں نہیں کرو گے۔!"

"میرا خیال ہے کہ پی کر آپ کو اخلاقیات پر لکچر پلانے لگوں گا.... میرے انکل تو پی لینے کے بعد خدا کے سب سے نیک بندے بن جاتے ہیں.... گھر کے کتے تک کو اخلاقیات کا درس دے ڈالتے ہیں۔"

"چچا پیئے.... اور بھتیجا محروم.... یہ تو اچھی بات نہیں....!"

"جی ہاں....!"

"ختم کرو یہ باتیں.... میں تمہیں کیسی لگتی ہوں۔!"

"آپ....!" عمران ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"ہاں.... ہاں.... خاموش کیوں ہو گئے۔!"

"جی میں کیا بتاؤں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے۔

"کیا میں بد صورت ہوں....!"

"نن.... نہیں.... جی نہیں.... ہرگز نہیں....!"

"تو پھر اتنے دور کیوں بیٹھے ہو.... میرے قریب آؤ....!"

"وہ... وہ... غالباً میں نے... میٹرک میں پڑھا تھا کہ خوبصورتی دور سے دیکھنے کی چیز ہے۔!"

"لکھنے والا گھامڑ تھا....!"

"تو پھر رہا ہوگا.... مجھے کیا....!"

"یہاں.... ادھر.... اس کرسی پر آؤ....!"

"مم.... مطلب یہ ہے....!"

"ڈرو نہیں.... سر بہرام یہاں سے میلوں دور ہیں۔!"

"لل.... لیکن....!"

"تم عجیب آدمی ہو....!" وہ جھنجھلا گئی۔

عمران کچھ نہ بولا.... وہ اسے گھورتی رہی.... پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "اچھی بات ہے میں خود ہی آرہی ہوں تمہارے پاس....!"

"وہ.... وہ.... دیکھئے.... سر بہرام....!"

"سر بہرام کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہوگا کہ تم یہاں ہو... یہ عمارت انکے علم میں نہیں ہے۔!"

"اوہو....!"

"تمہیں اس پر حیرت ہے....!"

"جی ہاں.... بہت زیادہ....!"

"کیا ضروری ہے کہ وہ میری زندگی کے ہر پہلو سے باخبر ہوں....!"

"لیکن اتنا بے خبر بھی نہ ہونا چاہیے۔!"

"ارے تم کہاں کی باتیں نکال بیٹھے ہو.... تمہیں اس سے کیا سروکار....!"

"وہ میرے دوست ہیں....!"

"کتنے عرصے سے....!" لیڈی بہرام کا لہجہ بے حد تلخ اور طنزیہ تھا۔

"زیادہ دن نہیں ہوئے۔!"

"تم آخر.....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ غالباً کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

عمران کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔

اس عمارت کی چار دیواری اتنی اونچی تھی کہ کھڑکی سے سڑک نہیں دکھائی دیتی تھی۔

اس نے محسوس کیا کہ لیڈی بہرام اس کے بہت قریب آگئی ہے۔ اس کا جسم اس کے شانے سے مس ہونے لگا۔

"ارے.... ارے.... تم کانپ کیوں رہے ہو.....!" لیڈی بہرام ہنس پڑی۔

"مم.... میرا.... سس.... سر چکرا رہا ہے.....!" عمران گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"بدھو.....!"

"یقین کیجئے.... ارے.... ارے میں.... گرا.... مم.... گگ.... گرا....!" وہ جھومتا ہوا فرش پر آگرا۔

لیڈی بہرام اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر آوازیں دے رہی تھی۔

لڑکی نے صفدر کو اپنا نام ماؤلین بتایا تھا.... سوئیڈن کی باشندہ تھی۔

اس سے زیادہ اور کچھ نہ معلوم کر سکا۔ دراصل دوسرے احکامات ملنے تک وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

پچھلی شام انہوں نے ایک اچھے ہوٹل میں گزاری تھی.... رات گئے تک وہ دونوں رقص کرتے رہے تھے۔ وہ کئی قسم کے رقص بڑی خوبی سے کر سکتی تھی۔ صفدر بھی اناڑی نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھول گئی تھی کہ صفدر تک کس طرح پہنچی تھی۔ صفدر نے تو یہی محسوس کیا تھا جیسے اب اس کے ذہن پر اس کے بارے میں کوئی بُرا اثر باقی نہ رہا ہو۔!

رات گئے وہ ہٹ میں واپس آئے تھے۔ صبح کو وہ پھر بیزار بیزار سی دکھائی دی۔ صفدر نے سبب پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔! اس وقت وہ ناشتے کی میز پر تھے۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو.....!" ماؤلین نے اس سے پوچھا اور صفدر دل ہی دل میں عمران کو بُرا بھلا کہنے لگا.... آخر کیا بتائے اسے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

"تم آخر پریشان کیوں ہو..... کیا تمہیں یہ ایڈونچر پسند نہیں آیا....!"

"ایڈونچر..... کہیں تم پاگل تو نہیں ہو گئے.....؟"

"کیوں.... پاگل کیوں.....!"

"ارے تو کیا میں نے اپنی خوشی سے یہ سب کچھ کیا ہے کہ اسے ایڈونچر سمجھوں۔!"

"کیا تمہیں کسی بات پر مجبور کیا جا رہا ہے۔!"

"یقیناً.... تم صحیح الدماغ نہیں ہو..... میں نہیں جانتی تم کون ہو۔ تم نے میری مرضی کے بغیر اپنے ساتھ رکھ چھوڑا ہے مجھے اور پھر بھی مجھے مجبور نہیں سمجھتے۔!"

"میں کہتا ہوں خواہ مخواہ اپنے ذہن کو نہ تھکاؤ آج ہم بقیہ دن کسی اچھے ساحل پر گزاریں گے۔!"

"نہیں.... پہلے تم مجھے مقصد بتاؤ.....!"

"تمہیں قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں....!"

"کتنے عرصے تک دیکھو گے.....!"

"اگر ساری زندگی دیکھتا رہوں تب بھی شاید جی نہ بھرے۔!"

"ایسی باتوں سے مجھے مطمئن نہیں کر سکتے۔!"

"چھوڑو بھی کہاں کی باتیں لے بیٹھیں.... یہ جھینگے کھاؤ.... اس جزیرے کے جھینگے بے حد لذیذ ہوتے ہیں۔!"

وہ پیشانی پر شکنیں ڈالے کھاتی رہی۔

صفدر نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں سمجھا تھا کہ تمہاری گمشدگی کے بارے میں اخبار قیامت برپا کر دیں گے.... لیکن میں نے کسی اخبار میں معمولی سی خبر بھی نہیں دیکھی۔!"

"اخبارات کو ایک غیر ملکی لڑکی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"تمہارے سفارت خانے کو تو باقاعدہ طور پر تمہارا حلیہ جاری کرانا چاہئے تھا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو.....!"

"کچھ بھی نہیں..... صرف حیرت ظاہر کر رہا ہوں۔!"

وہ اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔!"

"اوہو.... خطرہ.... ہونہہ....!" صفدر تضحیک آمیز انداز میں مسکرایا۔

"میرے بعض دوست تمہاری تلاش میں ہوں گے۔!"

"لیکن وہ مجھے شہر میں ہی تلاش کر رہے ہوں گے.... اس جزیرے کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہ سکے گا۔!"

"اس بھول میں نہ رہنا.... وہ خطرناک لوگ ہیں۔!"

"اگر میں ذرہ برابر بھی کسی سے خائف ہوتا تو پچھلی رات اس طرح اس ہوٹل میں تمہارے ساتھ رقص نہ کرتا رہتا۔!"

"ہر بے وقوف آدمی تمہاری ہی طرح دلیر ہوتا ہے۔!"

"میں کہتا ہوں.... اب ختم بھی کرو.... اس قصے کو.... میں آنے والے لمحات کے بارے میں کچھ سوچنے کا عادی نہیں۔!"

"پتہ نہیں کیوں مجھے تم سے ہمدردی ہے۔!"

"بس تو پھر....!"

"نہیں.... میری پوری بات سنو.... تم اپنی اس حرکت کے باوجود بھی ابھی تک ایک اچھے آدمی ثابت ہوئے ہو....!"

"ہوں.... تو پھر....!"

"میں قطعی پسند نہ کروں گی.... کہ تم مار ڈالے جاؤ....!"

"بہت عرصے سے موت کی تلاش میں ہوں....!" صفدر بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"یقین کرو.... میں جھوٹ نہیں کہہ رہی۔!" وہ جھلا کر چیخی۔

"اچھی بات ہے.... میں نے یقین کر لیا.... کہ میں مار ڈالا جاؤں گا۔!"

"اور تمہیں اس سے ذرہ برابر خوف نہیں معلوم ہوتا۔!"

"اگر تمہارے وہ دوست میرے ہی ہم وطن ہیں تو کم از کم مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکیں گے۔!"

"نہیں وہ بھی میری ہی طرح غیر ملکی ہیں۔!"

"تب تو مجھے انہیں مار ڈالنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوگی۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" اس نے جھلا کر کہا اور کافی کے بڑے بڑے گھونٹ لینے لگی۔

دوسری صبح عمران نے محسوس کیا کہ وہ اس عمارت میں قیدی ہے۔ بڑے اطمینان سے اس نے پچھلی رات بیہوشی میں بسر کی تھی اور لیڈی بہرام کی زبان سے اپنے لئے کبھی بے بسی کے کلمات سنے تھے اور کبھی گالیاں کھائی تھیں۔

اسے ہوش میں لانے کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ کبھی ناک میں بتی کرتی اور کبھی ایسی سخت قسم چٹکیاں لیتی کہ عمران کی بھنچی ہوئی آنکھوں میں تارے ناچ ناچ اٹھتے.... لیکن نہ تو اس کو چھینکیں آئی تھیں اور نہ تکلیف کی شدت سے وہ بلبلایا ہی تھا۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ ایسی زبردست چٹکیاں تو کسی بھینس کو بھی فارسی بولنے میں مجبور کر سکتی تھیں۔

پھر تھک ہار کر لیڈی بہرام نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا تھا اور اس نے وہ رات ڈائیننگ روم کے ٹھنڈے فرش پر بسر کی تھی۔

صبح بھی کسی نے اسے وہاں سے اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی خود ہی اللہ کا نام لے کر اٹھ بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ دیکھیں ناشتے میں کیا ملتا ہے۔

اٹھ کر ٹہلتا ہوا نکاسی کے دروازے تک آیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں رائفل کی نالی سینے سے آلگی.... اور ایک خون خوار پٹھان کا چہرہ دکھائی دیا۔

"ساب....! باہر نہیں جا سکتا....!" اس خونخوار چہرے سے غراہٹ منتشر ہوئی۔

"اچھا ساب....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ذرا دوڑ کر چار آنے کی نہاری اور دو عدد توری روٹیاں لیتے آؤ.... کیونکہ ہم قبض شدید میں مبتلا ہیں۔!"

"خوچہ.... ادھر نہاری نہیں ملتا ساب....!"

"اچھا تو پھر ہمارے کفن کا انتظام کرو....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کیونکہ پچھلی رات ہم بٹیر بازی میں پڑ کر اپنی مٹی پلید کر بیٹھے تھے۔"

"ادھر کفن دفن بھی نہیں ہوتا.... تم اندر بیٹھو ساب....!"

"کھانے پکانے کا رواج بھی ہے ادھر یا نہیں....!"

"اَم کچھ نہیں جانتا....!"

"لیڈی صاحبہ کدھر ہیں....!"

"اَم نہیں جانتا....!"

"تمہاری شادی ہو گئی ہے یا نہیں۔!"

"ابی نئی....!"

"اللہ نے چاہا تو ہو جائے گی۔!"

پٹھان کچھ نہ بولا۔ عمران کہتا رہا۔ "ایسے ایسے تعویز ہیں ہمارے پاس کہ بس کیا بتائیں۔!"

"خوچہ ساب ایک تعویز اَمے بی دیو....!"

"ضرور.... ضرور.... کیسا تعویز چاہتے ہو....!"

"امارا والد کا شادی ہو جائے۔!"

"والد کا شادی....!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"ہاں.... ساب.... اسے بہت شوک ہے....!"

"اور تمہیں....!"

"اَم تو ابھی بچہ ہے ساب....!"

"اے اللہ.... ایسی خوف ناک مونچھوں والا ایک بچہ ہمیں بھی عطا کر۔!"

"خوچہ ساب.... اندر جاؤ.... بیگم ساب آ گیا تو....!" اور دوسری طرف مڑ گیا۔

عمارت کے کسی گوشے میں غالباً ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

عمران نے تیزی سے آواز کی جانب قدم بڑھائے.... اور وہیں جا پہنچا جہاں فون تھا.... گھنٹی اب بھی بج رہی تھی۔!

"ہیلو....!" اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہلو.... ہاؤ ڈو یو ڈو....!" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔

"ناشتے کی تلاش میں ہوں....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پیٹ بھر لینے کے بعد تم بیہوش ہو جاتے ہو.... اس لئے کھانا بارہ بجے رات سے پہلے نہیں ملے گا۔!"

"میں ناشتے کی بات کر رہا ہوں.... کھانے کی نہیں۔!" عمران روہانسی آواز میں بولا۔

"فضول باتیں مت کرو....!" دوسری طرف سے آواز آئی.... اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اس نے ٹھنڈی سانس لے کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

پھر جیبیں ٹٹول کر چیونگم کے دو پیکٹ نکالے اور انہیں اس طرح دیکھتا رہا جیسے اندازہ کرنا چاہتا ہو کہ دن بھر ساتھ دے سکیں گے یا نہیں۔!

فون کی گھنٹی پھر بجی.... اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

اس بار بھی دوسری طرف سے لیڈی بہرام ہی بول رہی تھی۔

"تم اتنے بنتے کیوں ہو....!" اس نے کہا۔

"اب اس وقت تو بھوک کے مارے بگڑا جا رہا ہوں....!"

"تمہاری بے ہوشی بالکل بکواس تھی....!"

"بے ہوشی کا مطلب ہے خاموشی... اور خاموشی کو کسی طرح بھی بکواس نہیں کہا جا سکتا۔!"

"میری بات سنو....!"

"سناؤ....!"

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں اتنے دنوں سے تمہارے ہی لئے بھٹکتی رہی ہوں۔!"

"بات پوری ہوئی یا نہیں....!"

"بات کبھی پوری ہوتی ہے....!"

"اب میری بھی ایک بات سنو....!" عمران نے کہا۔ "آخر تم دونوں الگ الگ کیوں میری مرمت کر رہے ہو.... ایک ساتھ مل کر ایک دم قیمہ کر ڈالو....!"

"مجھے سمجھنے کی کوشش کرو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ضرور سمجھوں گا.... وعدہ کرتا ہوں....!"

"کیا واقعی تم بھوکے ہو....!"

"میں اب کچھ بھی نہ کہوں گا....!"

"اچھا میں آ رہی ہوں....!" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!

عمران ریسیور رکھ کر اس کمرے سے ہٹ آیا.... پچھلی رات وہ ڈائننگ روم ہی میں ڈھیر

ہو گیا تھا اس لئے پوری عمارت کا جائزہ نہیں لے سکا تھا۔ اس وقت وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔!"

دس منٹ تک ادھر اُدھر چکراتے رہنے کے بعد وہ ایک ایسے کمرے میں پہنچا جسے نگار خانہ کہنا چاہئے.... یہاں تصاویر اور بتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔!

ایک نامکمل تصویر بھی ایزل پر موجود تھی۔

"اوہ.... تو محترمہ.... مصور بھی ہیں....!" وہ بڑبڑایا۔

"ہاں.... میں مصور بھی ہوں....!" پشت سے آواز آئی۔ عمران تیزی سے مڑا... لیڈی بہرام دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"اور.... تمہاری ایک بہت خوب صورت تصویر بناؤں گی.... بہت عرصہ سے ایسے ہی کسی معصوم چہرے کی تلاش تھی جیسا تمہارا ہے۔!" اس نے کہا۔

"اور مجھے اس وقت صرف ایک کپ کافی اور ایک آدھ سینڈوچ کی تلاش ہے....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"میں نے بھی ابھی تک ناشتہ نہیں کیا.... ہم یہیں بیٹھ کر ناشتہ کریں گے یہاں میں اپنا زیادہ تر وقت اسی کمرے میں گزارتی ہوں....!" اس نے کہا اور وہ باسکٹ میز پر رکھ دی تھی جسے ابھی تک ہاتھ ہی میں لٹکائے کھڑی رہی تھی۔

عمران مُربھکوں کی طرح اس باسکٹ پر ٹوٹ پڑا۔ کافی کا تھرموس تو اوپر ہی نظر آ رہا تھا۔ اس کے نیچے سینڈوچ تھے اور کچھ مٹھائی بھی۔!

"میں اداسیوں کا شاہکار ہوں!" لیڈی بہرام کہہ رہی تھی۔ "مصوری مجھے سکون بخشتی ہے۔!"

"کافی کا ایک کپ اور ایک سینڈوچ دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔!" عمران بولا۔ "بھوک مجھے نڈھال کر دیتی ہے اور یہ ساری کائنات میری نظروں سے ایک عظیم دلدلی خطہ بن کر رہ جاتا ہے۔!"

"اس وقت تو تم بڑے مزے کی باتیں کر رہے ہو! رات بالکل ایڈیٹ معلوم ہو رہے تھے۔!"

"بھوک مجھے بے حد سمارٹ بنا دیتی ہے۔!"

"تب پھر اس ناشتے کو اپنی زندگی کا آخری ناشتہ تصور کرو۔!"

"ارے باپ رے....!"

"ہوں.... ہوں....!"

"لعنت ہو مجھ پر.... میں جب بھی سوچ سوچ کر گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہوں اسی طرح پڑا ہو جاتا ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ارے بکواس کر رہا تھا یونہی.... بھوک تو اچھے اچھے رستوں کو پچھاڑ دیتی ہے.... میں کس بت کی ادرک ہوں۔!"

"ادرک نہیں مولی کہتے ہیں....!"

"مولی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں....!"

"فضول بکواس مت کرو.... ارے تم نے تو سارے سینڈوچ صاف کر دیئے.... اب میں کیا ماؤں گی۔!"

عمران کافی کا دوسرا کپ لے رہا تھا۔

"ادھر لاؤ تھرموس....!" وہ اس سے تھرماس چھینتی ہوئی چنچنائی۔ "اب مجھے بھوکا ہی رہنا پڑے گا۔!"

"تبدیل کر دوں اس نگار خانے کو باورچی خانے میں۔!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکومت....!"

"تصویریں پیٹ نہیں بھرتیں.... روٹیاں پکانا سیکھئے....!"

"اب خاموش رہو.... ورنہ!" لیڈی بہرام نے کہا۔ اسے صرف کافی ہی پر قناعت کرنی لد کھانے کے لئے عمران نے کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا۔

"تھوڑا سا آرٹسٹک سنس بھی ہوتا تم میں تو جواب نہیں تھا تمہارا۔!" لیڈی بہرام بولی۔

"یہ کس قسم کا سنس ہوتا ہے....!"

"مطلب یہ کہ کھانے پر اس طرح گرنا دھقانیت ہے....!"

"اوہ.... آرٹسٹک سنس.... واقعی یہ چیز میرے بس کی نہیں....! ایک شاعر سے واقف ں جو میر کے رنگ میں شاعری کرتے ہیں اور جعفر زٹل کی شاعری سے متاثر ہو کر نثر لکھتے

ہیں۔ یہ تو ہوا آرٹ.... اور غالباً آرٹسٹک سنس اس کو کہیں گے کہ خواتین کے رسائل میں بڑی اپنی نوجوانی کی تصویر چھپواتے ہیں....!"

"ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "مجھے تم کریک معلوم ہوتے ہو۔!"

"تو پھر میں اپنے بارے میں اسے فیصلہ سمجھ لوں....!"

"کیا مطلب....؟"

"سر بہرام کا بھی یہی خیال ہے کہ میں کریک ہوں....!"

"اچھا ایک بات بتاؤ.... گاڑی کا کیا قصہ تھا.... میں نے سنا ہے تم نے اس شرط پر گاڑی فروخت کی تھی کہ وہ دن میں کم از کم ایک بار اسے دیکھ لینے کی اجازت تمہیں دے دیں۔!"

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور مغموم انداز میں سر ہلانے لگا۔

"یہ کیسی شرط ہے....؟"

"بس یونہی.... میں اسے جدا نہیں کرنا چاہتا تھا.... لیکن اس کے رکھ رکھاؤ کے سلسلے میں بھیک مانگنے تک کی نوبت آگئی تھی۔!"

"کیوں نہیں جدا کرنا چاہتے تھے۔!"

"بس کیا بتاؤں لوگ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں.... لیکن میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں۔!"

"آخر بات کیا ہے....؟"

"ایک لڑکی میرے ساتھ پڑھتی تھی۔ میرا بڑا خیال رکھتی تھی۔ کہتی تھی تم میرے دوست ہو.... مجھے شرم آتی تھی سوچ کر.... لڑکے کی دوست لڑکی.... پھر اس کے باپ کا انتقال ہو گیا.... اور اس کی شادی ہونے لگی تو اس کی ماں نے مجھ سے کہا کہ گاڑی بکوا دو.... کون خریدتا اس کھٹارے کو.... میں نے ہی خرید لی۔!"

"ہوں.... تو تمہیں اس کی لڑکی سے محبت تھی!" لیڈی بہرام ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"پپ.... پتہ نہیں....!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور اسی لئے تم روزانہ اس گاڑی کا دیدار کرنا چاہتے ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"کیا تم خود اس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔!"

"ارے نہیں تو....!"

لیڈی بہرام اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "ہر دل میں ایک کانٹا ہے.... ہر دل میں ایک دیا روشن ہے۔!"

عمران ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"بہت بڑی ٹریجڈی....!" لیڈی بہرام اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ "اس سے بڑی ٹریجڈی اور کیا ہو سکتی ہے.... کہ تم خود کو نہیں سمجھ سکتے۔!"

"یہ.... ساری تصویریں آپ کی بنائی ہوئی ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں....!" وہ مغموم آواز میں بولی۔

"اور یہ مجسمے بھی....!"

"ہاں.... ہاں.... میرے ہی بنائے ہوئے ہیں.... لیکن سب نہیں....!"

"وہ.... کانا بت.... عجیب ہے.... پہلی نظر میں تو مجھے وہ کوئی بوڑھا آدمی معلوم ہوا تھا۔"

"وہ پلاسٹک کا بنایا گیا ہے.... تم اس کے گال چھو کر دیکھو.... کتنے نرم ہیں.... آئیڈیا میرا ہی تھا.... ایک پلاسٹک مولڈنگ فیکٹری نے میرے لئے بنایا ہے.... پھر دوسرا نہ بن سکا.... کیونکہ سانچہ میں نے اپنے ہاتھ ہی سے توڑ دیا تھا۔!"

"دوسری آنکھ کیا ہوئی.... یا کانا ہی ہے....؟"

"جب دل چاہتا ہے.... دوسری آنکھ بھی لگا دیتی ہوں.... یہ دیکھو....!"

اس نے بلاؤز کے گریبان سے شیشے کی ایک آنکھ نکال کر بت کی آنکھ کے حلقے میں فٹ کر دی۔

"بالکل.... جاندار.... بالکل جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے.... اور یہ جوگیوں جیسا لباس کیوں پہنا رکھا ہے۔!"

"بس یونہی.... اس چہرے کے لئے یہی لباس مناسب ہے....!"

"لیکن آپ اس کی ایک آنکھ نکال کیوں لیتی ہیں....!"

"بس یونہی تبدیلی کی خاطر....!"

"جی نہیں.... میں سمجھ گیا....!" عمران ہنسنے لگا۔

"کیا سمجھ گئے.....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"آپ چاہتی تھیں کہ میں صبح ہی صبح اس کانے بت کو دیکھوں اور میرا پورا دن نحوستوں میں گزر جائے۔!"

لیڈی بہرام اس ریمارک پر صرف مسکرائی تھی.... کچھ بولی نہیں تھی۔

اس نے دوسری آنکھ پھر نکال کر اپنے بلاؤز کے گریبان میں ڈال لی۔

"اور اگر کہیں.... گر گئی تو....!"

"نہیں گر سکتی.... تم خود دیکھ لو....!"

"ج.... جی.... ہاں.... ٹھیک ہے ٹھیک ہے....!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"اوہ.... میں بھول گئی تھی....!" لیڈی بہرام مسکرائی.... "مجھے تم سے اتنا قریب نہ ہونا چاہئے کہ تم پھر بے ہوش ہو جاؤ۔!"

"جی ہاں.... کبھی کبھی.... سر چکراتا ہے.... آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے پھر مجھے پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہوا....!"

"تم جھوٹے ہو.... بنتے ہو....!"

"ارے.... ارے.... بھلا میں جھوٹ کیوں بولوں گا....!"

"ڈرپوک ہو تم.... بزدل....!"

"ارے باپ رے.... آخر کیوں....؟"

"گدھے ہو....!" وہ جھلا گئی۔

عمران نے اس طرح سر جھکا لیا جیسے سچ مچ گدھا ہی ہو....! پھر چونک کر بولا۔ "مجھے جانا چاہئے.... اب میں جاؤں گا....!"

"ایک شرط پر....!"

"وہ کیا....؟"

"رات کو ٹھیک نو بجے یہاں پہنچ جاؤ گے۔!"

"کیوں....؟"

"تم اب میرے بھی دوست ہو گئے ہو نا....!"

"لیکن.... میں اسے ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ سر بہرام کی دوستی سے محروم ہو جاؤں....!"

"جب ہم یہاں ملیں گے تو انہیں پتہ ہی نہ چلے گا.... وہاں اگر کبھی سامنا ہو جائے تو اجنبی بنے رہنا۔!"

"لیکن.... آخر ان کے اور آپ کے دوست مشترک کیوں نہیں ہیں....!"

"میں کیا جانوں.... میں تو ان کے دوستوں کو پسند کرتی ہوں....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بولو.... وعدہ کرتے ہو کہ ٹھیک نو بجے یہاں پہنچ جاؤ گے....!"

"میں کیا بتاؤں.... شام کو وہ شطرنج کی بازی جماتے ہیں.... اور آپ جانتی ہیں کہ شطرنج کی بازی کا کچھ ٹھیک نہیں ہوتا.... پتہ نہیں کب ختم ہو....!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... تمہیں یہاں پہنچنا ہے.... ٹھیک نو بجے....!"

"میں کوشش کروں گا کہ بازی طویل نہ ہو....!"

"اچھا.... اب جاؤ.... چوکیدار اب تمہیں روکے گا نہیں....!"

عمران کمرے سے باہر نکلا اور پشت پر دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔! مڑ کر دیکھا.... لیڈی بہرام کمرے ہی میں رہ گئی تھی اور اسی نے دروازہ بند کیا تھا۔

وہ صدر دروازے پر رکا.... باہر پٹھان چوکیدار موجود تھا لیکن اس نے اسے باہر جانے سے روکا نہیں.... نہایت ادب سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

ٹوسیٹر برآمدے کے قریب ہی کھڑی ملی.... پھاٹک اس وقت کھلا ہوا تھا۔

ٹوسیٹر سڑک پر آئی تو کچھ ہی دور چلنے کے بعد عقب نما آئینے کے ذریعے عمران کو تعاقب کا علم ہو گیا۔ اس وقت بھی پچھلی رات ہی کی طرح ایک موٹر سائیکل ٹوسیٹر کا تعاقب کر رہی تھی۔

عمران کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی.... اور اس نے لاپروائی سے سر کو جنبش دے کر گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

جلد سے جلد کسی ایسی جگہ پہنچنا چاہتا تھا جہاں سے کیپٹن فیاض کو فون کر سکتا۔

تلاش کسی پبلک ٹیلی فون بوتھ کی تھی.... ویسے کسی دوکان سے بھی یہ کام ہو سکتا تھا لیکن
بعض حالات کی بنا پر اس نے اسے مناسب نہ سمجھا۔

بالآخر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے اس نے گاڑی روک دی۔ اتفاقاً بوتھ خالی ہی ملا
اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے چٹخنی چڑھا دی۔ کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔
دوسری طرف سے اسی کی آواز آئی۔

"فیاض....!"

"کون ہے....؟"

"آہا تو اب تم میری آواز بھی نہیں پہچان سکتے۔!"

"کیا بات ہے....؟"

"یہ تمہارے آدمی کیا گھاس کھا گئے ہیں....!"

"کیوں....؟"

"ان سے کہو کہ میرے پیچھے موٹر سائیکل دوڑانے سے کیا فائدہ کسی مہ لقا کا تعاقب کریں اور
داخل حسنات ہوں.... ورنہ پھر دوسری آنکھ....!"

"کیا....؟"

"دوسری آنکھ....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"تمہارے فائدے کی بات ہے پیارے.... فائیل آر زیرو تھری.... ٹونٹی ایٹ دیکھو۔
ایک بار پھر ذہن نشین کر لو.... دوسری آنکھ....!"

"عنقریب تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔!"

"میں جواب دہی کر لوں گا لیکن تم میری بات بھی تو سنو۔ فائیل آر زیرو تھری ٹونٹی ایٹ!"

"میرے شعبے کا فائیل نہیں ہے....!"

"مطلب یہ کہ.... اس کے لئے مجھے کس سے گفتگو کرنی پڑے گی۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... محکمے کے راز....!"

"اوہو.... خفا ہونے کی ضرورت نہیں پیارے بھائی.... میں جانتا ہوں تم کس بات

ناراض ہو....!"

"میرا وقت نہ برباد کرو....!"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے.... یہ سیریز تمہارے ہی سیکشن میں تھا....!"

"اب نہیں ہے....!"

"پھر بتاؤ نا اب کہاں ہے....!"

"پولٹیکل میں.... پچھلی رات تم کہاں تھے۔!"

"بہت اچھے.... کیا تمہارے آدمیوں نے تمہیں بتایا نہیں ہو گا۔!"

"میں رحمان صاحب کو مطلع کر رہا ہوں کہ تم نے رات کہاں گزاری تھی۔!"

"ضرور.... ضرور.... اور پولٹیکل براہ راست انہیں کے تحت ہے۔!"

"جب جانتے ہو تو کیوں میرے کان کھا رہے ہو۔!"

"اس زمانے میں جب میں آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹیز تھا یہ فائیل میرے مطالعہ میں رہ چکا تھا۔
بعض چیزیں جو میرے انٹرسٹ کی تھیں ان کا دھندلا سا عکس اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے
اسی عکس میں دوسری آنکھ بھی شامل ہے۔!"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے....!"

"فیاض.... شہر عنقریب جہنم کا نمونہ بننے والا ہے.... میری پیشینگوئی یاد رکھنا.... تمہارے
لئے دشواریاں ہی دشواریاں ہوں گی....! ایسی حرکتیں نہ کرو.... کہ لیڈی بہرام ہوشیار ہو جائے
.... مجھے یقین ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں ہدایات ملی ہوں گی.... لیکن تم یہ سب کچھ
میری ضد میں کر رہے ہو....!"

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں....!"

"ابھی نہیں.... لیکن ٹھہرو.... میں تم سے مل سکوں گا لیکن اسی صورت میں جب تمہارے
ساتھ وہ فائیل بھی ہو....!"

"میں کچھ نہیں کر سکتا.... کسی طرح بھی میری پہنچ نہیں ہو سکتی اس فائیل تک....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر اپنے لئے بے شمار دشواریوں کے منتظر رہو....!"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو....!"

"اس کا تعلق میری ذات سے ہرگز نہیں.... بلکہ دوسری آنکھ....!"

"ختم کرو یہ بکواس....!" فیاض نے کہا اور ساتھ ہی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

عمران نے ٹیلی فون کا ریسیور رکھ دیا۔

اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔!

ختم شد

عمران سیریز نمبر 49

آنکھ شعلہ بنی

(دوسرا حصہ)

پیشرس

"آنکھ شعلہ بنی" حاضر ہے! کسی قدر تاخیر ہوئی۔ لیکن یہ تاخیر لکھنے کی رفتار کو دیکھتے ہوئے کچھ ایسی تشویشناک بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے بھی زیادہ تاخیر ہوتی رہی ہے۔ آہستہ آہستہ میں اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس کوشش کے نتیجے میں ملنے جلنے والے مجھے کسی حد تک بداخلاق بھی سمجھنے لگے ہیں کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی بددماغ سمجھ بیٹھیں گے کیونکہ میں عنقریب اپنے دفتر کے اوقات میں ملنے جلنے والوں کے لئے وقت کا تعین کرنے والا ہوں۔!

یار لوگ کہیں گے...... سنا میاں اب انگریز ہوگئے ہیں! وہ دن بھول گئے جب لالو کھیت میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے تھے......! اب ملنے جایئے تو کہلوا دیتے ہیں...... لکھ رہا ہوں...... فلاں وقت آیئے گا۔!

یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر ایک شخص وقت کی قدر کرتا ہے تو دوسرے اسے بددماغ کہنے یا سمجھنے لگتے ہیں! انگریز والی پھبتی تو عام ہے ایسے افراد کے لئے اکثر بعض ذمہ دار شخصیتوں کے بارے میں کچھ اس قسم کے مکالمے سننے میں آئے ہیں میاں وہ دن

بھول گئے جب ان کے دادا حضور کی تیل مالش کیا کرتے تھے آج دفتر ملنے گئے تو چپڑاسی سے کہلوا دیا کہ صاحب مشغول ہیں۔ ہونہہ...... ٹکڑ گدے کہیں کے......

صاحب آپ کا فرمانا برحق کہ اس ٹکڑ گدے کے دادا آپ کے دادا حضور کی تیل مالش کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ ٹکڑ گدا اپنے وہ فرائض انجام دے جو ملک و قوم نے اس کے سپرد کئے ہیں۔ یا آپ کے مکھن پالش کو بیٹھا سراہا کرے...... آخر آپ کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ وہ اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں آپ کے دادا حضور کا حق نمک ادا کرنے کا مجاز نہیں...... اور اگر ایسا کرتا ہے تو اللہ تک کو دھوکا دے رہا ہے۔!

خدارا اپنی ذہنیتیں درست کیجئے!...... معاشرے میں اپنا اور دوسرے کا مقام پہچاننے کی کوشش کیجئے! ورنہ قوم کی حالت ہزار سال میں بھی نہ سدھر سکے گی......

میرے پاس یہی ایک ذریعہ ہے! آپ سے براہِ راست گفتگو کرنے کا...... لہٰذا آج جبکہ کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا تھا! یہ چند کلمے لکھ دیئے...... بہت دنوں سے بھرا بیٹھا تھا...... اور کتابیں لیٹ ہوتی رہی تھیں......

اب آیئے ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اور آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی اور حقوق کے تحفظ کا سلیقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

✲

لہروں کے ساحل سے ٹکرانے کا شور رات کے سناٹے میں دور دور تک پھیل رہا تھا۔ رات تاریک بھی تھی اور سرد بھی۔

صفدر ہٹ کے برآمدے میں کھڑا پچھلے ایک ہفتے کے واقعات پر غور کر رہا تھا۔ عمران اور اس کا گونگا ڈرائیور ایک غیر ملکی لڑکی کو بے ہوش کر کے ایک ریسٹ ہاؤز سے اٹھا لائے تھے اور کچھ بتائے بغیر وہ لڑکی صفدر کے سر منڈھ دی گئی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ صفدر بالارادہ اس کے ساتھ جزیزے میں نہیں آیا تھا.... بلکہ اس کی آنکھ بھی اسی جزیرے میں کھلی تھی.... یعنی بندرگاہ سے جزیرہ موبار تک کا سفر ان دونوں نے بے ہوشی ہی کے عالم میں طے کیا تھا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تھی تو اس نے خود کو ساحل کے قریب پڑی ہوئی ایک بینچ پر پایا تھا اور پھر ایک آدمی نے اس ہٹ تک اس کی رہنمائی کی تھی جہاں غالباً لڑکی نے ہوش میں آنے کے بعد خود کو پایا تھا.... وہ آدمی اسی ہٹ کا چوکیدار ثابت ہوا تھا۔

پھر وہ دونوں ہی حالات کے رحم و کرم پر رہے تھے۔ صفدر اس کے مقصد سے ناواقف تھا۔ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اسے کرنا کیا ہے اور حد تو یہ ہے کہ اس کا بھی یقین نہیں تھا کہ وہ سب کچھ اس کے فرائض میں داخل ہے یا عمران نے اس کے ساتھ کسی قسم کی شرارت کی تھی۔

اسے یاد آیا جب پہلی بار ایکس ٹو نے اسے عمران کا تعاقب کرنے کی ہدایت دی تھی۔ تو ایسا نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ ایکس ٹو ہی کا کوئی کام انجام دے رہا ہے۔ بلکہ انداز سے صاف ظاہر تھا جیسے وہ عمران کے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہتا ہو.... لڑکی کے اغواء کے بعد سے ایکس ٹو کی طرف سے نہ کوئی پیغام موصول ہوا تھا اور نہ کوئی ہدایت ملی تھی۔

وہ کچھ بھی رہا ہو.... سوال تو یہ تھا کہ آخر وہ اب کرے کیا؟ لڑکی کا اچار ڈالے یا تیل نکالے۔

"احمق....!" وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑایا۔ "پریشانی کس بات کی ہے۔!" اسے ہنسی آگئی اپنی تشویش پر.... "لڑکی ہی تو ہے نا.... خوبصورت بھی ہے.... اور تندرست بھی.... ذہین بھی ہے.... پرس بھی وزنی ہے.... پھر کیوں نہ کچھ دن بے فکری سے گزار دیئے جائیں۔!"

اس وقت لڑکی شائد اپنے کمرے میں سو رہی تھی.... صفدر نے سوچا کہ وہ کتنی متحیر ہوگی اس رویے پر.... دن بھر دونوں ساتھ رہتے ہیں اور رات کو الگ الگ کمروں میں سو جاتے ہیں۔ آج تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دوسرے کمرے میں سونے پر تیار ہی نہ ہو.... لیکن اس کی لاپرواہی دیکھ کر شاید کچھ جل سی بھی گئی تھی.... جلی کٹی باتیں بھی تو کی تھیں۔

ٹھنڈک بڑھتی جا رہی تھی.... اس نے سوچا اب سو جانا چاہئے۔ دوسری صبح کا خیال ایک مستقل الجھن کی صورت میں اس کے ذہن پر مسلط تھا۔

وہ اندر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ٹھٹک گیا.... ماؤلین دروازے میں کھڑی تھی۔ برآمدے میں اندھیرا تھا.... کمرے میں گہری سبز روشنی کے پیش منظر میں اس کا دھندلا سا ہیولا کچھ عجیب لگ رہا تھا۔

"تم سوئی نہیں....؟" صفدر نے پوچھا۔

"میں سو گئی تھی....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "بڑا ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ بس یہ سمجھو کہ خواب ہی میں حلق بند ہو جانے کا احساس موجود تھا ورنہ میری چیخ شاید پڑوسیوں کو بھی جگا دیتی۔!"

"اوہ.... تو اندر چلو.... یہاں سردی بڑھ گئی ہے۔!"

"تم کیوں جاگ رہے ہو.... شاید دو بج رہے ہیں....!"

"میں بس یونہی.... نیند نہیں آرہی ہے....!"

"میں جانتی ہوں.... اچھی طرح جانتی ہوں.... تم مشرقیوں کا فلسفۂ پاکیزگی عجیب ہے۔ خود پر ظلم کرتے ہو تم لوگ....!"

"مشرق اسی فلسفے کی بناء پر زندہ ہے.... اور تم لوگ اس فلسفے کی بناء پر اس میں کشش محسوس کرتے ہو۔! پاکیزگی اور سریت ہی کا نام حسن ہے۔!"

"میں اس وقت فلسفہ پڑھنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... ڈراؤنے خواب نے میرے اعصاب پر بُرا اثر ڈالا ہے....!"

"چلو.... اندر چلو....!"

وہ دونوں نشست کے کمرے میں آ بیٹھے.... ان میں سے کسی نے بھی دوسرا بلب روشن کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی.... سبز بلب ہی روشن رہا۔!

"میں کافی پینا چاہتی ہوں...." ماؤلین کچھ دیر بعد بولی۔

"کافی....! میرا خیال ہے کہ چوکیدار کو جگانا مناسب نہ ہوگا۔!"

"تم بنالونا....!"

"کوئی مشرقی لڑکی کسی مرد سے یہ نہیں کہہ سکتی۔!" صفدر مسکرایا۔

"کیوں....؟"

"باورچی خانے کی شہزادی ہوتی ہے اور اپنے اس اقتدار کو کبھی مردوں کی طرف منتقل کرنا پسند نہیں کرتی۔!"

تمہارا مشرق میری سمجھ میں نہیں آتا.... پھر بھی.... تم پانی رکھ ہی دو ہیٹر پر.... میرے اعصاب قابو میں ہوتے تو کبھی نہ کہتی۔!"

"تم بھی چلو کچن میں....!"

"ارے تو کیا میں کہیں بھاگ جاؤں گی.... اچھا اب میں سمجھی.... تم اسی لئے جاگ رہے تھے۔ رات بھر پہرہ دیتے ہو....!"

"تم غلط سمجھیں.... ہو سکتا ہے اس کی وہی وجہ ہو جس کا اظہار تم نے پہلے کیا تھا۔!"

"بحث چھیڑ دی تم نے.... چلو.... کچن میں ہی چلتے ہیں۔!"

وہ کچن میں آئے.... ماؤلین اسٹو کے قریب پہنچ کر صفدر کی طرف مڑی اور صفدر گڑبڑا گیا۔ کیونکہ کچن تک پہنچتے پہنچتے اس کے ذہن نے کئی قلابازیاں کھائی تھیں.... وہ اس کے سڈول جسم کو دیکھ کر کسی قدر للچایا تھا.... پھر لاحول پڑھی تھی.... اور اس کے بعد خود کو بالکل الو محسوس کرنے لگا تھا۔

"پانی....!" ماؤلین اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"وہ.... ادھر سماور ہے....!"

"اوہ.... تو اب اس میں کوئلے بھی دہکانے پڑیں گے۔!"

"نہیں میرا خیال ہے کہ تمہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا.... کوئلے اس میں تھے۔!"

"یہ تو بڑا اچھا ہوا.... انتظار نہیں کرنا پڑے گا....!" کہتی ہوئی وہ سماور کی طرف مڑ گئی۔

دو منٹ بعد وہ کافی کی پیالیاں سامنے رکھے.... ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

صفدر نظریں چرا رہا تھا۔

دفعتاً ماؤلین ہنس پڑی.... صفدر کے ہونٹوں پر بھی کھسیانی سی مسکراہٹ دکھائی دی تھی لیکن پھر اس نے مضبوطی سے ہونٹ سکوڑ لئے تھے۔

"سچ مچ تم لوگ بڑے احمق ہو....!" ماؤلین بولی۔

"کیوں....!"

"کچھ نہیں کافی پیو....!"

صفدر نے پیالی اٹھائے بغیر سر جھکا کر چسکی لی.... اور سیدھا ہو کر سگریٹ سلگانے لگا۔

کچھ دیر بعد ماؤلین نے کہا۔ "تم میرے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو آخر کس لئے۔!"

"اچھی لگی تھی....!"

"بس....؟"

"ہوں.... ہوں....!"

"اچھا تو اب میرے لئے ایک بڑا سا شوکیس بنواؤ.... اور اس میں بٹھا دو مجھے....!"

صفدر سوچنے لگا کہ کیا جواب دے.... وہ کہتی رہی۔ "میرا مصرف کیا ہے۔ بتاؤ مجھے۔ کیوں خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہو۔!"

"عجیب بات ہے....!" صفدر بڑبڑایا۔ "پہلے نیند نہیں آرہی تھی.... اب کافی کا ایک کپ گویا افیون کا محلول بن گیا ہے۔!"

"تم میری بات کا جواب دو....!" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا جواب دوں....!"

"یہ صورت حال مجھے پاگل بنا دے گی.... سمجھے....!"

"اور شائد مجھے بھی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں خود ابھی تک اندازہ نہیں کر سکا کہ تم سے کیا چاہتا ہوں۔!"

"کہیں تم ہی تو پاگل نہیں ہو....!"

"بات دراصل یہ ہے کہ فی الحال میں ان لوگوں کا منتظر ہوں۔!"

"کن لوگوں کے....؟"

"وہ تمہارے خطرناک دوست جو مجھے جان سے مار دیں گے۔!"

"میں جھوٹ نہیں کہتی.... وہ کسی نہ کسی طرح مجھے ڈھونڈ نکالیں گے۔!"

"ناممکن ہے....!"

"اس غلط فہمی میں نہ رہنا....!"

"اونہہ.... دیکھا جائے گا....!" صفدر نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"کافی.... اور دوں....!" وہ اس طرح بولی جیسے ان کے درمیان بے حد خوش گوار قسم کی گفتگو ہوتی رہی ہو۔

"نہیں شکریہ....!"

"میں تو اور پیوں گی.... اب نیند آنے کا سوال ہی نہیں.... اور اب میں تمہیں بھی نہ سونے دوں گی۔!"

"تمہاری مرضی....!" صفدر مسکرایا۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی.... اور صفدر چونک پڑا۔ اس وقت کون آ سکتا تھا وہاں دستک دینے والا۔ دن میں بھی ابھی تک کوئی اجنبی وہاں نہیں آیا تھا.... پھر اتنی رات گئے.... چوکیدار اس کی جرأت ہی نہیں کر سکتا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے.... پھر ماؤلین بولی۔ "دیکھو نا کون ہے؟"

"میرے دوستوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ میں یہاں ہوں!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"چوکیدار....!"

"اس نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا....!"

"اوہ.... تو اس میں بحث کی کیا ضرورت ہے.... لو پھر دستک ہوئی۔!"

"کہیں یہ تمہارے خطرناک دوستوں ہی میں سے کوئی نہ ہو....!"

"ہو سکتا ہے....!" ماؤلین لاپرواہی سے بولی۔

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"یہ مجھ سے پوچھ رہے ہو....!" وہ ہنس پڑی پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر بولی۔ "تم چپ چاپ پچھلے دروازے سے باہر نکل جاؤ.... میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم سے ملتی رہوں گی۔!"

"تم مجھ سے کہاں ملتی رہو گی۔!"

"پتہ بتا دو اپنا....!"

پھر دستک ہوئی.... لیکن صفدر اس کی طرف دھیان دیئے بغیر بولا۔ "کیا تم نہیں چاہتیں کہ وہ لوگ مجھے مار ڈالیں۔!"

"نہیں.... ہرگز نہیں.... دیر نہ کرو....!"

صفدر نے سوچا وہی کرنا چاہئے جو کہہ رہی ہے.... وہ چپ چاپ عقبی دروازے سے باہر نکل آیا اور اندر سے دروازہ بولٹ ہونے کی آواز سنی۔

وہ دیوار سے لگا کھڑا رہا.... سردی شباب پر تھی.... وہ سوچ رہا تھا یہاں اس جزیرے میں تو اتنی سردی نہ ہونی چاہئے۔

تھوڑی دیر بعد پھر دروازہ کھلا اور صفدر کسی قدر پیچھے سرک گیا۔ گہرے اندھیرے میں تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "تم کہاں ہو.... یہ تمہارا ہی آدمی ہے۔!" صفدر دروازہ کی طرف بڑھا۔

"کون ہے....؟" اس نے پوچھا۔

"وہی جو مجھے وہاں سے لایا تھا۔!"

صفدر ہٹ میں داخل ہوا.... اور عمران پر نظر پڑتے ہی جھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا۔

"فرمایئے....!" بے حد زہریلے لہجے میں اس کی زبان سے نکلا۔

"جناب عالی.... مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہوں....!" عمران نے بڑی سعادت مندی سے کہا اور کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ "چار بج رہے ہیں.... اب اجازت دیجئے۔!"

صفدر کا منہ اب بھی لٹکا ہوا تھا۔

عمران مسکرایا اور بولا۔ "حضور والا کچھ خفا معلوم ہوتے ہیں۔!"

"میں اس مذاق کا مطلب نہیں سمجھ سکا....!"

"کیا حضور کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔!"

"صاف صاف گفتگو کیجئے.... وہ اردو نہیں سمجھ سکتی۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"یہ سب کیا ہو رہا ہے....؟"

"نادانستگی میں ایکٹنگ اچھی کرتے ہو گے.... لہٰذا فی الحال یونہی چلنے دو کیا خیال ہے اس لڑکی کے بارے میں۔!"

"آپ کے دستک دینے پر وہ سمجھی تھی کہ شائد اس کا کوئی ساتھی ہے.... اس لئے اس نے مجھے پچھلے دروازے سے باہر نکال دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ مجھ سے ملتی رہے گی۔ پتہ پوچھ رہی تھی۔!"

"اگر پھر کبھی ایسا کوئی موقع آئے تو تم اپنے فلیٹ کا پتہ بتا دینا....!"

"آخر اس کے ساتھی مجھ تک پہنچیں گے کیسے....؟"

"وہ برابر پیغامات بھیج رہی ہے لیکن شائد اس کا کوئی ساتھی ٹرانس میٹر کے حیطہ عمل میں موجود نہیں ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

دفعتاً ماؤلین اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں سونے جا رہی ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... !" صفدر نے کہا۔

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

صفدر تھوڑی دیر تک دروازے پر نظر جمائے رہا پھر چونک کر بولا۔ "ہاں میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے پاس ٹرانس میٹر کہاں سے آیا.... اس کا اپنا تو کوئی سامان ہی نہیں تھا۔ میں نے اس کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدی ہیں۔!"

"صفدر صاحب وہ برابر پیغام بھیجتی رہتی ہے.... جزیرے میں گھوم پھر کر یہاں کی خاص خاص چیزیں نوٹ کی ہیں.... ان کا حوالہ دیتی ہے۔ اس کے کسی بھی ساتھی کو اس کا پیغام مل گیا تو وہ سیدھا یہیں آئے گا.... کیونکہ آس پاس کے جزیروں میں کہیں محکمۂ موسمیات کی آبزرو [illegible]

نہیں ہے.... علاوہ موبار کے۔!"

"تو پھر مجھے بہت زیادہ محتاط رہنا چاہئے۔!"

"فکر نہ کرو.... تم تنہا تو نہیں ہو....!"

"لیکن ٹرانس میٹر....!"

"احمق بڑا سا لاکٹ جو اس کی گردن میں جھول رہا ہے۔ ڈھکنا ہٹاؤ ٹرانس میٹر نظر آ جائے گا۔!"

"میرے خدا....!"

"ہوں.... اچھا تو اب میں چلا۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں کسی حد تک پسند کرنے لگی ہے۔!"

"اسے حیرانی ہے....!"

"کس بات پر....؟"

"میں دوسرے کمرے میں سوتا ہوں....!"

"یہ بات تم فخریہ انداز میں کہہ سکتے ہو.... شرمانے کی ضرورت نہیں.... میرا خیال ہے کہ تمہارے گروگھنٹال نے اسی بناء پر اس کام کے لئے تمہیں منتخب کیا تھا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "دراصل ضرورت اسی بات کی ہے کہ کسی طرح اس کا پیغام اس کے ساتھیوں تک پہنچ جائے۔!"

تو پھر ہمیں یہاں کہاں لا ڈالا۔ اس کے ساتھی اگر ہوں گے بھی تو شہر ہی میں ہوں گے۔!"

"اب تم اتنے نابالغ بھی نہیں ہو کہ اتنی ذرا سی بات بھی نہ سمجھ سکو....!"

"بخدا میں نہیں سمجھا....!"

"میں چاہتا تھا کہ وہ تم سے مانوس بھی ہو جائے.... اور میری یہ تدبیر سو فیصد کامیاب رہی۔ دیکھو نا اس وقت اس نے تمہیں باہر نکال دیا تھا۔!"

"ہوں.... اُوں....!" صفدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"اب.... بس.... میں چلا....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے دراصل یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ تم سے کسی قدر مانوس ہوئی یا نہیں....!"

عمران کو رخصت کر کے اس نے دروازہ بند کیا.... اور اپنے کمرے میں واپس آیا.... تو

ماؤلین موجود ملی۔

"کیا وہ کوئی بُری خبر لایا تھا۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ بے حد سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔!

"نہیں میرے لئے وہ کوئی بُری خبر لا ہی نہیں سکتا۔!"

"میرے دوستوں سے ٹکراؤ تو نہیں ہوا۔۔۔۔!"

"دور دور تک ان کا پتہ نہیں۔۔۔۔!"

"پھر کیوں آیا تھا۔۔۔۔!"

"انتظامی اُمور سے متعلق کچھ ہدایات لینا چاہتا تھا۔۔۔۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ پر تشویش نظروں سے صفدر کو دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ بڑھ کر اس کے قریب آ گئی۔۔۔۔ دونوں کے درمیان بمشکل ایک فٹ کا فاصلہ رہا ہوگا۔

"تم عجیب ہو۔۔۔۔ سچ مچ عجیب۔۔۔۔!" اس نے کہا اور اتنی قریب ہو گئی کہ صفدر کا دم گھٹنے لگا۔

کچھ دیر بعد صفدر سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔۔ اور وہ کرسی پر بیٹھی اسے گھورے جا رہی تھی۔

"میں پھر پوچھوں گی کہ تم وہاں سے مجھے کیوں لائے ہو۔!"

"اوہ۔۔۔۔ کتنی بار بتاؤں۔۔۔۔!"

"میں تمہیں اچھی لگتی ہوں۔۔۔۔!" وہ جلے کٹے لہجے میں بولی۔

"پتہ نہیں کیوں تمہارا موڈ خراب رہتا ہے۔۔۔۔!"

"بس خاموش رہو۔۔۔۔!"

"کچھ بتاؤ بھی تو۔۔۔۔!"

"کیا خیال ہے۔۔۔۔ تمہارا یہ رویہ مجھے پاگل نہ بنا دے گا۔!"

"ارے تم۔۔۔۔ یہ مجھ سے کہہ رہے ہو۔۔۔۔!" وہ تقریباً چیخ پڑی۔

"میرے خدا میں کیا کروں۔۔۔۔!" وہ اپنی پیشانی مسلنے لگا۔

ماؤلین کے چہرے پر شدید ترین جھلاہٹ کے آثار تھے۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں نیند آ رہی ہے۔!" صفدر نے کچھ دیر بعد کہا۔

"نہیں آئی۔۔۔۔!"

"ارے بھئی تو اس میں خفگی کی کیا بات ہے۔۔۔۔!"

"میرا مضحکہ اڑا رہے ہو۔۔۔۔!"

"ماؤلین مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔!"

"کیا سمجھنے کی کوشش کروں۔۔۔۔ تم میں سمجھنے کو رکھا ہی کیا ہے۔!"

"اچھا تو سنو۔۔۔۔ اگر میں نے بہت زیادہ گرمجوشی دکھائی تو کچھ دنوں کے بعد تم بھی مجھے کھلنے لگو گی۔۔۔۔ اور میں یہ کبھی نہ چاہوں گا۔۔۔۔!"

"تم احمق ہو۔۔۔۔ بالکل احمق۔۔۔۔!"

"اب جو کچھ بھی سمجھو۔۔۔۔!"

وہ اٹھی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔!

پھر صفدر روشنی پھیلنے تک جاگتا ہی رہا تھا۔۔۔۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہ بھی نہیں سوئی تھی۔

ناشتے کی میز پر پھر ملاقات ہوئی۔۔۔۔ چوکیدار ہی ان کے لئے ناشتہ تیار کرتا تھا۔۔۔۔ کھانا کسی ہوٹل میں کھاتے تھے۔

اس نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔۔۔۔ بہت مضمحل نظر آ رہی تھی۔۔۔۔ صفدر نے مناسب نہیں سمجھا تھا کہ خود کسی قسم کی گفتگو کا آغاز کرے۔

پھر کچھ دیر بعد وہ خود ہی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "مجھے معاف کر دو تم بہت اچھے ہو۔!"

"کک۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔۔!"

"نہیں مجھے معاف کر دو۔۔۔۔ کہو معاف کر دیا۔!"

"چلو معاف کر دیا۔۔۔۔!"

"تم سمجھ نہیں سکتے۔۔۔۔ میری ذہنی حالت کو۔۔۔۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔

وہ چند لمحے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "میری خواہش تھی بہت عرصے سے کوئی ایسا دوست ملے جس کے لگاؤ میں لذت اندوزی کا شائبہ بھی نہ ہو۔۔۔۔ جو مجھ سے تسکین حاصل کرنا نہ چاہتا ہو۔!"

صفدر اب بھی کچھ نہ بولا۔۔۔۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔

"میں بُری طرح تھک گئی ہوں۔۔۔۔!"

"تو آج آرام کرو.... آج کہیں نہ چلیں گے....!"

"تم سمجھے نہیں....!" وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "میرا طرزِ حیات تھکا دینے والا ہے.... ذہنی تھکن یا روح کا اضمحلال سمجھ لو اسے....!"

"اس قسم کی فلسفیانہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں....!"

"تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے.... تم مشرقیوں کے اعمال ہی فلسفیانہ ہوتے ہیں اور مغرب میں افکار کے علاوہ اور کچھ نہیں رہا۔!"

"کافی اور دوں تمہیں....!"

"نہیں بس.... تم سگریٹ بہت زیادہ پیتے ہو.... یہ اچھی بات نہیں....!"

"سکون ملتا ہے کسی قدر....!"

"کتنی عجیب بات ہے کہ سکون کے لئے بھی سہارا چاہئے۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی اور بولی "لیکن حیرت ہے کہ تم شراب قطعی نہیں پیتے۔!"

"میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔!"

"اور اس کی اجازت دیتا ہے کہ ایک لڑکی کو تم اس طرح اٹھوالو....!"

"میرا مذہب عورتوں پر جسم فروشی کے راستے بند کرتا ہے۔ کیا میں نے ایسا نہیں کیا۔ اب تم اس لعنت میں نہیں پڑ سکو گی۔ کیا میری دولت بھی تمہیں مطمئن نہ کر سکے گی۔"

"لیکن میں تمہاری ہوں کون.... تمہاری دولت پر میرا کیا حق ہے۔!"

"انسانیت کے رشتے سے تمہیں حق پہنچتا ہے.... میری دولت پر....!"

"میں پاگل ہو جاؤں گی....!" وہ اپنے بال نوچنے لگی۔

صفدر نے اٹھ کر اس کے ہاتھ پکڑ لئے اور آہستہ سے بولا۔ "میرا مذہب صبر کرنا سکھاتا ہے۔ ہمارے یہاں خودکشی کی شرح مغرب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔!"

وہ بازوؤں میں منہ چھپائے ہوئے میز پر جھک گئی۔

سسکیاں لے رہی تھی پھر سسکیوں نے ہچکیوں کی شکل اختیار کرلی.... صفدر خاموشی سے اس کا شانہ تھپکتا رہا.... سوچ رہا تھا کہ کس جنجال میں پھنس گیا ہے.... عمران کی گفتگو سے

اندازہ تو ہو گیا تھا کہ وہ کوئی محکماتی کارروائی ہے۔!

عمران اپنی ٹوسیٹر میں تھا اور ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی شیورلٹ اس کا تعاقب کر رہی تھی۔

فیاض کی طرف سے تو اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ یا اس کے محکمے کا کوئی آدمی اس کا تعاقب کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ کیونکہ محکمۂ خارجہ نے سختی سے اس کی تاکید کی تھی۔

تو پھر اس تعاقب کا مطلب تھا کسی قسم کی زحمت۔!

وہ شہر میں ہنگامہ نہیں پسند کرتا تھا.... اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنی گاڑی شہر سے باہر نکال لے جانے کی کوشش کرے۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شہر سے باہر نکلتے ہی اس کی فیاٹ شیورلٹ سے آگے نہ جا سکے گی.... پھر بھی یہ خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔!

اس کے ذہن میں ایک سیاہ شیورلٹ اسی وقت کھٹکنے لگی تھی جب اس تعاقب کا احساس ہوا تھا اور وہ سیاہ شیورلٹ وہی تھی جس کا ڈسٹری بیوٹر ماؤلین کے اغواء کے موقع پر صفدر کے ہاتھوں خراب کرایا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس تعاقب کرنے والی سیاہ شیورلٹ میں وہی آدمی ہو جو عمران اور اس کے گونگے ڈرائیور کو ریسٹ ہاؤز لے گیا تھا۔

گاڑی شہر کے باہر نکل آئی۔ عمران نے رفتار تیز کر دی تھی.... مگر بھلا شیورلٹ کو کہاں پا سکتا تھا۔ جبکہ اس وقت دور دور تک ان دو گاڑیوں کے علاوہ اور کوئی گاڑی نہیں دکھائی دیتی تھی۔

عمران نے بہت ہوشیاری سے پچھلی گاڑی کو راستہ دینے کی کوشش کی اور شیورلٹ آگے نکل بھی گئی.... لیکن تھوڑی ہی دور جا کر اس طرح آڑی ہوئی کہ قریب قریب پوری سڑک رک گئی۔ ساتھ ہی اس کے بریک بھی چرچرائے۔ عمران نے بھی بریک لگائی اور گاڑی کو ریورس گیئر میں ڈال کر ایکسیلریٹر پر دباؤ ڈالا.... گاڑی تیزی سے پھسلتی چلی گئی.... کم از کم وہ اتنی دور نکل آئی تھی کہ عمران ریوالور کی رینج میں نہ آ سکتا.... شیورلٹ کچے میں اتر کر پھر اس کی طرف مڑ رہی تھی کہ عمران نے ریوالور نکال کر اس کے ایک پہیے پر فائر کیا.... نتیجہ خاطر خواہ نکلا.... ٹائر

دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا.... ساتھ ہی عمران نے بھی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر چھلانگ لگائی.... اب وہ اپنی گاڑی کی اوٹ میں تھا....!

ریوالور مضبوطی سے تھامے ہوئے منتظر رہا۔

گاڑی میں اسے دو آدمیوں کی جھلک دکھائی دی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ دونوں بھی دوسری طرف اتر گئے ہوں۔

عمران کسی قدر پیچھے ہٹ کر جھکا تا کہ اپنی گاڑی کے نیچے سے دوسری طرف دیکھ سکے۔

ابھی نگاہ بھی نہیں ٹھہری تھی کہ اچانک فائر ہوا اور ایک کریہہ سی چیخ فضا میں گونج کر رہ گئی۔

پھر سناٹا چھا گیا لیکن عمران نے ایسا محسوس کیا جیسے کوئی گاڑی سے کود کر دوسری جانب کی ڈھلان میں اترتا چلا گیا ہو۔

عجیب لمحہ تھا.... اسے یقین تھا کہ ایک کی موت واقع ہوئی ہے۔ لیکن وہ فوری طور پر اپنی گاڑی کی اوٹ سے نہیں نکل سکتا تھا۔

ایک منٹ گزر گیا لیکن کسی طرح کی بھی آواز نہیں سنائی دی۔ اسکا بھی خدشہ تھا کہ کوئی اور بھی اُدھر آ نکلے۔ لہٰذا عمران کو ساری احتیاطیں ایک طرف رکھ کر گاڑی کی اوٹ سے نکلنا ہی پڑا۔

اس کا خیال غلط نہیں تھا...ایک قتل ہوا تھا۔ مقتول کی صورت بھی اس کیلئے نئی نہیں تھی....

یہ وہی آدمی تھا جو اسے اس دیہی ہوٹل سے کالی شیورلٹ میں ریسٹ ہاؤز تک لے گیا تھا۔

بائیں کنپٹی میں گولی کا سوراخ نظر آیا.... غالباً ریوالور کی نال کنپٹی ہی پر رکھ دی گئی تھی۔

ریوالور سیٹ پر پڑا ملا.... عمران نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا....!

اس نے مڑ کر ڈھلان کی طرف دیکھا۔ نیچے کافی گہرائی تک گھنی جھاڑیوں کا سلسلہ بکھرا ہوا تھا...ان میں کسی کو تلاش کر لینا آسان کام نہ ہوتا۔

مقتول کے پیروں کے قریب ایک دستانہ پڑا نظر آیا.... ویسے مقتول کے دونوں ہاتھ ننگے تھے.... پھر بھی اسے یاد آیا کہ ریسٹ ہاؤز والی رات اس نے شائد اس کے ہاتھوں میں بھی دستانے دیکھے تھے۔

وہ یہاں زیادہ دیر تک نہیں رک سکتا تھا۔ دستانے کو اٹھا کر جیب میں ٹھونستا ہوا اپنی گاڑی کی طرف لپکا۔

واپسی کا سفر بھی طوفانی ہی ثابت ہو رہا تھا.... وہ جلد از جلد اس سڑک کو چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

مقتول کچھ دیر پہلے شہر کی سڑکوں پر پھرتا رہا تھا.... اچانک اس نے عمران کو دیکھا اور اپنی گاڑی اس کی ٹوسیٹر کے پیچھے لگا دی.... مرنے والے نے اسے پہچان لیا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا.... لیکن جب دوسرے آدمی نے یہ دیکھا کہ وہ اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے تو وہ اپنے ساتھی ہی کو قتل کر کے فرار ہو گیا۔

آخر اسے قتل کیوں کر دیا....؟

عمران کے پاس اس سوال کا صرف یہی جواب ہو سکتا تھا کہ وہ دوسرا آدمی اس سلسلے میں مقتول سے بھی زیادہ اہم تھا.... وہ نہیں چاہتا تھا کہ ماؤلین کے اغواء کنندگان اس کے بارے میں کچھ معلوم کر سکیں۔

اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی تھی کہ خود مقتول کی نظروں میں اس اغواء کی کوئی اہمیت نہیں تھی.... ورنہ وہ اس کے بعد اس طرح سر عام نہ پھر سکتا۔

عمران نے اپنے فلیٹ میں پہنچ کر دستانہ جیب سے نکالا.... یہ نائیلون کا سفید دستانہ تھا.... اور بائیں ہی ہاتھ کا معلوم ہوتا تھا.... سائز کے اعتبار سے مردانہ بھی معلوم ہوتا تھا۔

عمران اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا.... پھر دفعتاً بُری طرح چونکا.... وہ دستانے کی چھوٹی انگلی کو ٹٹول رہا تھا.... جس کا سرا تقریباً ایک انچ تک بالکل ٹھوس اور انگلی کی موٹائی کے برابر تھا۔

عمران کی پیشانی شکنوں سے پر ہو گئی.... آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی چیز کے متعلق حافظے پر زور دے رہا ہو۔

دستانے کو میز پر ڈال کر وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھا اور تیزی سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا.... خود فیاض ہی نے کال ریسیو کی تھی۔

"کیا بات ہے.... تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو....!" اس نے عمران کی آواز سن کر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"فیاض.... ایک بار پھر کہتا ہوں اگر تم نے وہ فائیل نہ نکلوایا تو بڑی زحمت میں پڑو گے۔"

"کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو.... میرے آفس میں....!"

"یہ ناممکن ہے فیاض....!"

"کیوں....!"

"چونکہ تمہارا محکمہ لیڈی بہرام میں دلچسپی لیتا رہا ہے اس لئے میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔!"

"میں یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں تمہارا نکتہ نظر کیا ہے۔!"

"تمہارے نکتۂ نظر سے بالکل مختلف....!"

"کیا مطلب....؟"

"تمہارا نکتۂ نظر یہی تو ہے کہ وہ اپنے احباب کے لئے لڑکیاں مہیا کرتی ہے۔!"

"ہاں....تو پھر....!"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں....!" عمران نے کہا۔

"تو پھر تم....!"

"فیاض میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے.... اگر تم اس فائیل کے سلسلے میں کچھ کر سکتے ہو تو بتاؤ.... ورنہ میں کوئی اور ذریعہ اختیار کروں....!"

"رحمان صاحب تم سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں نے ان سے اس فائیل کے بارے میں کہا تھا....!"

"اوہو.... تو پھر....!"

"انہوں نے کہا اس سے کہو.... براہِ راست مجھ سے گفتگو کرے۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران نے طویل سانس لی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

رات سرد ہونے کے باوجود بھی خوشگوار تھی۔

خوش گوار اس لئے تھی کہ جولیا نافٹنر واٹر نے خود کافی بنائی تھی.... اور عمران بڑی فراخ دلی سے لمبے لمبے گھونٹ لے رہا تھا۔

"کیا قصہ ہے آخر....؟" جولیا نے پوچھا۔

"کوئی نیا قصہ تو ہوتا نہیں ہے.... تم لوگوں کے ساتھ.... ویسے پوری کہانی تمہارے بجر بٹو ہی کو معلوم ہوگی.... میں تو کمیشن ایجنٹ ہوں۔!"

"تو تم اسی کے لئے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ تمہیں کس کی تلاش تھی.... میں نے سنا ہے کہ تم صرف غیر ملکی عورتوں سے بھیک مانگتے تھے۔!"

"جس کی تلاش تھی مل گئی.... اور جہاں سے ملی تھی اب وہاں کچھ دن تمہیں بھی قیام کرنا پڑے گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ رہا تمہارا جعلی پاسپورٹ....!" عمران نے جیب سے ایک پاسپورٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جولیا اسے دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "اگر میں فرانسیسی بول سکتی ہوں تو اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ۔!"

"فکر نہ کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم فرانس سے آئی ہو.... تمہیں آثارِ قدیمہ سے دلچسپی ہے.... اور تم ہمارے یہاں کے آثار قدیمہ سے متعلق ایک کتاب لکھ رہی ہو۔ تمہارا نام فیی لارویل ہے....!"

"میں آثار قدیمہ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔!"

"یہ اور زیادہ اچھا ہے....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"تمہیں صرف ایک جگہ قیام کر کے وہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھنی ہے۔!"

"کب تک....؟"

"جب تک کہ ایک ایسے آدمی کا سراغ نہ مل جائے جس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی آدھی کٹی ہوئی ہے.... میرا خیال ہے کہ وہ دستانے پہنے بغیر دوسروں کے سامنے نہ آتا ہوگا۔!"

"ہوں....!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔ "تو میں ایسے آدمیوں کے دستانے اترواتی پھروں گی.... کیوں؟ یا پھر مجھے ہر اس آدمی پر نظر رکھنی پڑے گی جو دستانے پہنے ہوئے دکھائی دے۔!"

"قبل از وقت ہیں یہ ساری باتیں.... ابھی سے اتنا زیادہ نہ سوچو....!"

"کہاں قیام کرنا پڑے گا....!"

"ایک ریسٹ ہاؤز میں جسے ایک غیر ملکی عورت چلاتی ہے.... قیام کرنے والے بھی زیادہ تر غیر ملکی سیاح ہوتے ہیں.... آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والے سیاح دو چار دن احمد پور کے اس ریسٹ ہاؤز میں ضرور گزارتے ہیں۔!"

"کیا تم بھی آس پاس ہی موجود ہو گے۔!"

"قطعی.... ورنہ تمہارے لئے ٹافیاں کون خریدے گا۔!"

"سنجیدگی سے گفتگو کرو....!"

"ٹاٹا.... اب میں چلا.... تم صبح ہی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو جاؤ گی۔ ہو سکتا ہے تمہارا چیف وقتاً فوقتاً براہِ راست رابطہ قائم کرتا رہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی وہ عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

"کیوں کیا بات ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"میں اکثر سوچتی ہوں آخر ہمارا چیف ہماری باگ ڈور پوری طرح تمہارے ہاتھ میں کیوں دے دیتا ہے۔!"

"بد نصیبی ہے اس کی....!"

"یقیناً....!" جولیا جھنجھلا گئی۔ "میں بھی اسے اس کی بد نصیبی ہی کہوں گی۔!"

"اور کچھ پوچھنا ہے....!"

"جو کچھ پوچھنا ہو گا براہِ راست اسی سے پوچھ لوں گی۔!"

"تمہاری اطلاع کے لئے.... اسے انفلوئنیزا ہو گیا ہے۔!"

"اب جا سکتے ہو تم....!"

"کافی کا شکریہ.... تھوڑی سی شکر بھی ادھار دلوا سکو تو بے حد مسرور ہوں گا۔!"

"بس جاؤ.... دس بج رہے ہیں.... مجھے نیند آ رہی ہے۔!"

عمران نے پھر اپنا ریڈی میڈ میک اپ جیب سے نکالا اور اس کے چہرے پر پلاسٹک کی بدنما سی ناک اور گھنی مونچھیں نظر آنے لگیں۔!

وہ اسی میک اپ میں یہاں تک آیا تھا.... کار میں ریسٹ ہاؤز کے بروکر کی لاش ملنے کے بعد سے وہ پھر میک اپ کے بغیر باہر نہیں نکلا تھا۔

ٹوسیٹر بھی گیراج میں کھڑی کر دی تھی.... اور اب موٹر سائیکل استعمال کر رہا تھا۔

جولیا کے مکان سے نکل کر اس نے ریڈیم ڈائیل والی گھڑی پر نظر ڈالی اور موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے چل پڑا۔

اب وہ لیڈی بہرام کے نگار خانے کی طرف جا رہا تھا.... وہ اسے پچھلی رات ہی بتا چکی تھی کہ ساڑھے دس بجے سے پہلے وہاں نہیں مل سکے گی۔!

آج وہ تیسری بار وہاں جا رہا تھا.... پہلی بار وہ خود اسے لے گئی تھی اور دوسری بار وہیں ملنے کا وعدہ لیا تھا اور دوسری رات بھی اسے سمجھانے کی کوشش کرتی رہی تھی کہ وہ ایک جوان آدمی ہے عمران اپنی حرکات و سکنات سے اسے باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے خیال سے متفق نہیں ہے۔!

عمارت کے پھاٹک پر پہنچتے ہی ریڈی میڈ میک اپ چہرے سے پھر جیب میں منتقل ہو گیا۔

چوکیدار نے پھاٹک کھول دیا تھا.... وہ موٹر سائیکل کو اندر لیتا چلا گیا۔

لیڈی بہرام برآمدے ہی میں موجود تھی.... اور ایسے لباس میں تھی کہ عمران کو بوکھلا کر کہنا پڑا "محترمہ.... کہیں آپ کو نمونیہ نہ ہو جائے۔!"

"سخت بد مذاق ہو....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "چلو اندر.... بڑی خوبصورت تصویر پینٹ کر رہی تھی۔!"

"چچ.... چلئے....!"

عمران سر جھکائے ہوئے اس کے ساتھ چلنے لگا.... وہ سیدھی اسے اپنے اسٹوڈیو میں لائی.... عمران کی نظر اس تصویر پر پڑی جس کا حوالہ اس نے برآمدے میں دیا تھا۔ ایزل پر ایک مرد تھا.... بے چارہ آدم.... انجیر کے پتوں سے بھی محروم....!

"لاحول ولا قوۃ....!" وہ بڑبڑایا۔

"کیوں....؟"

"اگر کوئی مرد دیکھ لے تو کس قدر بُرا مانے....!" عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"تم بھی تو مرد ہو....!" وہ مسکرائی۔

"ارے میں کیا....!" عمران نے کہا اور جھینپ کر سر جھکا لیا۔

وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "کیا تم مجھ سے خائف ہو....!" عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آخر کیوں....؟"

"خوبصورت عورتوں سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے.... دل یوں یوں ہونے لگتا ہے۔!"
اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ پھڑکاتے ہوئے کہا۔

"عجیب بات ہے....!" وہ غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"آخر کوئی وجہ....!"

"وجہ....!" عمران متفکرانہ لہجے میں بولا۔ "ممکن ہے وہی ہو....!"

"کیا....؟"

"نہیں.... آپ ہنسیں گی....!" عمران کی ہنسی کھسیانی تھی۔

"بتاؤ جلدی....!" وہ آنکھیں نکال کر تیز لہجے میں بولی۔

"ب.... بتاتا ہوں....!"

وہ پھر کچھ سوچنے لگا۔

"میں زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتی.... جلدی بتاؤ....!"

"ایک بار ایک خوب صورت لڑکی نے مجھے بہت پیٹا تھا....!"

"بکواس....!"

"یقین کیجئے.... گیارہ بارہ برس کا رہا ہوں گا.... وہ لڑکی سامنے تھی کہ میری بائیں آنکھ پر ایک مکھی بیٹھ گئی....!"

"بدماش....!" لیڈی بہرام ہنس پڑی۔

"آپ بھی بدماش کہہ رہی ہیں....!" عمران گلوگیر آواز میں بولا۔ "قسم لے لیجئے....!"

"نہیں نہیں ٹھیک ہے! پھر کیا ہوا....!"

"بس اس نے دونوں ہاتھوں سے پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ وہ تو آنکھیں پھوڑے دے رہی تھی کہ ایک راہگیر نے بچایا.... بچایا کیا اس مردود نے بھی میرے ہی دو چار ہاتھ جھاڑ دیئے تھے۔!"

"بڑی ظالم تھی.... گیارہ بارہ برس کی عمر میں تم بالکل گڈے رہے ہو گے گڈے....!"

"پتہ نہیں.... بہت خوب معلوم ہوتا ہے....."

"لیکن ایک بات ہے....!" لیڈی بہرام سنجیدگی سے بولی۔

"کیا....؟"

"آنکھ پر مکھی بیٹھنے کا مطلب تم اسی عمر میں سمجھ گئے ہو گے۔!"

"لعنت ہے....!" عمران جھلا کر بولا۔ "آخر اس سے ہوتا کیا ہے.... میری سمجھ میں تو آج ہی نہ آسکا....!"

"بدھو ہو.... مگر نہیں.... یہ بکواس ہے.... تم بنتے ہو....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ایسی صورت بنائے رہا جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

لیڈی بہرام برش اٹھا کر تصویر کے ایک حصے میں رنگ لگانے لگی۔

عمران احمقوں کی طرح کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ دفعتاً وہ اس کی طرف مڑی۔

"تو پھر تم کیوں آئے ہو یہاں....؟"

"آپ نے بلایا تھا....!" عمران رک رک کر بولا۔

وہ چند لمحے اسے گھورتی رہی پھر بولی۔

"میرا خیال ہے کہ تم دنیا کے بے مصرف ترین آدمی ہو....!"

"جی....!" دفعتاً عمران نے نتھنے پھلائے اور غصیلی آواز میں بولا۔ "جو لوگ مجھے جانتے ہیں آگے پیچھے پھرتے ہیں....!"

"ہوں.... ہوں....!" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "میں سمجھتی ہوں.... تھوڑی دیر کی دلچسپی کی خاطر وہ تمہیں یقیناً برداشت کر لیتے ہوں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں.... ڈرائیونگ کیسی ہے تمہاری....!"

"شاندار....!"

"میں اس وقت باہر جانا چاہتی ہوں.... کیا تم چلو گے میرے ساتھ....!"

"ضرور چلوں گا....!"

وہ مزید کچھ کہنے کی بجائے ٹٹولنے والی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

عمران کبھی اس کی طرف دیکھتا اور کبھی کسی تصویر کا جائزہ لینے لگتا.... آخر کار وہ بولی۔

"تمہاری غیر حاضری کی بناء پر تمہارے گھر والوں کو تشویش تو نہ ہو گی۔!"

"صرف ایک آدمی کو تشویش ہو گی.... اگر میں دو تین دنوں کے لئے غائب ہو گیا۔!"

"کسے....!"

"سر بہرام کو....!"

"ہونہہ....!" وہ حقارت آمیز انداز میں مسکرائی۔

"گھر پر صرف ایک نوکر ہے.... اس کے تو عیش ہو جائیں گے۔!"

"تم کرتے کیا ہو....!"

"ریفریجریشن کا کام جانتا ہوں.... فش ہاربر کے سرد خانے میری آمدنی کا ذریعہ ہیں۔!"

"ملازم ہو....!"

"لاحول ولا قوۃ.... لعنت ہے ملازمت کرنے والے پر.... کام کرتا ہوں.... اور اُجرت وصول کر لیتا ہوں.... مجھ سے کام کرانے میں ان کا فائدہ ہے.... سو روپے کا کام کرتا ہوں تو وہ ڈھائی سو کی رسید مجھ سے لکھوا لیتے ہیں....!"

"میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم کچھ دنوں کے لئے یہاں سے کہیں باہر چلے جاؤ تو بے روزگاری کے شکار تو نہیں ہو جاؤ گے۔!"

"ارے بے روزگاری کی پرواہ کسے ہے....؟"

"اچھی بات ہے تو تم چلو گے میرے ساتھ....!"

"بالکل چلوں گا.... لیکن سر بہرام....!"

"کیوں....؟ کیا تم انہیں مجھ سے زیادہ پسند کرتے ہو....!"

"بہت پیارے آدمی ہیں.... میں ان کی دوستی سے محروم ہونا پسند نہیں کروں گا....!"

"تم بالکل احمق ہو....!"

"بچپن ہی سے سنتا آرہا ہوں.... میرے لئے کوئی نئی اطلاع نہیں ہے۔!"

"والدین زندہ ہیں....!"

"ہونا تو چاہئے.... کیونکہ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔!"

"وہ کہاں ہیں....؟"

"شاہ دارا میں....!"

"کیا کرتے ہیں....؟"

"اس عمر میں تو صبر ہی کرتے ہوں گے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم واقعی بالکل گاؤدی ہو.... یا بنتے ہی ہو....!"

"لیڈی بہرام.... اب میں یہاں سے نکل بھاگوں گا....!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"گاؤدی.... احمق اور بدھو جیسے الفاظ سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں۔ آج تک کوئی بھی ایسا نہ مل سکا جو مجھے سمجھنے کی کوشش کرتا۔" عمران نے گلوگیر آواز میں کہا اس کی آنکھیں بھی ڈبڈبا آئی تھیں۔

"ارے.... نہیں.... ارے نہیں....!" وہ جلدی سے اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی۔ "میں نہیں سمجھنے کی کوشش کروں گی.... وعدہ کرتی ہوں.... میں تو یونہی مذاق کر رہی تھی۔!"

اب عمران کے گالوں پر دو سیال لکیریں تھیں۔

"اوہو.... تم تو رونے لگے.... احمق کہیں کے....!"

"پھر احمق....!"

"ارے نہیں.... ہش توبہ....!" وہ بلاؤز کے گریبان سے رومال نکال کر اس کے آنسو خشک کرنے لگی۔

جب کسی طرح آنسوؤں کا سلسلہ ختم ہی نہ ہونے کو آیا تو جھنجھلا کر بولی۔

"اب بس کرو.... ورنہ اچھا نہیں ہوگا.... کیوں میرا اتنا اچھا موڈ تباہ کر رہے ہو....!"

پھر عمران کو معمول پر آنے میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے.... اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کوئی خاص بات ہوئی ہی نہ ہو۔!

"تم صرف سنکی معلوم ہوتے ہو.... اور کچھ نہیں....!" لیڈی بہرام بولی۔

"ارے اب میں اپنا سر دیوار سے ٹکرا دوں گا۔!"

"نہیں.... نہیں.... سنکی ہونا بری بات نہیں۔!" وہ جلدی سے بولی۔ "سنکی مجھے بہت اچھے لگتے ہیں.... ورنہ سر بہرام کو کیسے برداشت کرتی۔!"

"ہائے....!" عمران کراہا.... "وہ بے چارے بھی سنکی ہیں....!"

"فضول وقت نہ برباد کرو..... ہمیں باہر چلنا ہے۔ تم اپنی موٹر سائیکل یہیں چھوڑ دو.....!"

"چھوڑ دی....!"

پندرہ یا بیس منٹ بعد وہ برآمدے میں نظر آئے.... لیڈی بہرام نے اپنے بالشت بھر کے بلاؤز پر کوٹ پہن لیا تھا۔!

گاڑی پھاٹک کے باہر نکلی۔ عمران ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ لیڈی بہرام اس کے برابر بیٹھی تھی۔

"بائیں جانب موڑو اور چلتے رہو.....!" اس نے کہا۔

عمران نے خاموشی سے تعمیل کی۔

"رفتار بڑھاؤ نا.... سڑک سنسان ہے....!" وہ کچھ دیر بعد بولی۔

عمران نے گیئر بدلا.... لیکن کچھ بولا نہیں.... تھوڑی دیر بعد لیڈی بہرام نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "تمہارا مرض.... میری سمجھ میں آ گیا ہے۔ تم ذہنی طور پر مریض ہو....!"

عمران بے ڈھنگے پن سے کھانس کر رہ گیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھتی رہی۔

"بس اب آگے سے بائیں ہاتھ کو موڑ لینا....!" لیڈی بہرام نے کہا۔

عمران نے پھر خاموشی سے تعمیل کی لیکن یک بیک وہ کچھ نروس سا بھی ہو گیا۔ کیونکہ یہ سڑک احمد پور کی طرف جاتی تھی.... جس کے نواح میں وہ ریسٹ ہاؤز واقع تھا۔

اگر لیڈی بہرام کی منزل بھی وہی تھی تو عمران بڑے مخمصے میں پڑ گیا تھا.... اس کے سامنے وہ اپنا ریڈی میڈ میک اپ بھی استعمال نہ کر سکتا.... اور میک اپ کے بغیر اس کا وہاں پہچان لیا جانا یقینی تھا۔!

"میں تمہارے لئے دواء کی تلاش میں نکلی ہوں....!" لیڈی بہرام بولی۔

"جج.... جی.... دوا میرے لئے.... کیسی دوا....!"

"تمہارا مرض میری سمجھ میں آ گیا ہے....!"

"جی ہاں.... بھوک بالکل نہیں لگتی.... میرا خیال ہے واٹر بری کمپاؤنڈ....!"

"اتنا بنتے کیوں ہو....!"

"میرے خدا.... کیا میں یہ گاڑی کسی کھڈ میں گرا دوں....!"

"پاگل پن کی باتیں نہ کرو.... ابھی تک تمہیں کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو تمہیں سمجھ سکتی۔!"

"عورتوں کے سمجھنے بوجھنے سے کیا ہوتا ہے.... مرد سمجھیں تو کوئی بات بھی ہے۔!"

"اچھا بس خاموش رہو.... رفتار کچھ اور بڑھاؤ.... یہ سڑک بالکل سنسان ہے۔!"

"میں اختلاج قلب کا مریض ہوں محترمہ....!"

"تم جھوٹے ہو....!"

"احمق ہوں.... گاؤدی ہوں بدھو ہوں.... سنکی ہوں اور جھوٹا ہوں.... آخر آپ کی کس بات پر یقین کیا جائے.... اتنی بہت سی خوبیاں ایک آدمی میں تو ہرگز نہیں ہو سکتیں۔!"

"میں کہتی ہوں.... خاموش رہو....!"

وہ اس وقت احمد پور کے ہوٹل کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اگلے موڑ پر ریسٹ ہاؤز کا راستہ تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد اُسی کے لئے لیڈی بہرام نے ہدایت دی۔ عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور سوچا "اونہہ.... دیکھا جائے گا۔!"

ریسٹ ہاؤز کی کمپاؤنڈ میں اندھیرا تھا.... پورچ میں جو بلب روشن تھا اس کی روشنی خود پورچ ہی کے لئے ناکافی تھی۔ لیکن گاڑی پورچ تک کب گئی تھی اُسے تو لیڈی بہرام نے اندھیرے ہی میں رکوا لیا تھا.... اور یہ کہتی ہوئی خود اتر گئی تھی کہ وہ گاڑی ہی میں اس کا انتظار کرے۔!

عمران مطمئن ہو کر چیونگم کچلنے لگا تھا.... عمارت کی بعض کھڑکیوں کے شیشے روشن تھے۔

عمران پورچ کی طرف دیکھتا رہا۔ لیکن لیڈی بہرام وہاں نہ دکھائی دی۔ اندھیرے میں پتہ نہیں کس طرف غائب ہو گئی تھی۔ پندرہ بیس منٹ گزر جانے کے بعد آہٹ سنائی دی۔ لیکن یہ آدمیوں کے قدموں کی معلوم ہوتی تھی۔!

پھر اس نے لیڈی بہرام کی آواز سنی جو کسی سے کہہ رہی تھی۔ "تم آگے بیٹھ جاؤ....!"

"اچھا میم صاحب....!" دوسری آواز کھڑکی کے قریب سے آئی۔ یہ بھی کسی عورت ہی کی تھی۔ لیڈی بہرام نے عمران سے کہا۔ "دروازہ کھول دو....!"

عمران نے بائیں جانب والا دروازہ کھول دیا اور دوسری عورت اس کے قریب آ بیٹھی.... لیڈی بہرام نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "اب واپس چلو....!"

عمران نے انجن اسٹارٹ کیا.... قریب بیٹھی ہوئی عورت کے پاس سے عجیب ناگوار سی بو
آرہی تھی۔ عمران سوچنے لگا کہ وہ ایسی ہی ناگوار بو سے پہلے کب اور کہاں دوچار ہوا تھا۔

گاڑی کچھ دیر بعد پھر احمد پور سے شہر جانے والی سڑک پر نکل آئی۔

"سیدھے وہیں چلو.... جہاں سے آئے تھے۔!" لیڈی بہرام نے عمران کو مخاطب کیا۔

"بہت بہتر.... محترمہ....!" اس نے کہا اور گیئر بدل کر ایکسلریٹر پر دباؤ بڑھانے لگا۔

پھر راستہ خاموشی سے طے ہوتا رہا تھا۔

شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی لیڈی بہرام نے پھر بولنا شروع کردیا۔

لیکن اب ساری گفتگو انگریزی میں ہورہی تھی۔

"تم خوش ہو جاؤ گے....!" وہ عمران سے کہہ رہی تھی۔

"کب....؟" عمران نے بے حد خوش ہو کر پوچھا۔

"گھر پہنچ کر....!" جواب ملا۔

پھر عمران نے مزید وضاحت نہ چاہی۔ ضرورت ہی کیا تھی جو بات تھی سامنے آنے والی تھی۔

وہ لیڈی بہرام کی ذاتی اقامت گاہ تک بھی جا پہنچے۔ ہارن کی آواز سن کر چوکیدار نے پھاٹک کھول
دیا تھا۔ گاڑی برآمدے کے قریب تک چلی گئی۔

اور اب روشنی میں عمران نے اس میلی کچیلی دیہاتی لڑکی کو دیکھا جو اتنی دیر سے اس کے قریب
بیٹھی رہی تھی.... اور اس کے پاس سے آنے والی بو بھی اس کے لئے انجانی نہ رہ گئی۔ اُسے یاد
آگیا کہ اس قسم کی بو اس جگہ پائی جاتی ہے جہاں چوپائے باندھے جاتے ہیں.... سڑتے ہوئے
چارے اور گوبر کی ملی جلی بو....!

لڑکی قبول صورت اور گندمی رنگ کی تھی۔ عمر انیس بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔

"اتر....!" لیڈی بہرام بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

عمران نے محسوس کیا کہ لڑکی کچھ شرمائی شرمائی سی ہے۔

وہ برآمدے میں رک گئے تھے۔!

"کیسی ہے....؟" لیڈی بہرام نے عمران سے پوچھا۔ وہ لڑکی ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ماشاءاللہ....!" عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں پسند ہے نا....!"

"الحمدللہ....!"

"اندر چلو....!"

وہ نشست کے کمرے میں آئے....!

"تم مجھے خوش نہیں معلوم ہوتے....!" لیڈی بہرام نے کہا اور عمران نے فوری طور پر قہقہہ
لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ بہت زیادہ خوش ہے۔!

"خاموش رہو....!" لیڈی بہرام ناخوش گوار لہجے میں بولی۔

عمران نے قہقہے میں پورا بریک لگایا.... اب اس کے ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش بھی نہیں پائی
جاتی تھی.... بالکل گاؤدی اور غبی نظر آرہا تھا۔

وہ اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "میں ابھی آئی۔!"

ڈرائنگ روم سے نکلتے وقت نہ صرف اس نے دروازہ بند کیا تھا بلکہ عمران نے قفل میں کنجی
لگنے اور اس کے گھومنے کی آواز بھی سنی تھی۔

وہ ٹھنڈی سانس لے کر بیٹھ گیا اور جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسے پھاڑنے لگا۔

"آپ شوق فرمائیں گی۔!" اس نے ایک پیس لڑکی کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"یو کا ہے....!" لڑکی بولی۔

"محترمہ....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر مایوسانہ لہجے میں کہا۔ "مجھے فرانسیسی نہیں
آتی لہٰذا آپ نے جو کچھ کہا ہے اس کا ترجمہ انگریزی میں کر دیجئے۔!"

"کا جانے کا کہت ہو....!" لڑکی جھینپ کر بولی۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا محترمہ....!" عمران گڑگڑایا۔ "میری بدنصیبی ہے کہ فرانسیسی....
خیر جانے دیجئے.... ہم خاموش بیٹھیں گے۔!"

خاموشی کے طویل وقفے میں لڑکی ایک بار مضطربانہ انداز میں کھنکاری تھی۔

عمران نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کاہے لے آئے ہو ہمکا....؟" لڑکی کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

عمران بت بنا بیٹھا رہا۔

"ہم میم صاحب کی لونڈی ہیں....!" لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"جی....اب تو کچھ کچھ سمجھ میں آرہا ہے....!" عمران چونک کر بولا۔

لڑکی ہنسنے لگی اور عمران نے بھی احمقانہ انداز میں اس کا ساتھ دیا۔

اسی طرح آدھا گھنٹہ گزر گیا....لڑکی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ کبھی وہ جھینپی سی معلوم ہوتی....اور کبھی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ نظر آتی۔

"کچھ بات کرو....کاہے چپ بیٹھے ہو....!" بالآخر اس نے کہا۔

"کیا عرض کروں محترمہ....! انفلیشن کا خوف مجھے کھائے جارہا ہے۔!"

"یو کا ہے....؟"

"انفلیشن....!" عمران نے پوچھا۔

لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔!

"افراطِ زر....افراطِ زر سمجھتی ہیں آپ....!"

لڑکی نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

"افراطِ زر اسے کہتے ہیں کہ وسائل کی کمی ہو لیکن میڈیم آف ایکسچینج کی فراوانی ہو جائے۔!"

"کا جانے کا کہت ہو....ہمری سمجھ ما نہیں آوت....!"

"آوت اور کہت کا مطلب آپ مجھے سمجھا دیجئے میں سر کے بل کھڑا ہو کر آپ کو افراطِ زر کا مطلب سمجھانے کی کوشش کروں گا۔!"

"میم صاحب....!" وہ جھلا کر چیخی۔

ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا اور لیڈی بہرام شعلہ جوالہ بنی نظر آئی۔

"اٹھو....نکلو یہاں سے....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی! تخاطب عمران سے تھا۔!

عمران چپ چاپ اٹھا اور راہداری میں نکل آیا....لیڈی بہرام پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"تم بالکل جنگلی اور گنوار ہو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر چیخی اور عمران پلٹ کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں....!"

"مم....مجھ سے....یعنی کہ میں جنگلی اور گنوار....!"

"ہاں....ہاں....!"

"وہ کیوں محترمہ....؟"

"مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔! میں سمجھی تھی کہ تم اپنے یا اپنے سے اونچے طبقے کی عورتوں سے شرماتے ہو۔!"

"قسم ہے پروردگار کی....یہ الزام ہے....!"

"پھر تم کیا بلا ہو....!" وہ آنکھیں نکال کر چیخی۔

"جنگلی اور گنوار کے بعد اب میں بلا بھی ہوں....!" عمران غصیلے لہجے میں بڑبڑایا۔

"بالکل ہو....بالکل ہو....چلے جاؤ یہاں سے۔!"

"لیکن میرا قصور لیڈی صاحبہ....!"

"چلے جاؤ....!" وہ پیر پٹخ کر چیخی۔

"خواہ مخواہ....!" وہ سر جھٹک کر بولا۔ "خود ہی بلاتی ہیں پھر اس طرح بھگا دیتی ہیں۔ آپ کا مرض بھی میری سمجھ میں آگیا ہے....آپ خود سنکی ہیں۔ بے چارے سر بہرام....اگر وہ پرانی دھرانی موٹروں اور کاٹھ کباڑ میں دلچسپی نہ لیں تو پھر کریں کیا۔!"

"چلے جاؤ....!" لیڈی بہرام مکا تان کر جھپٹ پڑی۔

"ارے....ارے....!" عمران سہمے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا! لیکن تیزی سے چلتے ہوئے بھی دو چار ہاتھ پڑ ہی گئے....لیڈی بہرام پر جیسے دیوانگی کا دورہ پڑا تھا۔

✿

صبح آٹھ بجے تک وہ سوتا رہا تھا۔

اس جیسے آدمی کے لئے چار گھنٹے بہت تھے۔

ساڑھے تین بجے تو وہ رانا پیلس تک پہنچا تھا....سوتے سوتے چار بج گئے تھے۔

لیڈی بہرام نے پھر اسے وہاں نہیں ٹکنے دیا تھا....ایسی تیغ بے نیام ہوئی تھی کہ وہ منہ ہی دیکھتا رہ گیا تھا۔

آنکھ کھلتے ہی جوزف کا چہرہ نظر آیا۔ بہت خوش معلوم ہوتا تھا....دانت نکلے پڑ رہے تھے۔

"باس.... وہ گونگا بولنے لگا ہے۔!"

"تجھ سے سابقہ پڑ جائے تو مردے بھی بول اٹھیں گے۔!" عمران انگڑائی لے کر بولا۔ "وہ بے چارہ تو صرف گونگا ہی تھا۔!"

"نہیں باس....! میں بہت خوش ہوں....! ہم دیر تک گفتگو کرتے رہے ہیں....! وہ اچھی انگریزی بول سکتا ہے۔!"

"اگر تم اسے عربی بھی سکھا سکو تو میں سکون سے مر سکوں گا۔!" وہ بستر سے اٹھ گیا۔

جوزف کہہ رہا تھا۔

"وہ بھی خبیث روحوں پر یقین رکھتا ہے.... پچھلی رات ہم بھوتوں اور چڑیلوں کے متعلق گفتگو کرتے رہے تھے۔ اس کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ میں تو حیران رہ گیا۔ اس نے پچھلے سال ایک ایسی عورت دیکھی تھی جس کا سر گدھے کا تھا۔!"

"ساری عورتیں گدھے کا سر رکھتی ہیں۔!"

"مذاق نہیں باس.... اس نے مثوشی کا کو دیکھا تھا.... وہ جو صرف پورے چاند کی رات کو چراگاہوں میں نمودار ہوتی ہے۔ جب بھی دیکھی جاتی ہے ہیضہ پھیلتا ہے۔!"

"ابے میرے جوتے کہاں گئے....!"

"ہم میں سے جب بھی کوئی اس کا تذکرہ سنتا ہے۔ ایک ہفتے تک ننگے پیر پھرتا ہے۔!"

"اچھا تو پھر....؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں نے احتیاطاً آپ کے جوتے جمعدار کو دے دیئے....!"

"اچھا....!" عمران منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"دیکھو باس....! میں بھی ننگے پیر ہوں.... میں اسے کسی طرح نہیں روک سکا تھا.... کہ مثوشی کا تذکرہ نہ کرے۔!"

"مثوشی کا کے بچے تو اس وقت اپنے گاؤں کی کسی کرال میں نہیں بلکہ رانا پیلس میں ہے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا باس.... خبیث روحیں پل بھر میں نارتھ پول سے ساؤتھ پول تک پہنچ سکتی ہیں۔!"

"لیکن اب میں باتھ روم تک کیسے پہنچوں خبیث....!"

"ننگے پیر باس....! خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔!"

"کیا تم اسے بھی ننگے پیر چلنے پر آمادہ کر سکے ہو....!"

"نہیں باس....!" جوزف نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "مثوشی کا کے تذکرے کے بعد سے وہ ایسی زبان بولنے لگا ہے جسے میں نہیں سمجھ سکتا.... ہو سکتا ہے وہ سرے سے کوئی زبان ہی نہ ہو.... خبیث روحیں تو آدمی کو کتے کی طرح بھونکنے پر مجبور کر دیتی ہیں....!"

عمران اٹھ کر ملبوسات والے کمرے میں آیا.... لیکن یہاں جوتوں کی الماری سرے سے خالی نظر آئی۔

جوزف پیچھے پیچھے آیا تھا.... سر ہلا کر بولا۔ "نہیں باس میں اتنا احمق نہیں ہوں۔!"

"کیا مطلب....!" عمران غرا کر اس کی طرف پلٹا۔

"میں نے یہ الماری بھی خالی کر دی ہے۔!"

"ابے دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" عمران گھونسہ تان کر جھپٹا۔

"مار مار کر مجھے بھوسہ کر دو.... لیکن میں تمہارا دشمن تو نہیں ہوں....! تمہیں ایک ہفتے تک ننگے پیر چلنا پڑے گا باس....!"

عمران بے بسی سے منہ چلا کر رہ گیا۔ وہ جو ساری دنیا کو انگلیوں پر نچائے پھرتا تھا اس وقت اس احمق کے آگے خود کو بالکل الو محسوس کر رہا تھا۔

"وہ مردود کہاں ہے....!" بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں نے اسے ایک کام بتا کر باہر بھیج دیا ہے کہ کہیں تم اس کے جوتے نہ اتروا لو....!"

"دفع ہو جاؤ مردود....!" عمران پھر اس کی طرف جھپٹا اور دھکے دیتا ہوا بیرونی برآمدے تک نکال لایا۔

"کھڑے رہو یہیں.... رات کے بارہ بجے تک!" اس نے اسے گھونسہ دکھا کر کہا پھر وہ اندر آنے کیلئے مڑا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے فون والے کمرے میں پہنچا۔

"ہلو....!" وہ ماؤتھ پیس میں بولا۔

"بلیک زیرو.... سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اچھا....!"

"رحمان صاحب کا پرسنل اسسٹنٹ آپ کی تلاش میں ہے..... پچھلی رات بھی بڑی دیر تک آپ کے فلیٹ میں آپ کا منتظر رہا تھا..!"

"جولیا روانہ ہو گئی یا نہیں....!"

"وہ گئی جناب.... کوئی پندرہ منٹ پہلے کی بات ہے..!"

"میرے لئے آٹھ نمبر کے جوتوں کی جوڑی فوراً بھجواؤ....!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران سلسلہ منقطع کر کے پھر بیرونی برآمدے میں واپس آیا.... جوزف کسی بت کی طرح "اٹین شن" نظر آیا....اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں۔!

"کھڑے رہو.... مردود.... اسی طرح....!"

"پرواہ نہیں باس....!لیکن میں تمہیں خطرے میں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔!"

"تو خبیث اب یہ ضعیف الاعتقادی ترک کردے ورنہ اپنے ساتھ مجھے بھی جہنم میں پہنچادے گا۔!"

"تم اسے ضعیف الاعتقادی کہتے ہو باس.... کرسچیانٹی بھی یہی کہتی ہے.... میں بھی کرسچین ہوں.... لیکن یہ تو سوچو کہ جب ہم سبھوں کا باپ زمین پر پھینکا گیا تھا.... اس وقت یہ زمین صرف خبیث روحوں کا مسکن تھی۔!"

"رہی ہو گی... لیکن اب میرے اور تیرے سوا کوئی تیسرا خبیث اس زمین پر موجود نہیں۔!"

"میری گردن میں ہر وقت کراس لٹکا رہتا ہے.... اس وقت بھی جب میں آسمانی باپ کی نافرمانی کرتا ہوں.... وہ مجھے معاف کرے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کھڑا رہ یونہی....!" عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اندر واپس آگیا.... بہر حال اسے ننگے پیر ہی باتھ روم میں جانا پڑا تھا۔

آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر بلیک زیرو نے جوتے بھجوا دیئے تھے اور عمران کو جوتے پہنے دیکھ کر جوزف نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں کانپ رہا تھا.... بید مجنوں کی طرح۔

عمران نے موٹر سائیکل سنبھالی اور ریڈی میڈ میک اپ میں باہر روانہ ہو گیا۔

اسے یقین تھا کہ اب رحمان صاحب اس سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ فوری طور پر ان سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ وجہ جانے بغیر اسے وہ فائل کبھی دیکھنے نہ دیتے جس کی اسے ضرورت تھی....اور

ظاہر تھا کہ وہ کم از کم انہیں تو وجہ نہیں بتا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بہر حال ایک دوسرے محکمے سے تعلق رکھتے تھے، اور وہ صرف سر سلطان کو جواب دہ تھا۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس فائل کو اپنے محکمے کے توسط سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

کچھ دیر بعد موٹر سائیکل کا رخ سر بہرام کی کوٹھی کی طرف ہو گیا۔ آج وہ وہاں ناوقت جا رہا تھا اس سے پہلے وہ ایک مقررہ وقت پر جاتا رہا تھا۔

ضروری نہیں تھا کہ سر بہرام سے ملاقات ہو ہی جاتی.... لیکن وہ پھر بھی جانا چاہتا تھا۔

اس کا خیال درست نکلا.... سر بہرام موجود نہیں تھا.... پھر بھی وہ اندر چلا گیا.... عدم موجودگی کی اطلاع پھاٹک ہی پر "ان اور آوٹ" والی نیم پلیٹ سے مل گئی تھی۔

ریڈی میڈ میک اپ عمارت کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی چہرے سے ہٹا دیا تھا۔

لیڈی بہرام پورچ کے قریب کھڑی ملی۔ شائد وہ موٹر سائیکل کی آواز سن کر باہر نکل آئی تھی۔ عمران کی شکل دیکھتے ہی مسکرائی۔

"یہ آج ناوقت کیسے....؟" اس نے پوچھا۔

"جی گھبرا رہا تھا....!"

"تم بکواس کرتے ہو.... مجھ سے ملنے آئے ہو....!"

"پتہ نہیں....!"

"چلو.... اندر چلو....!"

"سر بہرام....!" عمران چور نظروں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔

"وہ موجود نہیں ہیں.... شائد شام سے پہلے واپس نہ آئیں۔!"

عمران اس کے ساتھ سٹنگ روم میں آیا.... وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"مجھے اپنے پچھلی رات والے رویئے پر افسوس ہے....!"

"ارے وہ....!" عمران جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "کوئی بات نہیں۔!"

"بس مجھے غصہ آگیا تھا جب غصہ آتا ہے تو میں نہیں سوچتی کہ جو کچھ کر رہی ہوں وہ مناسب بھی ہے یا نہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا وہ کہتی رہی۔ "میری نظروں سے مردوں کے بے شمار ٹائپ گزرے ہیں میرا

دعویٰ ہے کہ میں مردوں کو سمجھ سکتی ہوں.... لیکن....!"

وہ خاموش ہو گئی.... اور عمران ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر بولی۔ "تم یا تو خطرناک قسم کے ایکٹر ہو! یا ایک کامیاب ٹائپ جو پہلی بار میری نظر سے گزرا ہے....!"

"کچھ بھی ہو....! میں تو خود کو بے قصور سمجھتا ہوں۔!" عمران گھگھیایا۔

لیکن وہ اس ریمارک پر توجہ دیئے بغیر کہتی رہی۔ "میں نے آلیور گولڈ اسمتھ کے ایک ڈرامے "شی اسٹوپس ٹو کانکر" میں ایک ایسا ہی کردار پڑھا تھا وہ اپنی ہونے والی منگیتر سے اس درجہ شرماتا ہے کہ کئی بار ملنے کے باوجود بھی اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا۔ وہ اس کے مرض کو سمجھ لیتی ہے اور زیادہ تر ایک گھریلو ملازمہ کے لباس میں اس کے سامنے آتی ہے اور وہ اس میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اس سے چھیڑ خانیاں کرتا ہے۔!"

"وہ سخت نا ہنجار تھا....!" عمران بڑبڑایا۔

وہ خاموشی سے اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "لیکن اس کے باوجود بھی تم ایک اچھے دوست ثابت ہو سکتے ہو۔!"

عمران خوش نظر آنے لگا اور یک بیک بولا۔ "اب آپ نے مجھے کچھ کچھ سمجھنا شروع کیا ہے۔"

"نہیں یقین کرو یہ بات پچھلی رات ہی میرے ذہن میں آئی تھی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"مجھے ایک ایسے دوست کی تلاش تھی جو میرے مشن میں میرا ہاتھ بٹا سکے۔!"

"اوہو.... کوئی خدمت خلق قسم کی چیز ہے۔!"

"ہاں....!"

"مجھے ضرور بتایئے.... بے حد شوق ہے خدمت خلق کا.... ایک زمانے میں نمازیوں کے جوتے چرایا کرتا تھا۔!"

"میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش مت کرو.... سنجیدگی سے سنو....!"

"آئی.... ایم سوری.... آپ بتایئے....!" عمران نے ہمہ تن گوش ہو جانے کی ایکٹنگ کی۔

وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "ہمارا مزدور طبقہ بڑی دشواریوں میں مبتلا ہے۔ اسے اتنی

بات نہیں ہوتی کہ صحیح طور پر آدمیوں کی سی زندگی بسر کر سکے۔ ان کے متعلقین طرح طرح کی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔!"

"یہ بات تو ہے....!" عمران سنجیدگی سے سر ہلا کر بولا۔

"میں اپنی دولت کا بیشتر حصہ ان کے لئے ادویات خریدنے میں صرف کرتی ہوں اور انہیں اُن ہی پہنچاتی ہوں۔!"

"اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔!"

"سنتے رہو....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"جی بہت اچھا....!"

"اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔!"

"میں حاضر ہوں....!"

"میں دوائیں فراہم کروں اور تم انہیں ان تک پہنچاؤ۔!"

"بڑی خوشی سے۔!"

"بھاگ دوڑ کا کام ہے۔!"

"میں زیادہ تر بیٹھا مکھیاں مارتا رہتا ہوں.... میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔!"

"ہاں شاید پچھلی رات تم نے مجھے اپنے پیشے کے بارے میں بتایا تھا۔!"

"ریفریجریشن کا کام کرتا ہوں....!"

"خیر.... خیر.... تو پھر تم تیار ہو....؟"

"بالکل....!"

"اچھا تو دواؤں کا ایک بکس ایک جگہ فوری طور پر پہنچا دو....!"

"لایئے.... میں ابھی جاؤں گا۔!"

"بہتر یہی ہوگا.... گودی کے مزدوروں میں آج کل انفلوئنزا پھیلا ہوا ہے تمہیں وہیں جانا ہے.... وہارف پر غلے کے گوداموں کے قریب تمہیں ایک آدمی وحید ل ملے گا.... وہ اپنی ایسوسی ایشن کا صدر بھی ہے.... دواؤں کا بکس چپ چاپ اس کے حوالے کر دینا وہ سمجھ جائے گا کہ میں نے بھجوایا ہے۔!"

"بہت اچھا....!"

"میں اس کا مکمل پتہ لکھ کر لاتی ہوں....!" اس نے کہا اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

عمران بیٹھا چیونگم کچلتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا۔

"یہ لو....!"

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے لیا.... دیکھ کر سر ہلاتا رہا اور پھر تہہ کر کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "دواؤں کا بکس کہاں ہے....؟"

"پھاٹک کے قریب والی کوٹھری میں.... اتنا بڑا ہے کہ بہ آسانی تمہاری گاڑی کے کیریئر پر آجائے گا.... چلو میں چل رہی ہوں....!"

وہ اسے پھاٹک کے قریب والی کوٹھری میں لائی.... یہ غالباً چوکیدار کے لئے تھی۔

دواؤں کا بکس.... موٹی دفتی کا ایک کارٹن ثابت ہوا.... اور یہ یقیناً موٹر سائیکل کے کیریئر پر لے جایا جاسکتا تھا۔

"بس تم یہ اس کے حوالے کر دینا.... کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔!"

"بہت اچھا....!" عمران بولا۔

اس کی موٹر سائیکل کمپاؤنڈ سے نکل کر گلی پر آئی تو اُسے خیال آیا کہ میک اپ تو جیب ہی میں پڑا رہ گیا....!"

"دیکھا جائے گا....!" وہ بڑبڑایا اور پھر میک اپ کو دوبارہ استعمال کرنے کا ارادہ ہی ترک کر دیا۔ حقیقتاً اب وہ ان لوگوں سے ٹکرا ہی جانا چاہتا تھا جن کیلئے اتنے دنوں سے سرگرداں رہا تھا۔

موٹر سائیکل وہارف کی طرف بڑھتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹھیک اُسی جگہ جا پہنچا جہاں کا پتہ لیڈی بہرام نے اسے لکھ کر دیا تھا۔

ایک چھوٹا سا چائے خانہ تھا.... کاؤنٹر پر جا کر اس نے وحیدل کے بارے میں پوچھا۔

کاؤنٹر کلرک نے ایک ایسے آدمی کی طرف اشارہ کیا جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ خاصا چوڑا چکلا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

عمران لیڈی بہرام کا دیا ہوا کارٹن بغل میں دبائے اس کے سامنے پہنچا۔

"وحیدل....!" عمران نے تفہیمی انداز میں کہا۔

اس نے اپنا بھاری چہرہ اٹھا کر نیم وا آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔ عجیب سی لاپروائی اور بے تعلقی تھی اس کی آنکھوں میں۔

عمران نے کارٹن اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے اس پر اچٹتی سی نظر ڈالی اور اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب وہاں عمران کی موجودگی ضروری نہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی جانب مڑ گیا۔ لیکن وہ اس شخص وحیدل کو اس طرح رواروی میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا.... اسے دیکھ کر اس کی یادداشت میں کچھ عجیب سی تحریک ہوئی تھی۔

وہ تیزی سے اپنی کھوپڑی سہلانے لگا.... اسے وہ بت یاد آیا جس کی ایک آنکھ لیڈی بہرام کے گریبان کے بلاؤز میں رہتی تھی.... من و عن وہی شکل تھی اس وحیدل کی۔!

✿

جولیانا فٹنر واٹر کو ایکس ٹو کے الفاظ اب یاد آرہے تھے.... اس نے کہا تھا تمہاری سزا یہ ہے کہ عمران تمہیں جس طرح چاہے گا استعمال کرے گا۔

وہ ریسٹ ہاؤز میں اس کی پہلی شام تھی....: یہاں کمرہ حاصل کر لینے کے بعد آثارِ قدیمہ دیکھنے چلی گئی تھی.... اور اب اس وقت دن بھر کی تھکی ہاری واپس آئی تھی۔

کمپاؤنڈ میں متعدد کاریں کھڑی نظر آئیں اور ڈائننگ ہال میں خاصی بھیڑ دیکھی۔

اس نے سوچا آخر یہ لوگ شہر سے اتنی دور ویرانے میں کس قسم کی تفریح کی غرض سے آتے ہیں۔

پھر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ کوریڈر میں سے کئی لڑکیاں دکھائی دیں۔ یہ سب کی سب غیر ملکی تھی.... وہ ان کی طرف خاص توجہ دیئے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اس نے سوچا وہ ڈائننگ ہال میں نہیں جائے گی.... اپنے لئے وہیں کھانا منگوائے گی۔

ساڑھے چھ بج گئے۔ باہر یقیناً اندھیرا پھیل گیا ہوگا.... وہ بے سدھ بستر پر پڑی رہی.... اٹھنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا.... مہینوں سے ایسی کسی بھاگ دوڑ سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اٹھنے کو قطعی دل نہیں چاہتا تھا.... دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اندر چٹخنی چڑھی

ہوئی تھی لہٰذا اٹھنا ہی پڑا۔ سلیپنگ گاؤن پہن کر دروازہ کھولا۔

باہر ایک بوڑھا آدمی کھڑا چندھیائے ہوئے انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"مجھے افسوس ہے.....!" اس نے فرانسیسی زبان میں کہا۔ "لیکن میں اپنے اشتیاق کو کسی طرح نہ دبا سکا.... جب یہ معلوم ہوا کہ ایک فرانسیسی خاتون بھی یہاں موجود ہیں۔ کالے کوسوں دور جب کوئی ہم وطن مل جائے تو کتنی خوشی ہوتی ہے۔!"

"اندر آجایئے....!" جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ....!"

وہ کمرے میں داخل ہو کر بے تکلفی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھی خوشی ہوئی۔!" جولیا بولی۔

"لیکن تمہارا لہجہ....!"

"اوہو.... میں زیادہ تر سوئٹزر لینڈ میں رہی ہوں۔ میرا باپ فرانسیسی تھا اور ماں سوئیس۔!"

"خیر.... یہی کیا کم ہے کہ تم فرانسیسی بول اور سمجھ سکتی ہو۔ یہاں مجھے انگریزی بولنے میں بڑی دشواری پیش آتی ہے اور مقامی لوگوں کی انگریزی بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"میں ایک سال سے ایشیا کا سفر کر رہی ہوں اس لئے مجھے تو کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔!"

"کیا محض سیاحی کی غرض سے۔!"

"ایشیا کے بعض آثار قدیمہ سے متعلق ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔!"

"اوہو.... تو تم بھی لکھتی ہو....!"

"جی.... ہاں....!"

"رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ....!"

"شکریہ....!"

"میں تبدیلی آب وہوا کی غرض سے آیا ہوں.... مارسیلز میں میرا شراب کا کاروبار ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔! سوچ رہی تھی مردود کہاں سے آمرا۔

"بوڑھا آدمی ہوں.... تم بوریت تو نہیں محسوس کر رہیں....!"

"ہرگز نہیں.... کم از کم میرے لئے تو بڑھاپا بڑی دلچسپ چیز ہے چلتا پھرتا آثار قدیمہ۔!"

وہ بے ڈھنگے پن سے ہنسا اور جولیا دل ہی دل میں اسے گالیاں دے کر رہ گئی۔ اس وقت بیٹھے رہنے کو قطعی جی نہیں چاہتا تھا۔

"میں یہاں کئی ماہ سے ہوں.... یہاں کی پرسکون زندگی مجھے پسند ہے۔!" بوڑھے نے کچھ دیر بعد کہا۔

"ہاں زندگی تو پرسکون ہے۔!" جولیا بے دلی سے بولی۔

"اچھا تو اب میں چلوں.... آدھے گھنٹے بعد ڈائننگ ہال میں ملاقات ہوگی۔!"

جولیا نے دل میں کہا۔ "جہنم میں جاؤ.... اگر اس وقت تک موڈ بن گیا تو دیکھا جائے گا۔!"

عمران کی ہدایت کے مطابق اسے کسی ایسے آدمی پر نظر رکھنی تھی جس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کسی قدر غائب تھی لیکن اس کی باتوں سے بھی مترشح ہوا تھا کہ وہ اپنی اس کٹی ہوئی انگلی کو چھپاتا بھی ہے۔ انگلی کو چھپانے کے لئے دستانے ہی پہنے جاسکتے ہیں لہٰذا اسے کسی ایسے آدمی پر نظر رکھنی تھی جو کم از کم بائیں ہاتھ کا دستانہ تو اتارتا ہی نہ ہو۔!

بوڑھے کے چلے جانے کے بعد وہ پھر لیٹ گئی۔ عجیب سی زندگی تھی۔ یا تو آرام ہی آرام یا پھر اتنی بھاگ دوڑ کہ زندگی سے جی بیزار ہونے لگے۔!

تھوڑی دیر بعد اس پر غنودگی طاری ہوگئی پھر ہوش نہ رہا کہ رات کا کھانا بھی باقی ہے۔ آواز پھر سنائی دی.... کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا....! بالکل پاگلوں کے سے انداز میں.... جولیا کو غصہ آگیا۔ اب جھلا کر چیخی۔ "کون بیہودہ ہے....؟"

دستک بند ہوگئی۔

وہ تیزی سے اٹھی اور سلیپنگ گاؤن پہن کر اس کی ڈوری کستی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھلا اور اسی فرانسیسی بوڑھے پر نظر پڑی! جی چاہا کہ دو چار سلواتیں سنا دے لیکن پھر خاموش ہی رہ گئی۔

"لڑکی میں بوڑھا آدمی ہوں.... مجھ سے بھوک کی سہار نہیں ہو سکتی۔ تم خود دیکھو.... نو بج رہے ہیں.... انتظار کرتے کرتے تھک گیا تو مجبوراً یہ حرکت کرنی پڑی۔"

"اوہ.... مجھے افسوس ہے موسیو....! اچھا میں لباس تبدیل کر کے آتی ہوں.... دن بھر کی تھکن کے بعد غیر ارادی طور پر سو گئی تھی۔!"

"بہت اچھا.... تبدیل کرو لباس....!" وہ کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔ لیکن یہ صرف بیڈ روم تھا کوئی اور دوسرا کمرہ تو تھا نہیں جہاں جاکر وہ لباس تبدیل کرتی.... لہٰذا کپڑے اٹھا کر باتھ روم کی طرف جانے لگی۔

"اوہ.... میں سمجھا تھا تم یہیں لباس تبدیل کرو گی۔!" بوڑھے نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اتنی کٹر فرانسیسی نہیں ہوں.... موسیو....!" جولیا نے مسکرا کر کہا اور غسل خانے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

وہ ان فرانسیسی بوڑھوں کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے سوچا چلو تفریح ہی رہے گی۔

لباس تبدیل کر کے وہ باہر آئی۔ معمولی سا میک اپ کیا اور بوڑھے کے ساتھ ڈائننگ ہال جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

"اس گرم ملک میں بھی خاصی سردی پڑتی ہے۔!" بوڑھا مصنوعی کھانسی کے بعد بولا۔

"ہاں موسیو.... لیکن میں ایک سال سے ان اطراف میں ہوں۔ لہٰذا مجھے اب کوئی خاص بات نہیں نظر آتی۔!"

وہ ڈائننگ ہال میں آئے.... یہاں اب صرف ایک ہی میز خالی نظر آرہی تھی اور غالباً یہ اسی بوڑھے کی تھی۔

وہ دونوں بیٹھ گئے۔ تقریباً ہر میز پر ایک دو لڑکیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں اور یہ سب ہی کسی نہ کسی مغربی ہی ملک سے تعلق رکھتی تھیں۔ سفید فام بھی مرد تھے لیکن دیسیوں کے مقابلے میں خال خال ہی نظر آتے۔!

"کھانے سے پہلے کیا پیو گی....!" بوڑھے نے پوچھا۔

"کچھ پینے میں وقت ضرور صرف ہو گا لیکن میں اتنی بھوکی ہوں....!"

"خیر.... خیر چلو اچھا ہے۔!" بوڑھا سر ہلا کر بولا۔ "میں بھی بہت بھوکا ہوں۔!"

مینو سے انتخاب کرنے کے بعد آرڈر دیا گیا۔ سروس اچھی تھی۔ کھانا میز پر لگنے میں دیر نہ لگی۔

"کیا تم جانتی ہو کہ یہ سب پیشہ ور لڑکیاں ہیں۔!" بوڑھے نے آہستہ سے کہا۔

"میں کیا جانوں.... میں تو آج ہی آئی ہوں۔!"

"ہاں یہی بات ہے....!" بوڑھا معنی خیز انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اونہہ.... مجھے کیا.... اپنے ملک میں ہم ایسی چیزوں کی طرف دھیان تک نہیں دیتے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔!"

جولیا نے اس طرح شانوں کو جنبش دی جیسے کہنا چاہتی ہو۔ سوچے جاؤ....!

"یہاں ایسی شرابیں بھی موجود ہیں جو اس ملک میں امپورٹ نہیں ہوتیں۔!"

جولیا نے صرف سر ہلا دیا۔

"تو یہ تمہارے لئے کوئی ایسی اہم بات نہیں....!"

جولیا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ذہن پر زور دو.... یہ غیر قانونی طور امپورٹ کی گئی ہوں گی۔!"

"ممکن ہے....!" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"میرے لئے تو یہ چیز سنسنی خیز ہے۔!"

"خود بھی شرابوں کے تاجر ہونا....!"

"ہاں.... ہاں.... میں واقف ہوں.... ان سارے چکروں سے۔ یہاں جو بھیڑ دیکھ رہی ہو ان میں زیادہ تر سرکاری آفیسر ہوں گے۔ یہ لڑکیاں انہیں کے لئے یہاں رکھی گئی ہیں۔!"

"اوہ تو کیا یہ رہتی بھی یہیں ہیں۔!"

"بالکل.... اوپری منزل پر.... میں انہیں بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں....!"

دیسی آدمیوں میں جولیا کو کئی جانی پہچانی صورتیں نظر آئی تھیں۔ یہ لوگ حقیقتاً شہر کے ذمہ دار آفیسر تھے۔! کچھ دیر تک وہ دونوں خاموشی سے کھاتے رہے پھر بوڑھا بولا۔ "مجھے ایسی لڑکیوں سے دلچسپی نہیں۔!"

"تمہیں تو اب کسی قسم کی لڑکیوں سے دلچسپی نہ ہونی چاہئے۔!" جولیا مسکرائی۔

"اب مجھے اتنا بھی بوڑھا نہ سمجھو....!" وہ اکڑ کر بولا۔

"بہتر یہ ہے کہ تم نو[illegible] سمجھو....!" جولیا اسے چڑانے پر تل گئی۔

"ہوں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "مارسیلز میں....!"

"میں جانتی ہوں....!" وہ اس کی بات کاٹ کر بولی۔ "مارسیلز تو بوڑھی عورتوں کا شہر ہے۔!"

"ہونہہ.... تم نے دیکھا بھی ہے مارسیلز....!"

"میں نے نہیں دیکھا تو کیا ہوا.... میری دادی تو اب بھی وہیں رہتی ہے۔!"

"تم میرا مذاق اڑا رہی ہو....!"

"نہیں نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!" جولیا اسے منانے کے سے انداز میں بولی۔

"کم از کم فرانسیسی خون رکھنے والی لڑکی کو اتنا بے درد نہ ہونا چاہئے۔!"

"تم اپنے مصنوعی دانت نکال کر مجھے پیار کر سکتے ہو.... لیکن پھر ٹھوری ناک سے آملی تو پیار کیسے کرو گے۔!"

"اب میں نہیں بولوں گا!" اس نے بے حد ناخوش گوار لہجے میں کہا اور خاموشی سے کھاتا رہا۔

دفعتاً شور سن کر وہ دونوں ہی چونکے! کاؤنٹر کے قریب کئی آدمی کھڑے دکھائی دیئے اور ان میں سے ایک بہت اونچی آواز میں بول رہا تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے خود ریسٹ ہاؤز کی مالکہ نظر آئی جس کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔!

"کیا قصہ....!" جولیا آہستہ سے بولی۔

"ہوگا کچھ.... تمہیں کیا....؟"

"یہاں فسادات تو نہیں ہوتے.... یہ مشرقی بڑے جھگڑالو ہوتے ہیں۔!"

"کوئی بڑا فساد تو ابھی تک نہیں ہوا....!"

دفعتاً ایک میز سے ایک لمبا تڑنگا آدمی اٹھا اور آہستہ آہستہ کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

"اب یقیناً جھگڑا ہوگا۔!" جولیا بولی۔ "اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!"

"ہونے دو.... اسی کا نام زندگی ہے۔ جوانی میں میں بھی خوب لڑا ہوں لڑکیوں کے لئے۔!"

"اس لئے اب لڑکیوں کو تمہارے لئے لڑنا چاہئے۔!"

بوڑھے نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اسے بھی کاؤنٹر ہی کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا تھا۔ میز سے اٹھنے والے نے کاؤنٹر کے قریب شور مچانے والے کا گریبان پکڑ لیا تھا اور اسے صدر دروازے کی طرف کھینچے لئے جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس سے لپٹ پڑا.... لیکن حریف اس سے زیادہ ہی تھا۔ پہلا ہی گھونسہ اسے صدر دروازے کے قریب لے گیا۔

کاؤنٹر کے قریب پائے جانے والے دوسرے لوگ شائد اس کے ساتھی تھے۔ وہ دراز قد آدمی کی طرف جھپٹے اور اچھی خاصی جنگ شروع ہو گئی۔

لوگ اپنی جگہوں سے اٹھ اٹھ کر دیوار کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔ کیونکہ اب تو کرسیاں اچھلنے لگی تھیں۔

جولیا بوڑھے کا ہاتھ پکڑ کر کاؤنٹر کی طرف کھینچتی لیتی چلی گئی۔ ایسا شور ہو رہا تھا کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کاؤنٹر کے قریب ہی زیادہ محفوظ رہ سکیں گے وہ جس نے جھگڑا کرنے والے کو مارا تھا اس ہنگامے کو کم از کم کاؤنٹر کی طرف تو نہ آنے دیتا۔ ظاہر ہے کہ وہ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ کا کوئی حمایتی ہی رہا ہوگا۔

پھر شائد کچھ گاہکوں نے بھی اسی کا ساتھ دینے کی ٹھانی تھی اور جھگڑا کرنے والوں کو ہال سے باہر نکلنا پڑا تھا۔

"اب چلو.... اپنے کمروں کی طرف نکل چلیں....!" بوڑھے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہشت....!" جولیا بولی۔ "کم از کم نپولین کے کسی ہم وطن کو اتنا بزدل نہ ہونا چاہئے۔!"

"کیا....؟" بوڑھا حیرت سے منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ہاں.... ہاں.... اس وقت مجھے سخت مایوسی ہوئی ہے۔!"

"مایوسی.... کیوں....؟"

"معاملہ پھس سا ہو کر رہ گیا۔!"

"یعنی....!"

"دس منٹ بھی تو یہ جھگڑا نہ چل سکا۔!" جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تو تم جھگڑا پسند کرتی ہو....!"

"گرد و پیش کے ماحول میں وقتاً فوقتاً ایسی تبدیلیاں مجھے پسند ہیں۔!"

"خدا کی پناہ.... تم یعنی تم.... نہیں اپنی روایات کو مجروح نہ کرو فرانسیسی لڑکیاں بڑی نازک دماغ ہوتی ہیں.... تم امریکن تو نہیں۔!"

"کچھ بھی ہو.... مجھے سر پھٹول والی تقریبات پسند آتی ہیں۔!"

دوسری طرف الٹی ہوئی میزیں سیدھی کی جا رہی تھیں اور لوگ اونچی آوازوں میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔

"چلو....!" جولیا نے بوڑھے کو میز کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "کھانا ختم کریں....اب تم فرانسیسی مردوں کو بدنام کر رہے ہو.... میں تو تمہاری لاش پر بھی بیٹھ کر کم از کم ایک سینڈوچ ضرور کھا سکتی ہوں۔!"

بوڑھا بہت بُرا سا منہ بنائے ہوئے بیٹھ گیا۔ جولیا کھاتی رہی۔ لیکن اس نے ہاتھ روک رکھے تھے۔ کچھ دیر بعد بوڑھے نے کہا۔ "میں تو تمہیں ایک سیدھی سادھی شرمیلی لڑکی سمجھا تھا۔!"

"اتنی ہی سیدھی سادھی ہوں کہ ساتھ کھانا کھا رہی ہوں اور ابھی تک تمہارا نام بھی نہیں پوچھا۔!"

"ایمائیل پڑاواک.... میرا نام ہے۔!"

"ایمائیل زولا ہوتا تب بھی کیا فرق پڑتا....!"

جولیا نے دیکھا کہ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ ان کی طرف آرہی ہے۔ قریب آکر اس نے کہا۔ "ایسے مواقع پر مجھے سخت شرمندگی ہوتی ہے۔!"

"تشریف رکھئے مادام....!" بوڑھے نے اٹھ کر ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا۔

"شکریہ جناب....!" وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "وہ ایک مقامی جاگیردار تھا.... سخت جنگلی ہوتے ہیں یہ لوگ....!"

"بات کیا تھی....!" جولیا نے پوچھا۔

"بیہودہ اور بدتمیز آدمی ہے.... یہاں قیام کرنے والی خواتین کو پریشان کرتا ہے۔!"

"اوہ....اوہ.... سخت بیہودہ....!" بوڑھا ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"لیکن ایڈگر نے ایسا سبق دیا ہے کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔!"

"کون ایڈگر....!" جولیا نے پوچھا۔

"وہ ادھر ہی آرہا ہے....!"

جولیا نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا....! وہ دراز قد یوریشین انہیں کی طرف آرہا تھا جس نے جھگڑا کرنے والوں کو باہر نکالا تھا۔

دوسرے ہی لمحے میں جولیا کو خاص طور پر اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ کیونکہ اس کے ہاتھوں میں سفید دستانے تھے۔

"ایڈگر.... پلیز.... بیٹھ جاؤ....!" مالکہ نے کہا اور دونوں سے بولی۔ "اگر آپ لوگوں کو

اعتراض نہ ہو....!"

"نہیں.... نہیں.... ضرور.... ضرور!" بوڑھا جلدی سے بولا۔ جولیا خاموش ہی رہی تھی۔

ایڈگر نے چوتھی کرسی سنبھال لی۔

"میں ان جھگڑوں سے تنگ آگئی ہوں.... مجبوراً مجھے کاروبار بند ہی کر دینا پڑے گا۔!" مالکہ نے تھکی تھکی سی آواز میں کہا۔

"اوہ.... آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں میڈم.... میں انہیں دیکھ لوں گا۔!" ایڈگر غرایا۔

"نہیں میں جھگڑا پسند نہیں کرتی۔!"

"آپ اس معاملے سے الگ ہی رہیں گی۔!"

"تمہیں بھی خطرات میں نہیں دیکھنا چاہتی۔!"

"ہونہہ....!" اس نے غصیلے انداز میں سر کو جنبش دی۔

"نہیں بھئی....!"

"آپ اتنی جلدی نروس کیوں ہو جاتی ہیں.... کئی بڑے آفیسرز ہمارے گاہک ہیں۔ میں اسے جیل بھجوادوں گا۔ آپ دیکھتی جایئے....!"

جولیا اس کی گفتگو ٹھیک طور پر نہیں سن رہی تھی اس کا ذہن سفید دستانے میں الجھ کر رہ گیا تھا۔ پورے ہال میں ایڈگر کے علاوہ اور کسی نے بھی دستانے نہیں پہن رکھے تھے۔

"بہر حال....!" مالکہ نے طویل سانس لے کر کہا۔ "ایسے مواقع پر مجھے اپنے معزز گاہکوں سے سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔!"

"آپ فکر نہ کیجئے....! ان کا علاج شائد اس وقت ہو جائے.... ابھی کچھ دیر پہلے ایک پولیس آفیسر بھی ہال میں موجود تھا وہ ان کے پیچھے گیا ہے۔!"

"یہ بہت اچھا ہوا....!" وہ خوش ہو کر بولی۔

دونوں انگریزی ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ دفعتاً ایڈگر نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ لوگ کچھ خیال نہ کیجئے.... یہ سب یہاں کے لئے معمولی باتیں ہیں۔ لیکن میں انہیں ٹھیک کرنا خوب جانتا ہوں....!"

"نہیں.... موسیو.... ٹھیک ہے.... ہمیں کوئی خیال نہیں....!" بوڑھے نے کہا۔

پھر ایڈگر اٹھ کر چلا گیا تھا.... جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ اسے کنکھیوں سے دیکھتا رہا تھا۔

"کیا یہ آدمی آپ کا منیجر ہے....؟" جولیا نے مالکہ سے پوچھا۔

"ہاں .... کسی حد تک.... ورنہ سارا کام تو میں ہی دیکھتی ہوں.... اچھا شکریہ۔!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ بوڑھے نے اٹھ کر اسے رخصت کیا۔

"معقول عورت ہے....!" اس نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس دوران میں وہ دونوں کھانا بھی ختم کر چکے تھے۔

"کھانے کے بعد میں کافی کی عادی ہوں....!" جولیا بولی۔

"ضرور.... ضرور....!" بوڑھے نے سر ہلا کر کہا اور ویٹر کو اشارے سے بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔ پھر جولیا سے بولا۔ "اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں سگار سلگا لوں۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں.... لیکن سگار ہے بہت بھدی چیز.... تمہارے اس چھوٹے سے چہرے کے لئے تو سگریٹ ہی مناسب رہے گی۔!"

"اتنی بے دردی سے میری ان خامیوں کا مضحکہ نہ اڑاؤ جنکی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔!"

"مجھے افسوس ہے۔!"

بوڑھا مغموم انداز میں سر ہلاتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد کافی آ گئی۔

"اور میں کافی خود نہیں بناتی....!" جولیا مسکرا کر بولی۔

بوڑھے کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور وہ خود ہی پیالیوں میں کافی انڈیلنے لگا۔

جولیا سوچ رہی تھی کہ وقت اچھا گزرے گا.... دفعتاً پھر سفید دستانے یاد آئے اور وہ سوچنے لگی کہ آخر عمران کو کس طرح مطلع کیا جائے۔!

وہ چونک پڑی بوڑھا اس سے اس کا نام پوچھ رہا تھا۔

"فیمی لارویل....!" اس نے کہا اور پھر خیالات میں گم ہو گئی۔

✡

شام ہوئی تو پھر سر بہرام سوار تھا سر پر.... معمول کے مطابق عمران کو دو گھنٹے اس کے ساتھ گزارنا پڑے اور اس کے بعد تو اسے لیڈی بہرام کے نگار خانے تک پہنچنا ہی تھا۔

لیکن آج ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لیڈی بہرام پچھلی راتوں کی طرح بے چینی سے اس کی منتظر نہ رہی ہو۔

"کہو.... تم نے میرا کام کر دیا تھا....!" اس نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"ب.... بالکل.... بھلا کیوں نہ کرتا۔!"

"کسی غلط آدمی کو تو نہیں دے دیا....!"

"ارے وہ.... وہاں شیطان کی طرح مشہور معلوم ہوتا ہے.... اور.... اور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں اسے کیا سمجھوں.... کہیں میری آنکھوں کا دھوکہ نہ ہو۔!"

"کیا مطلب.... کیا کہہ رہے ہو....؟"

"وہ.... وحیدل....!"

"وحیدل کیا.... بتاؤ جلدی سے....!" وہ جھنجھلا گئی۔

"ذرا اپنے اسٹوڈیو تک تو چلئے۔!"

"مجھے بات بتاؤ....!"

"ابھی نہیں.... مزید اطمینان کئے بغیر میں وہ بات زبان سے نہ نکالوں گا۔!"

"تم مجھے زچ کرتے ہو....!" وہ چنچنا کر اٹھی۔

دونوں اس کمرے میں آئے جہاں بُت اور تصاویر تھیں۔

وہ بوڑھے کے بُت کے سامنے رک گیا.... اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھتا رہا۔!

"اب کچھ بکو گے بھی یا....!"

"آپ شاید یقین نہ کریں....!"

"میں کوئی چیز کھینچ ماروں گی سمجھے۔!"

"یہ وحیدل کا بت ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"اس میں اور وحیدل میں سر مو فرق نہیں.... لیکن نہیں.... فرق ہے وحیدل اتنا زیادہ بوڑھا نہیں معلوم ہوتا.... بڑا توانا اور تندرست ہے۔!"

عمران نے لیڈی بہرام کے چہرے پر تشویش کے آثار دیکھے اور اسے احمقانہ انداز میں دیکھتا رہا۔

"تم مذاق تو نہیں کر رہے....!" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"آج تک بزرگوں سے مذاق نہیں کیا۔!"

"کیا....؟" وہ جھلا کر چیخی۔ "میں تمہیں بزرگ لگتی ہوں۔!"

"لگتی تو نہیں ہیں.... لیکن میں سمجھتا ہوں۔!"

"میں سچ کہتی ہوں اٹھوا کر پھکوادوں گی۔!"

"صاحب.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کس طرح خوش رکھوں۔!" عمران نے بھی بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

وہ خاموش کھڑی پلاسٹک کے بت کو گھورتی رہی چہرے پر تشویش اور ناگواری کے ملے جلے اثرات پائے جاتے تھے۔!

کچھ دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں نے وحیدل کو آج تک نہیں دیکھا۔!"

"پھر آپ ایسے آدمی کو دوائیں کیوں بھیجتی ہیں.... اگر بیچ کھائے تو....!"

"کیا وہ تمہیں ایسا ہی آدمی لگا ہے....؟"

"جب تک تجربہ نہ ہو جائے مجھے تو ہر آدمی کالا چور لگتا ہے۔!"

وہ پھر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد بولی۔

"عمران....! کیا تم کسی طرح اس کو مجھے دکھا سکو گے۔!"

"ارے دیکھ آیئے نا.... وہ خانو کے چائے خانے میں دن بھر بیٹھا رہتا ہے۔!"

"میں تنہا اس علاقے میں جانا پسند نہیں کرتی۔!"

"اچھی بات ہے....! تو پھر کل چلئے گا.... میرے ساتھ....!"

"لیکن میں نہیں چاہتی کہ مجھے کوئی اس علاقے میں دیکھے۔!"

"ارے تو یہ کون سی بڑی بات ہے.... چوڑی دار پاجامے اور برقعے میں چلئے گا.... نقاب ڈالا اور غائب ہوئیں.... پھر کون دیکھ سکے گا آپ کو....!"

"ہاں.... یہ اچھی تدبیر ہے.... لیکن تمہیں تو وہ دیکھ چکا ہے۔!"

"دیکھ چکا ہے تو کیا ہوا.... ایک بار پھر دیکھ لوں گا۔!"

"نہیں یہ مناسب نہ ہوگا.... خواہ مخواہ اس کے سامنے جانا ٹھیک نہیں۔!"

"کیوں....؟"

"بحث نہ کرو....!" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"جی بہت اچھا....!"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر کچھ کہنے والی تھی کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تو پھر آپ یلی چلی جایئے میں پتہ بتائے دیتا ہوں.... وہ دروازے ہی کے رخ بیٹھتا ہے آپ باہر سے بہ آسانی یکھ سکیں گی۔!"

"میں نے کہہ دیا نا کہ تنہا نہیں جاؤں گی۔"

"تو پھر کسی ایسے کے ساتھ چلی جایئے جسے وہ پہچانتا نہ ہو۔!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... میں اور کسی کو رازدار نہیں بنا سکتی۔!"

"کیوں....؟"

"پھر تم نے بحث شروع کی....!" اس نے آنکھیں نکالیں اور عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔

"میں کہتی ہوں کوئی تدبیر سوچو....!"

"سوچ لی....!"

"کیا سوچ لی....!"

"میں ڈاڑھی مونچھیں لگا کر شیروانی پہن لوں گا اور آپ تو برقعے میں ہوں گی ہی۔ چلے گا۔!"

"ڈاڑھی مونچھیں.... مسخرے معلوم ہو گے.... اگر کسی نے....!"

ارے تو کیا ویسی ڈاڑھی ہوگی.... جس کے بال تاروں میں پروئے جاتے اور جو عینک کی لرح کانوں پر لگائی جاتی ہے۔!"

"پھر کیسی ہوگی....؟"

"فرسٹ کلاس.... بالکل اصلی والی....!"

"بکواس نہ کرو....!"

"ارے جناب! میرے کالج میں ڈرامے ہوتے تھے تو میں ہی میک اپ کرتا تھا سب کے۔!"

"تو وہ اس قسم کی ڈاڑھی....!"

"اور کیا.... گالوں پر سلوشن لگایا.... بال چپکائے اور پھر قینچی سے مرمت کر لی۔ کالی عینک

لگائی اور وحیدل کا باپ بھی ہمیں نہ پہچان سکے گا۔!"

"اچھی بات ہے کل تمہارا یہ کرتب بھی دیکھ لیں گے۔!"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"کیا....؟"

"وحیدل کو دیکھے بغیر آپ نے اس بت کا سانچہ کیسے بنالیا تھا....!"

"مجھے خود بھی حیرت ہے.... یہی تو دیکھنا چاہتی ہوں۔!"

"لیکن وحیدل اس بت کی طرح کانا نہیں ہے۔!"

"اچھا اب تم میرا دماغ مت چاٹو....!"

"جی.... بہت اچھا....!"

✿

دوسری صبح عمران نے بلیک زیرو کی فون کال ریسیو کی.... وہ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا۔ جولیا نے ایک ایسے آدمی کی نشان دہی کی ہے جو ہاتھوں پر سفید دستانے پہنے رہتا ہے۔ ایڈگر نام ہے ریسٹ ہاؤز کی مالکہ کا باڈی گارڈ ہے.... ریسٹ ہاؤز ہی میں رہتا ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... اس کی نگرانی کراؤ.... ہر وقت....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"بہت بہتر جناب....!"

"اور کچھ....!"

"نہیں جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

آج اسے لیڈی بہرام کو وہارف کے علاقے میں لے جانا تھا۔

فون کی گھنٹی پھر بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔

دوسری طرف سے پھر بلیک زیرو کی آواز آئی۔ "میں غالباً یہ بتانا بھول گیا تھا کہ وہ یوریشین ہے۔!"

"اور غالباً تم یہ بھی بتانا بھول گئے ہو کہ وہ ناک ہی سے چھینکتا ہے۔ ایڈیٹ....!" عمران نے

اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

ٹھیک دس بجے وہ ایک اٹیچی کیس سمیت لیڈی بہرام کے نگار خانے میں پہنچ گیا تھا۔ وہیں یک اپ کیا تھا.... اور اٹیچی سے شیروانی نکالی تھی۔

"تم آدمی ہو یا....!" لیڈی بہرام اسے پر تحسین نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی تھی لیکن جملہ پرا نہیں کیا تھا۔

"اب کیا وہ مجھے پہچان سکے گا۔!"

"مشکل ہی ہے.... ارے اگر تم نے میرے سامنے ہی بھیس نہ بدلا ہوتا تو میں بھی نہ پہچان کتی....! واقعی تم کمال کے آدمی ہو۔!"

کافی دیر تک وہ مختلف زاویوں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔

"گاڑی تم ہی ڈرائیو کرو گے....؟"

"ڈاڑھی دار ڈرائیونگ لائسنس نہیں ہے میرے پاس....!"

"کون پوچھتا ہے....!" لیڈی بہرام نے لاپروائی سے کہا۔

"ایسا نہ کہئے.... ایسے حالات میں کتے تک پوچھ بیٹھتے ہیں....!"

"پھر میں تو برقعہ پہن کر ڈرائیو نہ کرسکوں گی۔!"

"اس وقت تک میں برقعہ پہنے رہوں گا جب تک آپ ڈرائیو کریں گی۔!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"بات....!" عمران اپنی کھوپڑی سہلاتا ہوا بولا۔ "بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ ویسے مجھے قطعی اچھا نہ لگے گا کہ کسی ڈاڑھی دار کو کوئی عورت ڈرائیو کرے۔!"

"تم باتوں میں وقت بہت ضائع کرتے ہو.... اب ہمیں چلنا چاہئے۔!"

"خیر.... ہم ٹیکسی سے چلیں گے....!" عمران نے کہا۔

لیڈی بہرام ٹیکسی میں بیٹھ جانے کے بعد بھی نقاب ڈالے رہی۔

"بیگم.... ہم اپنی پان کی ڈبیہ بھول آئے ہیں....!" عمران ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر بولا اور لیڈی بہرام غصیلے انداز میں کھنکار کر خاموش ہوگئی۔

اس کے بعد عمران خالص لکھنوی طرز میں ڈرائیور کو ہدایات دینے لگا.... وہارف کے علاقے

میں پہنچ کر خانو کے چائے خانے سے تھوڑے فاصلے پر ٹیکسی رکوائی گئی۔

"یہاں ٹیکسیاں مل جاتی ہیں لہٰذا روکے رکھنے سے کیا فائدہ....!" عمران بولا۔

وہ ٹیکسی سے اتر کر چائے خانے کی طرف چل پڑے۔

عمران نے دیکھا وحید ل کھلے ہوئے دروازے سے صاف نظر آرہا ہے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔

عمران آہستہ سے بولا۔ "آپ کا جانا پہچانا چہرہ ہے.... کہئے نظر آیا....!"

"ہاں....!" لیڈی بہرام نے طویل سانس لی۔

"کیا خیال ہے رکئے گا....!"

"نہیں آگے نکل چلو.... میرے قدم لڑکھڑا رہے ہیں۔!"

"میں سہارا دوں....!"

"نہیں.... ٹھیک ہے....!"

اس کی چال میں ڈگمگاہٹ عمران بھی محسوس کر رہا تھا۔

وہ اسی طرح چلتے ہوئے چائے خانے سے تقریباً ایک فرلانگ آگے نکل آئے۔

"اب یہاں کوئی ڈھنگ کی بیٹھنے کی جگہ ہو تو میں کچھ دیر دم لینا پسند کروں گی۔!"

"اس عمارت کے پیچھے نکل چلئے.... ایک چھوٹا سا کیفے ہے۔!"

وہ چلتے رہے.... زیادہ دور نہیں جانا پڑا تھا۔

کیفے صاف ستھرا ثابت ہوا۔ یہاں کئی چھوٹے چھوٹے فیملی کیبن بھی موجود تھے۔!

ایک خالی کیبن میں وہ بیٹھے۔

"دیکھا آپ نے....!" عمران نے پوچھا۔

لیڈی بہرام نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا کچھ بولی نہیں تھی.... اس کے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی۔ ہونٹ خشک تھے۔!

"کیا پہلے پانی منگواؤں....؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں....!" وہ کراہی اس 'ہاں' کو کراہ ہی کہنا چاہئے کیونکہ آواز میں زندگی نہیں تھی۔

"کیا طبیعت کچھ خراب ہے۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"یہی سمجھ لو....!" لہجے میں اکتاہٹ تھی۔ "میں نے پانی کے لئے کہا تھا۔!"

عمران نے ویٹر کو اندر بلایا۔

"پہلے پانی.... اور پھر کافی، دو پلیٹ چکن سینڈوچز۔!" اس نے کہا اور ویٹر سر ہلا کر چلا گیا۔

"میں کچھ کھاؤں گی نہیں....!"

"میری تو بھوک چمک اٹھی ہے.... اس خوش گوار دھوپ میں....!" عمران بولا۔ اس کی آواز میں چہکار سی محسوس ہوتی تھی۔

لیڈی بہرام سر جھکائے بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "کیا آپ کو اپنی غلطی پر افسوس ہے۔!"

"کیسی غلطی....!" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"یعنی کہ غلطی سے آپ نے اس بے ہنگم کا مجسمہ ڈھلوا لیا....!"

مضمحل سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور اس نے سر ہلا کر کہا۔ "اور کیا.... یہی سمجھ لو.... سخت حماقت ہوئی۔!"

"اچھا ہی ہے کہ آپ اس مردود کو کانا رکھتی ہیں.... لیکن میں اس کے خلاف ہوں کہ اس کی آنکھ آپ اپنے یعنی کہ وہاں.... وہاں.... رکھے رہتی ہیں۔!"

"کہاں....؟" لیڈی بہرام کی آنکھیں دفعتاً شرارت سے چمکیں۔

"وہیں.... ہیں ہیں ہیں ہیں....!" عمران سر جھکا کر شرمیلے انداز میں ہنسا....!

"ایڈیٹ....!"

"آج تک اس لفظ کے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے ورنہ....!"

"ورنہ کیا....؟"

اتنے میں ویٹر کافی اور سینڈوچز.... لے آیا.... بات جہاں تھی وہیں رہ گئی۔

عمران نے خاموشی سے اس کے لئے کافی بنائی.... اور لیڈی بہرام نے اس سے کہا۔

"تم نے دیکھا وہ مردود پانی تو لایا ہی نہیں....!"

"ابھی دیکھتا ہوں....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"نہیں.... ٹھہرو.... ٹھیک ہے....!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن اس نے آرڈر پوری طرح کیوں نہیں سنا....!"

"ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بیزاری سے بولی اور جھک کر کافی کی چسکیاں لینے لگی۔

عمران اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے معلوم کرنا چاہتا ہو کہ لوہا تپ گیا یا نہیں۔

ٹھیک اسی وقت لیڈی بہرام نے بھی سر اٹھایا اور مسکرا کر بولی۔ "کیا دیکھ رہے ہو....؟"

"شانِ خدا....!" جواب ملا۔

"کیا مطلب....؟"

"یعنی کہ آپ کے ہاتھوں ایک ایسے آدمی کا بت ڈھلوا دیا جسے آپ نے دیکھا تک نہ تھا۔!"

"اب ختم بھی کرو اس قصے کو....!"

"نہیں صاحب.... میں تو عرصہ تک عش عش کرتا رہوں گا۔!"

"کاش تم اس عش میں قاف بھی لگا سکو....!"

"قاف.... قاف....!" عمران اس طرح بڑبڑایا جیسے اس کے جملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو پھر مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "سمجھ میں نہیں آیا....!"

"بالکل گدھے ہو.... کبھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔!"

"میرے ذہن پر تو وحیدل سوار ہے۔!"

"کیوں....؟ اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو....!"

"پتہ نہیں کیوں اس کی صورت یاد کر کے غصہ آتا ہے۔!"

"کب تک آتا رہے گا۔!"

"جب تک.... جب تک.... اب کیا بتاؤں کہ کب تک آتا رہے گا۔!"

"کوئی اور بات کرو....!"

"اب آپ اس کے بت کو برباد کر دیجئے....!"

"کیوں بھئی.... میں اپنی محنت کیوں ضائع کروں.... بڑی محنت سے سانچہ تیار کرایا تھا۔!"

"خیر ختم کیجئے.... میں اس کے تصور سے بھی اکتا گیا ہوں!" عمران اپنی کنپٹیاں دبانے لگا۔

"اب تو میں سن کر رہوں گی.... آخر تم کیوں خفا ہو اس سے....!"

"بتا تو دیا کہ وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"اپنے ذہن کو ٹٹولنے کی کوشش کرو....!"

"یہ فن مجھے نہیں آتا....!"

"کیسا فن....؟"

"ذہن کو ٹٹولنا.... مجھے یہی نہیں معلوم کہ ذہن ہے کہاں....؟ عقلائے یونان کھوپڑی میں ...ہیں.... لیکن یہ بات میرے پلے نہیں پڑی۔!"

"پھر تمہارا کیا خیال ہے....؟"

"معدے میں ہوتا ہے....!"

"کیا ثبوت ہے....؟"

"ثبوت....! ارے اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب بھوک زور سے لگی ہو تو میں ...ٹی کے علاوہ اور کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔!"

"یہ ثبوت ہوا....!" وہ مضحکانہ انداز میں بولی۔

"بالکل....!"

"اوہ.... ہاں.... تو تم وحیدل سے کیوں نفرت کرنے لگے ہو.... مجھ سے کیوں کہا تھا کہ ...ی دوسری آنکھ بلاؤز کے گریبان میں نہ رکھا کروں....!"

"ارے صاحب.... میرا پیچھا چھوڑیئے.... دو چار گدھوں کی بھی آنکھیں نکلوا کر وہیں رکھا ...... میرا کیا بگڑتا ہے۔"

"ہوش میں رہ کر باتیں کیا کرو مجھ سے....!"

"جی ہاں.... ورنہ آپ میری تصویر بنا کر دم لگا دیں گی۔!"

"اس سے بھی زیادہ بُرا برتاؤ کروں گی۔!"

"آج کے بعد سے پھر آپ سے ملتا کون ہے....!"

"نہ مل کر دیکھو....!"

"کیا کریں گی آپ....؟"

"بس دیکھ لینا.... کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔!"

"ہائیں تو کیا یہ ڈاڑھی مستقل ہو جائے گی....!" عمران نے ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"میں تم سے پوچھ کر ہی رہوں گی کہ وحیدل سے کیوں خار کھاتے ہو....؟"

"خار وہ خود کھائے مردود.... میں تو چکن سینڈوچز کھا رہا ہوں.... الحمد للہ....!"

"مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو....!"

"پر کاٹ دیجئے....!"

"میرا خیال ہے کہ میں یہی کروں گی....!"

"تصویر بنا کر....!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی۔! کافی ختم کر چکنے کے بعد بھی اس کے انداز سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اٹھ جانا چاہتی ہو.... نہایت اطمینان سے کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گئی تھی.... اور نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"ڈاڑھی میں بھی اچھے لگتے ہو....!" کچھ دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔"کاش بیوقوف نہ ہوتے۔!"

"یقین کیجئے لیڈی بہرام آج کے بعد سے پھر کبھی نہ ملوں گا آپ سے....!"

"میں کہہ تو رہی ہوں.... ایسا کر کے دیکھو....!"

"کیا کریں گی آپ....؟"

"یا تو پھر ہر وقت میرے ساتھ رہو گے یا شہر ہی چھوڑ دو گے....!"

"میں شہر چھوڑ دوں گا....!"

"میرے ساتھ نہیں رہو گے....!"

عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اچھا چلو اٹھو....!" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"بل تو لانے دیجئے ویٹر کو....!"

"کاؤنٹر ہی پر ادا کر دیں گے....!"

پھر کاؤنٹر پر بل ادا کر کے وہ باہر آئے تھے.... آدھے گھنٹے تک سرگرداں رہنے کے بعد بھی وہ کوئی ٹیکسی نہ حاصل کر سکے۔

"اب تو میں بری طرح تھک گئی ہوں....!" لیڈی بہرام منمنائی۔

"بتائیے میں کیا کر سکتا ہوں....!"

"ارے.... دیکھو.... وہ ایک گھوڑا گاڑی....!"

"کل صبح تک پہنچیں گے....!" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ارے روکو اسے....!"

عمران نے گاڑی والے کو آواز دی۔

اس طرح دو میل کا سفر طے ہوا اور اس کے بعد وہ ایک بس اسٹاپ پر اتر گئے۔! یہاں ٹیکسی ملنے میں بھی دیر نہ لگی.... عمران نے چاہا تھا کہ وہ وہیں سے الگ ہو جائے۔

"یہ ناممکن ہے....!" لیڈی بہرام بولی.... "تمہیں میرے ساتھ چلنا پڑے گا۔!"

"اچھا جناب....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

عمارت کے پھاٹک پر پہنچ کر اس نے پھر بھاگنا چاہا۔

"اچھے بچوں کی طرح.... ضد نہیں کیا کرتے....!" لیڈی بہرام بولی۔"تمہیں مزید کچھ وقت میرے ساتھ گزارنا ہی پڑے گا۔!"

"مر اب موت....!" عمران کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

وہ اسے سیدھا نگار خانے ہی میں لائی تھی اور اس "بت یک چشم" کے سامنے اس طرح تن کر کھڑی ہو گئی تھی جیسے اس نے اسے گالی دے کر اس کی انا کو ابھار دیا ہو۔

"تو یہ وحیدل ہے....!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی پھر عمران کی طرف مڑ کر بولی۔"یقیناً یہ وحیدل کوئی اہم شخصیت ہے....!"

"آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں.... میں کیا جانوں....؟"

"تم میرے دوست ہو....!"

"آپ ہی نے بنایا ہے.... ورنہ میری دوستی تو سر بہرام سے تھی۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... شوہر کا دوست بیوی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔!"

"ویسے بیوی عموماً دوستوں کی جان کی دشمن ہوتی ہے....!"

"مذاق نہیں.... میں ایک مسئلے پر سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔!"

"ضرور کیجئے....!"

"میں چاہتی ہوں کہ تم اس وحیدل کے بارے میں چھان بین کرو....!"

"اچھا....؟" وہ ہونقوں کی طرح منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"اس طرح کہ اسے علم نہ ہونے پائے۔ تمہارے لئے ممکن ہے کیونکہ تم بڑا اچھا میک اپ کر لیتے ہو۔!"

"مگر میں چھان بین کس قسم کی کروں گا۔!"

"اس کا تعاقب کرو اور یہ معلوم کرو کہ کہاں رہتا ہے۔ کس قسم کے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔!"

"ارے وہ مردود تو ہمیشہ وہیں رہتا ہے.... اس چائے خانے میں۔!"

"دن رات تو بیٹھا رہتا ہوگا.... اپنا ایک دن میرے لئے برباد کرو.... سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔!"

"آخر آپ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں....؟"

"بس یونہی... اس کیلئے معقول معاوضہ دوں گی لیکن تم اسکا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے۔!"

"مرتے دم تک نہیں....!"

"تو پھر کرو گے میرا کام....!"

"ضرور کروں گا....!"

"میں تمہاری شکر گزار ہوں گی.... یقین کرو میری دوستی مادی طور پر بھی تمہارے لئے سود مند ثابت ہو گی میں اچھے دوستوں پر بے تحاشہ خرچ کرتی ہوں۔!"

عمران اس طرح سر ہلاتا رہا جیسے اس کی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر رہا ہو۔!

"بس اب جاؤ.... میں تمہیں زیادہ بور نہیں کرنا چاہتی.... کل رات مقررہ وقت پر مجھے یہیں ملنا....!"

عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو جنبش دی تھی۔!

✡

میک اپ ریڈی میڈ ہی تھا.... اسلئے عمران کو یقین تھا کہ نظر پڑتے ہی جولیا اسے پہچان لے گی۔

جس وقت وہ ہال میں داخل ہوا تھا ایک میز بھی خالی نہیں تھی۔ جولیا بھی نظر آئی لیکن

...تھی اس کے ساتھ ایک غیر ملکی بھی تھا۔

عمران نے اس کی میز کی طرف جانا مناسب نہ سمجھا.... سیدھا کاؤنٹر کیطرف بڑھتا چلا گیا۔ ریسٹ ہاؤز کی مالکہ حسابات کے رجسٹر پر جھکی ہوئی تھی.... اس نے سر اٹھا کر عمران کی ...ف دیکھا اور پھر ہال میں چاروں طرف نظر دوڑا کر بولی۔ "آپ اس میز پر چلے جایئے ...ب.... اس کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

...بتائی ہوئی میز پر صرف ایک ہی آدمی تھا۔ عمران اس کا شکریہ ادا کر کے میز کی طرف بڑھا اور ...ب پہنچ کر طویل سانس لی۔ کیونکہ یہ وہی آدمی ہو سکتا تھا جس کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔ اس کے ...ن میں دستانے تھے اور وہ یوریشین ہی معلوم ہوتا تھا۔!

"آپ کی اجازت ہے۔!" عمران نے کرسی کھسکاتے ہوئے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" جواب ملا۔ لیکن لہجہ میں بے تعلقی تھی۔

"نہیں اگر آپ اچھا نہ سمجھیں تو میں کاؤنٹر ہی پر کھڑے ہو کر کھا لوں گا۔!"

"میں نے کہہ دیا نا کہ کوئی اعتراض نہیں....!"

"شکریہ.... شکریہ.... تو پھر آپ بھی کھایئے میرے ساتھ....!"

"میں یہاں مہمان نہیں ہوں.... بلکہ یہیں کام کرتا ہوں....!"

"کیا کام کرتے ہیں....!" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"آپ جیسوں کی خبر گیری....!" بے حد تلخ لہجے میں جواب ملا۔ صورت ہی سے بد مزاج ...ا معلوم ہوتا تھا۔!

"شکریہ.... شکریہ....!"

ایک ویٹر میز کی طرف آرہا تھا.... عمران اس کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"چکن سوپ اور سلائیسیز" اس نے ویٹر سے کہا اور ویٹر "ویری ویل سر!" کہتا ہوا چلا گیا۔

عمران نے پھر ادھر اُدھر کی باتوں سے اس کا دماغ چاٹنا شروع کر دیا۔

"معاف کیجئے گا....!" ایڈگر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "غالباً آپ یہ بھول گئے ہیں ہم ...ل ایک دوسرے کے لئے بالکل اجنبی ہیں۔!"

"...ابھی اجنبیت بھی دور ہوئی جاتی ہے.... ہر آدمی دوسرے کے لئے اجنبی ہے۔ لیکن جب

دو آدمی مل بیٹھتے ہیں تو دوسرے دن وہ دوست کہلاتے ہیں۔!"

"دوست بنانے کے معاملے میں بہت محتاط ہوں میں....!"

"یہ تو اور اچھی بات ہے.... محتاط لوگ مجھے بہت پسند ہیں۔!"

"اچھا اب خاموشی سے کھانا کھائیے....!"

ویٹر طلب کی ہوئی چیزیں میز پر لگا رہا تھا۔

"میرے لئے بہت مشکل ہے کھاتے وقت اگر بولتا نہ رہوں تو ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ کوئی موجود نہیں ہوتا تو گاتا رہتا ہے۔"

"میں نے آپ کو یہاں پہلے پہل دیکھا ہے۔!"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں میں سردار گڈھ میں رہتا ہوں.... پاگل کتے نے کاٹا تھا جو ادھر چلا آیا.... آثار قدیمہ.... ہونہہ....!"

"خوب....! تو آپ کو یہ سفر پسند نہیں آیا...!"

"ارے کوئی بات بھی ہو! بھلا آثار قدیمہ بھی کوئی دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ مجھے تو ان لوگوں پر غصہ آتا ہے جو آثار قدیمہ کے لئے کھدائی کرتے ہیں۔!"

"کیوں غصہ آتا ہے جناب....؟"

"یونہی جناب.... دراصل میں ہی اُلو ہوں....!"

"اعلان کرنے کی ضرورت نہیں....!" وہ مسکرا کر بولا۔

"جی بہت بہتر.... اب میں خود کو الو بھی نہ کہوں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے....؟"

"نہیں جناب.... بس.... اب کچھ نہ کہئے.... کہیں جھگڑا نہ ہو جائے میں پردیس میں کسی سے لڑنا پسند نہیں کرتا۔!"

"سال میں کتنے انڈے دیتے ہیں آپ....!"

"جی....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں پھر اسے باقاعدہ طور پر غصہ آجانے کی ایکٹنگ کرنی پڑی۔

"جی....!" ایڈگر مسکرایا۔

"میں کھانا ختم کرلوں.... تو پھر بات کروں گا آپ سے....!"

"اتنی دیر میں ہاضمہ نہ خراب ہو جائے گا.... آپ کا....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ البتہ وہ جلدی جلدی کھانے لگا تھا۔

کھانا ختم کر کے اس نے ایڈگر کو گھورنا شروع کیا۔ اب تو ایڈگر کے بھی تیور اچھے نہیں تھے۔

"واقعی لڑنا ہے....!" اس نے پوچھا۔

"بالکل....!" عمران کا لہجہ سخت تھا۔

"اچھا تو چلو باہر....!"

"باہر کیوں....؟"

"یہاں افراتفری پھیلے گی.... اور منیجمنٹ کی بدنامی ہو گی۔!"

"اچھا ٹھہرو میں بل ادا کردوں!" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی میں ہی ادا کردوں گا.... بس تم باہر چل کر میرے ہاتھوں مار کھالو....!"

"یہ بات ہے....!" عمران کے نتھنے پھولنے لگے۔ وہ اٹھ گیا.... اور بولا۔ "چلو....! میں بھی دیکھوں کتنا کس بل ہے تم میں۔!"

دونوں ہال سے نکل کر برآمدے میں آئے.... پھر پورچ میں اتر گئے۔ ایڈگر نے کہا۔ "ذرا آگے چل کر زور آزمائی کریں گے ورنہ....!"

بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ عمران کا ریوالور اس کی کمر سے جا لگا۔

"یہ ریوالور ہے بیٹے۔!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "خاموشی سے چلتے رہو.... ورنہ سائلنسر لگا ہوا ہے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔!"

"کیا مطلب....!" ایڈگر چلتے چلتے رک گیا.... لیکن بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

"میں یہیں ڈھیر کردوں گا.... ورنہ چلتے رہو....!"

"سمجھا.... تم اسی جاگیردار کے آدمی ہو جس سے کل جھگڑا ہوا تھا۔!"

"میں کہہ رہا ہوں چلتے رہو....!"

"چلو....!" اس نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "اگر میں غائب ہو گیا تو اسی سور کے بچے کی گردن پکڑی جائے گی۔!"

وہ پھر چلنے لگا۔

ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی وین کے قریب پہنچ کر عمران نے اس کو رکنے کو کہا اور وہ بڑی بے جگری سے پلٹ پڑا۔ اگر صرف مار ڈالنا ہوتا تو اس وقت عمران نے ریوالور کا ٹریگر ضرور دبا دیا ہوتا۔

ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے اسے اس کا ایک گھونسہ برداشت کرنا پڑا۔ عمران کی بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو یہ گھونسہ اسے کئی قدم پیچھے لے گیا ہوتا۔

جوابی گھونسہ ایڈگر کی کنپٹی پر پڑا تھا اس کے پیر لڑکھڑا گئے.... دوسرا ٹھوڑی پر پڑا اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ دبائے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا۔

وین کا پچھلا دروازہ کھلا اور کیپٹن خاور نے نیچے اتر کر اسے سنبھال لیا۔

"خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ جاؤ....!" عمران ایڈگر کو ٹھوکر رسید کرتا ہوا بولا۔

ٹھوڑی پر پڑنے والے گھونسے نے اسے خون تھوکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ خاور نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھایا اور وین کے پچھلے دروازے سے اندر بٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو.... ران پر ایک فائر کئے دیتا ہوں ٹھیک ہو جائے گا۔!" عمران نے خاور سے کہا اور ایڈگر بوکھلا کر گاڑی میں داخل ہو گیا۔

عمران نے اسٹیئرنگ سنبھالا.... اور گاڑی تیز رفتاری سے شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

عمران نے بلند آواز میں خاور کو مخاطب کر کے کہا۔ "اگر یہ شور مچانے کی کوشش کرے تو بے دریغ اس کی کنپٹی پر فائر کر دینا۔"

"بہت اچھا....!" خاور کی آواز آئی۔

گاڑی تیز رفتاری سے شہر کی جانب بڑھتی رہی تھی۔ شہر پہنچ کر اس کا رخ دانش منزل کی طرف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایڈگر دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں نظر آیا.... وہ تنہا تھا اور بے ہوش۔ خاور نے اسے ہوش میں نہیں رہنے دیا تھا.... اس کی دانست میں عمران کی دھمکی کارگر نہیں ہوئی تھی۔ ایڈگر شور ضرور مچاتا؟

کچھ دیر بعد عمران ساؤنڈ پروف کمرے میں داخل ہوا.... اب وہ میک اپ میں نہیں تھا۔

وہ کسی سیال شے میں روئی تر کر کے ایڈگر کی ناک کے قریب لے گیا.... اور کچھ دیر اسی

پوزیشن میں رہا.... ایڈگر کی آنکھوں کے پپوٹے حرکت کرنے لگے تھے۔ پھر نتھنے بھی پھڑکے آنکھیں آہستہ آہستہ کھلنے لگیں۔

چند لمحے وہ آنکھیں پھاڑ تا رہا پھر اٹھ بیٹھا.... عمران پر نظر پڑی۔ اس نے اسے غور سے دیکھا اس کا نچلا ہونٹ پھڑکنے لگا۔

"تت.... تم....!"

"پہچان لیا نا تم نے....؟"

"نن.... نہیں.... میں نہیں جانتا تم کون ہو....!"

"او.... ہو پھر بہک گئے....!"

"میں کہاں ہوں.... مجھے یہاں کون لایا ہے....!"

"میں لایا ہوں.... یہ دیکھو....!"

عمران نے پلاسٹک کی مصنوعی ناک اپنی ناک پر فٹ کر کے اسے دکھائی!

"تم کون ہو....؟"

"کیا رام سنگھ نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ میں کون ہوں۔!"

"کون رام سنگھ....!"

"تمہاری لڑکیوں کا دلال.... اور کچھ....؟"

ایڈگر خاموشی سے اُسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم کیا چاہتے ہو....!"

"بھلا ایک ایسے شخص سے میں کیا چاہوں گا جو پھانسی پر لٹکایا جانے والا ہو....!"

"کیا مطلب....؟"

"تم قاتل ہو.... رام سنگھ کے قاتل....!"

"یہ بکواس ہے....!"

"اس دن تم ہی اس کے ساتھ تھے جب اس نے میرا تعاقب کیا تھا.... جب تم نے دیکھا کہ میں قابو میں نہیں آؤں گا تو تم اسے قتل کر کے بھاگ گئے تھے۔!"

"سراسر بکواس....!"

"تم اپنے بائیں ہاتھ کا دستانہ گاڑی ہی میں چھوڑ گئے تھے۔!"

عمران نے اس کے چہرے پر مردنی سی محسوس کی.... لیکن اس نے پھر سنبھالا لیا اور مسکرانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے.... کبھی گر گیا ہوگا.... ہم دونوں اکثر ساتھ رہتے تھے۔ لیکن پولیس نے تو دستانے کا تذکرہ نہیں کیا۔!"

"میں پولیس نہیں ہوں.... دستانہ میرے پاس ہے....!"

"تم کون ہو....؟"

"وہی جو ماؤلین کو اٹھوا لے گیا تھا۔ تمہاری ساری لڑکیاں اٹھوالوں گا۔ تم لوگوں کے کاروبار کی وجہ سے میرے کاروبار کو دھکا لگا ہے.... اسے میں کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتا۔!"

"اوہ....!"

"تم لوگوں سے پہلے میں ہی آفیسروں کو لڑکیاں سپلائی کرتا تھا۔!"

"وہ تم اب بھی کر سکتے ہو....!" ایڈگر نے خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

"نہیں....!" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "تم لوگوں کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔!"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے لئے آسانیاں فراہم کروں گا۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا....!"

"تو پھر مجبوری ہے۔!" ایڈگر نے خشک لہجے میں کہا۔

"کوئی مجبوری نہیں... تمہیں صرف ایک تحریر دینی پڑے گی... پھر میں مطمئن ہو جاؤں گا۔!"

"کیسی تحریر....؟"

"ماؤلین کے اغواء سے لے کر آج تک کی کہانی لکھو گے.... اور دستخط کرو گے اپنے۔!"

"کیوں....؟"

"یہ کارڈ اپنے پاس رکھ کر دیکھوں گا کہ میرے لئے کیا کر سکتے ہو۔!"

"اوہ.... تو بلیک میل کرو گے مجھے۔!"

"یقیناً.... اے شریف آدمی....!"

"میں اسے کبھی پسند نہ کروں گا۔!"

"تو پھر تمہیں زندگی بھر یہیں قید رہنا پڑے گا یا پھر میں خود ہی تمہیں پھانسی دے دوں گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ....!"

"رام سنگھ کے قتل کا اعتراف تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا.... تم نے محسوس کیا تھا کہ وہ میرے و میں آ جائے گا.... لہٰذا تم اسے قتل کر کے بھاگ گئے۔ قتل یوں کرنا پڑا کہ وہ مجھے تمہارا ایا لین کا کوئی بہت بڑا راز بتا دیتا۔!"

ایڈگر نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری.... اور تھوک نگل کر رہ گیا۔

"ہاں تو.... تمہیں تحریر دینی ہی پڑے گی۔!" عمران ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"پھر اس کے بعد....؟"

"اس کے بعد جو کچھ بھی ہوگا تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا۔!"

"میں تیار ہوں.... مگر اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اپنے وعدے سے پھر نہ جاؤ گے۔!"

"کیسا وعدہ....؟"

"یہی کہ تحریر لینے کے بعد تم مجھے رہا کر دو گے۔!"

"میں نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا۔!"

"تو پھر میں تحریر نہیں دے سکتا۔!"

عمران نے بھرپور تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا.... پہلے وہ ہکا بکا رہ گیا.... پھر جھپٹ پڑا.... جھپٹا کیا تھا بس اپنی شامت کو آواز دے بیٹھا تھا۔ عمران نے اسے گھونسوں پر رکھ لیا.... رکے بغیر تابڑ توڑ مارتا ہی چلا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مکے برسانے کی مشین ہو۔ دو منٹ کے اندر ہی اندر وہ بے دم ہو کر گر گیا.... لیکن آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے کچھ سجھائی نہ دیتا ہو۔!

عمران خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا.... کبھی کبھی گھڑی بھی دیکھ لیتا۔!

دفعتاً اس نے گونجیلی آواز میں کہا۔ "میں تم سے جو کچھ بھی پوچھوں گا اس کا صحیح جواب دو گے۔ ایڈگر۔!"

ایڈگر نے اس کی طرف سر گھما کر دیکھا لیکن فرش سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

"تم جواب دو گے... ورنہ تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں اپنے جوڑوں سے الگ ہو جائیں گی۔!"

"تم مجھ سے کیا پوچھو گے....!" وہ کراہا۔

"جو کچھ بھی پوچھوں....!"

"اگر مجھے معلوم ہوگا تو ضرور جواب دوں گا....!"

"لیڈی بہرام کا ریسٹ ہاؤز سے کیا تعلق ہے....؟"

"لل.... لیڈی بہرام....!"

"ہاں... جلد جواب دو ورنہ اگر پولیس کے حوالے کر دیا تو ہفتوں بولنے ہی کو ترسو گے۔!"

"تت.... تم کون ہو....؟"

"ایک بہت بڑا بلیک میلر....!"

"لیڈی بہرام ہی ریسٹ ہاؤز کی اصل مالکہ ہے.... لیکن تم اس کے خلاف کوئی ثبوت بہم نہ پہنچا سکو گے۔!"

"ٹھیک.... یہ سچی بات بتائی ہے تم نے....!"

"اب ماؤلین کے بارے میں بتاؤ....!"

"لڑکیوں کے بارے میں بھی وہی بتا سکے گی۔!"

"میں صرف ماؤلین کے بارے میں پوچھ رہا ہوں....!"

"میں نے کہہ تو دیا کہ ساری لڑکیوں کے بارے میں....!"

"بکواس نہیں....!"

"میں کس طرح یقین دلاؤں....!"

"تم نے رام سنگھ کو کیوں مار ڈالا....!"

"میں اسے نہیں مارنا چاہتا تھا.... میں نے تمہارا نشانہ لیا تھا لیکن اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسی وقت ٹریگر دب گیا۔"

"تم پھر اڑنے کی کوشش کر رہے ہو.... رام سنگھ مجھے ماؤلین کے اغوا کنندہ کی حیثیت سے جانتا تھا.... بھلا تم ماؤلین کی بازیابی کے بغیر مجھے کیسے مار ڈالتے۔!"

"بس پتہ نہیں کیوں میرا دماغ الٹ گیا تھا تمہیں ریوالور کی رینج میں دیکھ کر....!"

"ایڈگر.... تمہیں بتانا پڑے گا.... ورنہ یہیں کہیں تمہاری قبر بھی بن جائے گی۔!"

"تم بلیک میلر ہو....!"

"ہاں....!" اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"بلیک میلر کسی راز کی قیمت چاہتا ہے.... لہٰذا تم قیمت مقرر کر سکتے ہو میں تمہیں یہ لکھ کر دے سکتا ہوں کہ رام سنگھ میری گولی سے ہلاک ہوا تھا۔!"

"مجھے صرف ماؤلین سے دلچسپی ہے....!"

"اور وہ تمہارے قبضے میں بھی موجود ہے۔!"

"بالکل ہے....!"

"بس تو رکھو اسے اپنے پاس اور اسی سے پوچھ لو.... میں تو کچھ نہیں جانتا۔!"

"اچھی بات ہے.... تو اب میں تمہیں بھی اپنے ہی پاس رکھوں گا۔!"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا....!"

"تو ماؤلین ہی سے کیا فائدہ پہنچ رہا ہے۔!"

ایڈگر کچھ نہ بولا۔

✿

ماؤلین بہت خوش تھی۔ لیکن صفدر محسوس کرتا تھا جیسے اس نے وہ خوشی اپنے اوپر زبردستی لاد ہو۔ ویسے وہ اب اپنی موجودہ حالت کے بارے میں قطعی گفتگو نہیں کرتی تھی۔ ایسا لگتا جیسے سال سے اسی کے ساتھ رہتی آئی ہو۔!

البتہ شام ہوتے ہی کچھ بے چین سی نظر آنے لگتی۔ اس کا حل صفدر نے یہ نکالا تھا کہ رات ل مختلف تفریح گاہوں کے چکر لگائے جائیں۔

ل وقت رات کے نو بجے تھے اور نیو مون کلب کے ہال میں بیلے ڈانس ہو رہا تھا۔ تین مصری ا اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

وائے اسپاٹ لائٹ کے اور کوئی روشنی ہال میں نہیں تھی۔

رقص کرنے والیوں کے ساتھ ہی ساتھ تینوں اسپاٹ لائٹیں بھی گردش کر رہی تھیں۔

اشائیوں پر بھی روشنی پڑ جاتی۔ ایسے ہی ایک موقع پر ماؤلین بُری طرح چونکی تھی اور پھر اس ٹھی ہوئی آواز میں کہا۔ "چلو اٹھو.... جلدی.... میرے خدا.... اٹھو بھی۔!"

"کیوں کیا بات ہے....؟" صفدر نے پوچھا۔

"باتوں میں وقت نہ گنواؤ.... ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"آخر کچھ بتاؤ بھی تو.....!" صفدر جھنجھلا گیا۔

"خطرہ ہے.... یہاں ہمارے لئے.... خدارا بحث نہ کرو۔!"

"اچھا.... چلو اٹھو.....!"

وہ دونوں اٹھ کر اپنے لئے راستہ بناتے رہے۔ ہال میں بہت بھیڑ تھی.... میزوں کے درمیان بھی لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

صفدر دروازے کا پردہ ہٹا کر وہ باہر نکلے! ماؤلین کی رفتار بہت تیز تھی سب سے پہلے سامنے پڑنے والی ٹیکسی میں وہ بیٹھ گئی۔

"آخر کہاں چلنا ہے.....؟" صفدر بھی اس کے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

"کہیں بھی چلو.... پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کوئی ہمارا تعاقب تو نہیں کرتا۔!"

"وہم تو نہیں ہوا تمہیں۔!"

"ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔!" ماؤلین نے کہا اور مڑ کر گاڑی کے عقبی شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔

سڑک سنسان تو نہیں تھی.... پیچھے دور تک گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں نظر آ رہی تھیں۔

دفعتاً وہ بولی۔ "ہاں.... ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"کیا کوئی جانا پہچانا چہرہ ہے.....!" صفدر نے پوچھا۔

"نہ ہوتا تو کیسے کہہ سکتی تھی۔!"

"مجھے بھی بتاؤ.....!"

"وہ دیکھو.... موٹر سائیکل پر سیاہ سوٹ والا.....!"

"تو یہ تمہارے ان خطرناک دوستوں میں سے ہے جن کا تذکرہ تم کرتی ہو.....!"

"ہاں.....!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوئی۔!" صفدر خوش ہو کر بولا۔

"کیا اچھی بات ہوئی۔!"

"اب میں انہیں دیکھ لوں گا.....!"

"ارے اس چکر میں نہ پڑو۔ اپنی جان بچانے کی کوشش کرو۔!"

"اب ہم گھر واپس چلیں گے۔!"

"ایسی حماقت نہ کرو صفدر.....!"

"بس دیکھتی جاؤ.....!" صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور سے ساحل والے ہوٹل کی طرف چلنے کو کہا۔ پھر ماؤلین سے پوچھا۔ "کیا تم نے اسے پہلی بار دیکھا ہے۔!"

"ہاں اچانک نظر پڑ گئی ہے۔!"

"پھر ہو سکتا ہے.... وہ ہمارے ہٹ سے واقف ہو.....!"

"میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔!"

"خیر.... تم فکر نہ کرو.....!"

"میں کہتی ہوں ہٹ کی طرف نہ چلو.... کیوں نہ ہم یہ رات کہیں کھلے ہی میں گزار دیں۔!"

"اوہ تم چلو تو.... میں بھی غافل نہیں رہا ہوں۔ تم رات کو سکون سے سو بھی سکو گی۔!"

"آخر کس طرح.....!"

"میرے کسی نہ کسی آدمی نے بھی یقینی طور پر تعاقب کرنے والے کو دیکھا ہی ہوگا۔!"

"اور اگر نہ دیکھا ہو تو.... میں کہتی ہوں خطرہ مول نہ لو.....!"

"فکر نہ کرو.... میری دوست.... مجھ پر اعتماد کرو.... میں نے اس کے احکامات کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ شروع ہی سے سوچتا رہا ہوں کہ اگر ایسی اچانک کسی سچویشن سے دوچار ہونا پڑا تو کیا کروں گا۔!"

"کیا کرو گے.... مجھے بھی تو بتاؤ.....!"

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا.... پہلے مجھے ہٹ میں داخل ہونا پڑے گا۔!"

"کیوں.....؟"

"یہ بھی تو معلوم کرنا ہے کہ میرے کسی آدمی کو اس تعاقب کا علم ہے یا نہیں۔!"

"وہ ہٹ میں کیسے معلوم ہوگا۔!"

"کامن سینس کی بات ہے۔ کوئی نہ کوئی ہٹ میں موجود ہوگا اور مجھے اس کی اطلاع دے گا۔!"

"یہ بھی تو سوچو کہ اگر ہٹ میں میرے ہی کسی دوست سے ملاقات ہو گئی تو کیا ہوگا۔!"

"اب میں اتنا مجبور نہیں ہوں کہ میری عدم موجودگی میں میرے آدمیوں کے علاوہ کوئی اور بھی داخل ہو سکے۔!"

"اچھی بات ہے....!" ماؤلین نے طویل سانس لی اور سیٹ کی پشت گاہ سے ٹک گئی۔!

صفدر نے بالکل ہٹ کے سامنے گاڑی رکوائی تھی۔ تعاقب کرنے والی موٹر سائیکل آگے بڑھتی چلی گئی۔

"میں بہت پریشان ہوں صفدر.... تم خطرے میں ہو.... اچھا میں یہاں اتری جاتی ہوں.... تم واپس جاؤ....!"

"اچھا نہ میری نہ تمہاری.... ایسا کرو کہ پہلے صرف تم ہی اندر جاؤ.... اگر تم فوراً ہی واپس آگئیں تو میں سمجھوں گا کہ یا تو ہٹ خالی ہے یا میرا کوئی آدمی موجود ہے اور اگر تمہیں دیر ہوگئی تو پھر میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

ماؤلین کسی قدر ہچکچائی تھی لیکن پھر ہٹ میں داخل ہوگئی تھی۔ صفدر ٹیکسی میں بیٹھا رہا تھا۔

دفعتاً اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنی.... اور ہولسٹر پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ ماؤلین قریب آکر ہانپتی ہوئی بولی.... "وہاں.... وہاں.... تو ایک لاش ہے۔!"

"لاش.... کس کی....! کیسی لاش....؟"

"تمہارا ہی آدمی ہے.... وہی جو اس رات آیا تھا....!"

"وہ.... یعنی کہ وہ....!" صفدر ہکلایا۔

"ہاں.... ہاں.... وہی جو مجھے ریسٹ ہاؤز سے لایا تھا۔!"

"اوہ....!" صفدر ٹیکسی سے اتر کر ہٹ کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ ماؤلین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ ناممکن ہے ماؤلین.... اب تو تم گاڑی میں بیٹھی رہو.... لیکن میں دیکھتا ہوں۔!"

"صفدر خدا کے لئے....!"

لیکن اتنی دیر میں صفدر اس سے ہاتھ چھڑا کر ہٹ میں داخل ہو چکا تھا۔

مگر لاش؟ اگر لاشیں چیونگم کا پیکٹ پھاڑتی ہوئی نظر آسکتیں تو اسے یقیناً عمران کی لاش باور کیا جاسکتا تھا.... وہ تو مسکرایا بھی تھا.... اور صفدر کو آنکھ بھی ماری تھی۔ صفدر جھنجھلا گیا۔

"آخر اس کا کیا مطلب ہے....؟"

"آنکھ مارنے کا....!" عمران نے پوچھا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں....!"

"اور میں بہت جلدی میں ہوں.... آؤ میرے ساتھ....!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر ہٹ کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔

"یعنی کہ.... وہ....!"

"شٹ اپ....!" عمران اسے کھینچتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا رہا۔

بالآخر وہ باہر گلی میں آنکلے.... یہاں ایک موٹر سائیکل موجود تھی۔

"چلو بیٹھو پیچھے....!" عمران سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"یعنی.... تو اسے یہیں چھوڑ جائیں گے۔!"

"نہیں.... نہیں.... ابھی باجے گاجے کے ساتھ واپس آکر اسے بھی لے چلیں گے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"بیٹھو....!" عمران غرایا۔

صفدر شدید ترین جھلاہٹ میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی اس کے کہنے کے خلاف نہ کر سکا۔

موٹر سائیکل فراٹے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ صفدر غصے کی زیادتی کی بناء پر بالکل خاموش تھا۔

ر موٹر سائیکل دوسری جانب والے ساحل پر رکی تھی.... اور عمران نے صفدر کو اترنے ئے کہا تھا۔

میں نہیں سمجھ سکتا....!" اس نے ایک بار پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔

ہوں.... ہوں.... ٹھیک ہے.... وہ دیکھو سامنے لانچ ہے.... اس میں جاکر سعادت مند طرح بیٹھ جاؤ....!"

ئی اس کا یہ مطلب ہے کہ....!"

ا غارت کرے تمہارے جیسے کو.... میں کہتا ہوں جاکر لانچ میں بیٹھ جاؤ....!"

ما اسے دھوکہ نہیں دے سکتا عمران صاحب....!"

ب.... باش.... تو کورس مکمل کرلیا تم نے....!"

کہتا ہوں....!"

میں کہتا ہوں کہ خاموشی سے لانچ میں جا بیٹھو....!"

"وہ باہر ٹیکسی میں میرا انتظار کر رہی ہو گی۔!"

"ٹھیک ہے جو کچھ کر رہی ہو گی وہ خود ہی کر رہی ہو گی.... تمہارا معدہ کیوں چوپٹ ہو رہا ہے۔ جلدی کرو وقت کم ہے۔!"

صفدر کا دل چاہ رہا تھا کہ عمران کو سمندر میں دھکیل کر خود ہوٹل کی طرف بھاگ نکلے۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا.... کیونکہ شکرال والے عمران کا تصور اس کے ذہن سے ابھی تک نہیں نکل سکا تھا۔ عمران نے موٹر سائیکل کو ساحل ہی پر چھوڑا تھا.... اور وہ دونوں لانچ میں بیٹھ گئے۔

لانچ کے حرکت میں آ جانے کے بعد صفدر نے پوچھا تھا "کیا مجھے یہ بھی نہ معلوم ہو سکے گا کہ اب میں کہاں لے جایا جا رہا ہوں۔!"

عمران بڑی گھمبیر آواز میں بولا۔ "مجھے احساس ہے کہ تم پر بڑا ظلم ہوا ہے۔!"

"اب آپ اس بات کو اور زیادہ الجھا رہے ہیں۔!"

"نہیں کبھی کبھی مجھے دوسروں کے بارے میں سوچنا ہی پڑتا ہے.... اس دوران میں تمہیں بھی اس سے ہمدردی ہو گئی ہو گی۔!"

"اسے بھی ہو گئی تھی مجھ سے.... اس وقت اپنے آدمیوں میں سے کسی کو دیکھا تھا اور مجھے فوراً مطلع کر دیا تھا۔ ہم جہاں بیٹھے تھے وہاں سے اٹھ گئے تھے یہ اسی کی تجویز تھی۔!"

صفدر کو کھانسی آ گئی اور جملہ پورا نہ کر سکا۔

"کیسی تجویز....؟"

"اندازہ کیا جائے کہ اس نے بھی ہمیں دیکھ لیا ہے.... یا نہیں ٹیکسی کر کے ایک دوسری تفریح گاہ کی طرف چلے تھے.... اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ایک موٹر سائیکل سوار تعاقب کر رہا ہے.... یہ وہی آدمی تھا جسے اس نے کلب میں دیکھا تھا.... میں نے کہا کہ ہمیں ہٹ میں واپس چلنا چاہئے.... لیکن وہ کہتی رہی کہ نہیں ہمیں کہیں کھلے میں رات گزارنی چاہئے۔!"

"تم ہٹ میں کیوں واپس آنا چاہتے تھے۔!"

"آپ کے کہنے کے مطابق مجھے اطمینان تھا کہ میرے ساتھی بھی غافل نہ ہوں گے۔ انہیں بھی اس تعاقب کا علم ہو گیا تھا.... لہٰذا ان میں سے کوئی نہ کوئی مجھے ہٹ میں ضرور ملے گا.... اور اس سے مجھے یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے۔!"

"خوب....!" عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

"لیکن.... میری سمجھ میں نہیں آتا....!" صفدر سر جھکا کر پیشانی مسلنے لگا۔

"سیدھی سی بات ہے جس وقت تم دونوں وہاں پہنچے تھے میں ہٹ کے اندر موجود تھا۔ میں نے تم دونوں کی پوری گفتگو سنی تھی.... وہ اندر آئی تو اس نے میری لاش دیکھی.... یہ میں نے اس لئے کیا تھا اب تم اندر آؤ۔ ظاہر ہے کہ تم تنہا ہی آتے.... اور ایسا ہی ہوا بھی۔ لہٰذا اب دیکھو.... آج رات تم اپنے بنگلے میں چین کی نیند سوؤ گے۔!"

"لیکن.... وہ.... وہ....!"

"اسے اب جہنم میں جھونکئے صفدر صاحب.... آپ اپنا پارٹ ادا کر چکے۔!"

"اچھا.... اب ختم کیجئے.... یہ باتیں.... میرا سر چکرا رہا ہے.... وہ جیسی بھی ہو اس میں نسائیت کی تڑپ ابھی باقی ہے۔!"

"تم صرف ایک سیکریٹ ایجنٹ ہو.... اسے نہ بھولو....!"

"میں آدمی بھی ہوں.... عمران صاحب.... ماڈلین کی زندگی میں ایک زبردست انقلاب آیا ہے.... اس کی پوری شخصیت بدل کر رہ گئی ہے۔!"

"اے تم تو مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف معلوم ہوتے ہو....!"

"عمران صاحب میں بہت دکھی ہوں....!"

"اے خاموش رہو ورنہ ٹھنڈے پانی میں ایک غوطہ دوں گا۔ طبیعت صاف ہو جائے گی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا.... بُرا سا منہ بنائے ہوئے سگریٹ کیس میں سے سگریٹ نکالنے لگا۔

"تم آخر اس کے بارے میں کیا جانتے ہو....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"میں اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا کہ وہ اپنے ماحول سے اکتائی ہوئی ایک باضمیر لڑکی ہے۔!"

"بہت اچھے.... غالباً اس نے تمہیں اس ٹرانس میٹر کے بارے میں ضرور بتایا ہو گا جو لاکٹ کی شکل میں ہر وقت اس کی گردن میں پڑا رہتا ہے۔!"

"نہیں اس کی اطلاع مجھے آپ ہی سے ملی تھی.... اور میں نے اس کے بارے میں چھان بین کرنے کی بھی کوشش نہیں کی....!"

"تم نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا ہے ایسا کر کے.... حقیقت یہ ہے صفدر صاحب وہ خود یہ

معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آپ کیا بلا ہیں.... اگر وہ اپنی موجودہ زندگی سے تنگ آئی ہوئی تھی تو اپنے بارے میں آپ کو سب کچھ بتا کر آپ سے فلاح کی راہ پوچھتی۔!"

"اسے چھوڑیئے.... آپ بتایئے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں کرتے رہے ہیں۔!"

"میں سوچتا ہوں کہ تمہیں بتا ہی دوں تاکہ سکون سے کام کر سکو.... ایکس ٹو کی پوری ٹیم میں تمہارے علاوہ میں کسی اور پر اعتماد نہیں کرتا۔!"

صفدر کچھ نہ بولا.... اس نے سگریٹ کے دو تین گہرے گہرے کش لئے تھے اور اندھیرے میں گھورے جا رہا تھا۔

موٹر لانچ کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"تمہیں میرا گونگا ڈرائیور یاد ہے نا....!"

"ہاں.... ہاں.... میں آپ سے اس معاملے کے بارے میں بھی معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے موقع نہ مل سکا۔!"

"وہ ایک دوست ملک کی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے۔ سویڈن سے ماؤلین کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا تھا.... لیکن یہاں پہنچ کر اس نے اس کا سراغ کھو دیا۔ میں ان دنوں دوسرے چکر میں تھا.... کسی نہ کسی طرح سر بہرام تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے ایک بہت پرانی گاڑی فراہم کی تھی اور شہر میں اس کی پبلسٹی کرتا پھر رہا تھا.... ٹھیک اسی زمانے میں ایکس ٹو نے وہ گونگا بھی میرے سر منڈھ دیا تاکہ میں ماؤلین کی تلاش میں اس کی مدد کر سکوں....! میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے ڈرائیور بنا کر گاڑی کی پبلسٹی بھی کرتا رہوں اور ماؤلین کی تلاش بھی جاری رہے۔!"

"کیا وہ واقعی گونگا ہے۔!"

"نہیں.... اردو نہیں بول سکتا اس لئے میں نے اسے گونگا بنا دیا تھا۔!"

"وہ ماؤلین کا تعاقب کیوں کر رہا تھا....!"

"اس لئے کہ وہ ایک جنگ باز ملک کا سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کے ملک کے بعض مفادات کو دوسرے ممالک میں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ بہر حال یہاں ہمارے ملک میں اس کی موجودگی ہمارے لئے بھی باعث تشویش ہے کیونکہ وہ جس ملک سے تعلق رکھتی ہے ہمارا کھلا ہوا دشمن تو نہیں ہے لیکن ہمیں اپنے اقتصادی جال میں جکڑنا چاہتا ہے تاکہ ہم اس کے جنگی

صوبوں میں خام مواد کی طرح استعمال کئے جا سکیں۔!"

"تو پھر آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ ماؤلین ریسٹ ہاؤز میں موجود ہے۔!" صفدر نے پوچھا۔

"یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ میں پہلے سے جس معاملے میں الجھا ہوا تھا اس کا تعلق بھی اسی ے نکل آیا۔"

"اس معاملے کے بارے میں ابھی تک آپ نے کچھ نہیں بتایا۔!"

"تم پہلے ایک سگریٹ اور پی لو.... پھر میں بتاؤں گا.... اسے کیوں اپنے پھیپھڑوں کا ستیاناس رہے ہو.... انہیں پیسوں کا بناسپتی گھی اور نقلی دودھ استعمال کیا کرو تاکہ وقت سے پہلے بینائی تی رہے۔!"

"آپ پھر بہکنے لگے.... خدارا مجھے مطمئن کیجئے.... ورنہ....!"

"ورنہ کیا ہوگا....؟"

"کچھ بھی نہ ہوگا....!" صفدر مردہ سی آواز میں بولا۔

"اب آئے ہو راہ پر.... اچھا تو سنو.... لیڈی بہرام کے بارے میں سنٹرل انٹیلی جنس کو لاع ملی کہ وہ اعلیٰ آفیسروں کو لڑکیاں سپلائی کرتی ہے۔ یہ بات تمہارے ایکس ٹو تک بھی پہنچی ر شاید اسے سوچنا پڑا کہ وہ حصول زر کے لئے تو ایسا کر نہیں سکتی کیونکہ ایک بڑے مال دار رانے سے تعلق رکھتی ہے کوئی اور ہی علت ہو سکتی ہے لہٰذا اس نے اپنی لائینوں پر کام شروع دیا۔ تم جانتے ہو کہ ایسے اوٹ پٹانگ معاملات میں اسے میری ہی یاد ستاتی ہے۔ بہر حال مجھے ڈی بہرام کے سلسلے میں چھان بین کرنی پڑی اور میری رسائی اس ریسٹ ہاؤز تک ہوئی.... ں پہنچا تھا کہ ماؤلین بھی وہیں موجود ملی.... گونگے نے اسے پہچان لیا.... وہاں اس کی جودگی اس بات کی دلیل تھی کہ ایکس ٹو کے خدشات غلط نہیں تھے۔ لیڈی بہرام کسی غیر ملکی رٹ ایجنسی کی آلہ کار بنی ہوئی تھی.... لڑکیوں کے ذریعہ اعلیٰ آفیسروں سے حکومت کے راز صل کرتی تھی یا لڑکیوں کے آفیسروں تک پہنچنے کا ذریعہ تھی جو آفیسروں سے راز حاصل کے بالا بالا کسی اور تک پہنچاتی رہی ہوں۔!"

عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر اسے رام سنگھ اور ایڈگر کے بارے میں بھی بتاتے ہوئے "اس طرح میں اس حقیقت تک پہنچ سکا کہ لیڈی بہرام ہی اس ریسٹ ہاؤز کی اصل مالکہ تھی۔

کاؤنٹر پر بیٹھنے والی غیر ملکی عورت دراصل منیجر کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

"لیکن.... سنئے تو سہی.... یہ بات بھی تو پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ لیڈی بہرام یہ دھندا حصول زر کے لئے بھی کرتی ہے۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"ارے یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی رسائی ایک گاہک کی حیثیت سے ماؤلین تک کیونکر ہو سکتی۔ آپ تو ایک عام گاہک کی حیثیت سے رام سنگھ دلال کے ذریعہ ریسٹ ہاؤز پہنچے تھے۔"

"اس دھندے کا علم لیڈی بہرام کے فرشتوں کو بھی نہیں.... یہ دھندا ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت کی ملی بھگت سے ہوتا ہے۔ آمدنی وہ سب آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ لیڈی بہرام کو اس کا علم ہو جاتا تو ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت دونوں ہی ختم کر دیئے جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ ایڈگر نے رام سنگھ کو مار ڈالا کیونکہ وہ قطعی طور پر باہر کا آدمی تھا.... یعنی غیر ملکی جاسوسوں کی اس بھیڑ سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔!"

"تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ ایڈگر اور کاؤنٹر والی عورت لیڈی بہرام کے اس مشن سے واقف ہیں۔!"

"قطعی طور پر واقف ہیں.... اور اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ لیڈی بہرام آخری شخصیت نہیں ہے بلکہ وہ اور کسی کو جواب دہ ہے۔ اور جس کے لئے کام کر رہی ہے وہ بھی کہیں آس پاس ہی پایا جاتا ہے۔ ایک بہت بڑا گروہ ہے جسکے افراد مختلف قسم کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔!"

"سر بہرام کے بارے میں کیا خیال ہے۔!"

"اپنی نوعیت کا ایک خبطی ہے.... اور ایک خبط ہی کی وجہ سے اس تک رسائی ہو سکی۔ اس تک رسائی نہ ہوتی تو لیڈی بہرام تک پہنچنا بھی مشکل ہی ہوتا۔ اسے بہت زیادہ پرانی کاریں جمع کرنے کا خبط ہے.... منہ مانگے داموں پر خریدتا ہے ایسی گاڑیاں.... لہٰذا میں نے بڑی دشواریوں سے سنہ اٹھائیس کی ایک فورڈ کار حاصل کی تھی.... ایسے راستوں سے گزرتا تھا کہ سر بہرام سے یقینی طور پر مڈ بھیڑ ہو جائے۔!"

عمران چند لمحے خاموش رہ کر اسے بتانے لگا کہ کس طرح سر بہرام سے ملاقات ہوئی تھی۔!

"ماؤلین کا معاملہ پھر رہ گیا....؟" صفدر بولا۔

"اب اسی کے بارے میں بتاؤں گا.... ماؤلین تو کسی نہ کسی طرح ہاتھ لگ گئی تھی لیکن یہ بھی

معلوم کرنا تھا کہ اس کی پشت پر کون لوگ ہیں.... اور وہ یہاں کس مشن پر آئی ہے۔ اس کے ں ٹرانس میٹر کی موجودگی کا بھی علم مجھے ہو چکا ہے.... لہٰذا میں نے سوچا اس کو اور تمہیں بے ش کر کے موبار پہنچا دیا جائے.... ایک طرف ریسٹ ہاؤز سے اس کی گم شدگی کی خبر مشتہر گی اور دوسری طرف وہ اپنے ٹرانس میٹر کے ذریعہ اپنے حواریوں کو اطلاع دینے کی کوشش ے گی.... کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ وہ لوگ اس کی تلاش میں نکلیں گے.... اگر بار تک پہنچ گئے تو پھر ان کا ہماری نظروں میں آجانا یقینی ہوگا.... یہی وجہ تھی کہ میں نے ہیں زیادہ سے زیادہ سیر و تفریح کا مشورہ دیا تھا.... پھر دیکھا تم نے.... آج آخر کار میری اسکیم آور ہو ہی گئی۔ اپنے لوگ ان کی نگرانی کر رہے ہوں گے.... اس گروہ کے دو چار آدمی بھی ر میں آگئے تو پھر پورے گروہ کا قلع قمع آسانی سے ہو سکے گا.... کیا سمجھے.... اور ماؤلین کو تو ب دانش منزل کی حوالات میں قیام کرنا پڑے گا۔!"

"کیوں....؟"

"یہ بے حد ضروری ہے.... ماؤلین کے اغواء کنندہ کی حیثیت سے مجھے دو آدمی جانتے ہ.... رام سنگھ اور ایڈگر.... رام سنگھ مر چکا ہے.... اور ایڈگر.... دانش منزل کی حوالات ما ہے۔ اب رہ گئی ماؤلین جو مجھے اور تم کو پہچانتی ہے.... اسے بھی حوالات ہی سے دوچار ہونا ے گا.... اور کیوں نہ تمہیں بھی وہیں بند کر دیا جائے۔!"

"کیوں....؟ مجھے کیوں....؟" صفدر نے ڈھیلی ڈھالی ہنسی کے ساتھ پوچھا۔

"ماؤلین کے بعض حواریوں کی نظر میں تم آہی گئے ہوگے.... لہٰذا اب تمہیں بھی آرام ہی نا چاہئے۔ ٹھیک ہے تمہارا کام بالکل ختم.... جب تک میں اطلاع نہ دوں گھر سے باہر نہ نکلنا!"

"کس قدر بھگائیں گے آپ مجھے۔!"

"مجبوری ہے صاحب زادے.... میں بہت احتیاط سے کام لے رہا ہوں۔!"

کچھ دیر کے لئے وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے.... پھر صفدر نے کہا۔ "پتہ نہیں اب وہاں ورت حال کیا ہو....!"

"سامنے کی بات ہے جب تم ہٹ سے بر آمد نہ ہوئے ہو گے تو وہ پھر اندر گئی ہو گی.... اور ان صاف پا کر اسے پہلے تو اچنبھا ہوا ہو گا پھر سمجھی ہو گی کہ تم ڈر کر بھاگ گئے۔!"

"لیکن آپ کی لاش۔۔۔۔!" صفدر ہنس کر بولا۔

"لاش بھی اٹھا لے گئے ہوں گے۔۔۔۔ پوچھ گچھ سے بچنے کے لئے۔۔۔۔!"

"کیا ہٹ کا چوکیدار آپ کی نشان دہی نہ کرے گا۔!"

"کیا نشان دہی کرے گا۔۔۔۔ شائد اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو کہ وہ کس کا ملازم ہے وہ بے چارہ تو سیٹھ صاحب کے اس کارندے کی بھی نشاندہی نہ کر سکے گا جس کے ہاتھوں سے ہر ماہ تنخواہ پاتا ہے۔!"

"بہر حال آپ اسے نہ تسلیم کریں گے کہ آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔!"

"غلطیاں تسلیم نہیں کی جاتیں بلکہ بھگتی جاتی ہیں۔!"

"دیکھنا ہے کس طرح آپ کو بھگتنا پڑتا ہے۔۔۔۔!"

"ضرور دیکھنا۔۔۔۔!" عمران نے کہا اور ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔۔ ماؤلین۔۔۔۔!"

"ہزار جان سے تم پر عاشق ہو گئی تھی۔۔۔۔!"

"میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔۔۔۔!" صفدر جھنجھلا گیا۔

"تم یہی بتانا چاہتے ہو نا کہ بالکل مہاتما بدھ کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگی تھی۔!"

"یہی سمجھ لیجئے۔۔۔۔!"

"میں کہتا ہوں۔۔۔۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم حقیقتاً کون ہو! کسی دوسری تنظیم سے تو تعلق نہیں رکھتے۔۔۔۔ اور کوئی خاص بات نہیں تھی فرزند۔۔۔۔ اگر تمہیں عشق ہی کرنا ہے تو دوسری مہیا کر دوں گا۔!"

"کہاں کی اڑا رہے ہیں۔۔۔۔!" صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں اونگھ رہا ہوں۔۔۔۔ شائد۔۔۔۔ لاحول ولا۔۔۔۔!" عمران نے کہا۔ اپنی ران میں چٹکی لی اور "سی" کر کے رہ گیا۔

بندرگاہ کی روشنیاں نظر آنے لگی تھیں۔ صفدر نے طویل سانس لی اور آنکھیں ملنے لگا۔

✿

پچھلی رات صفدر کو اس کے بنگلے تک پہنچا کر عمران رانا پیلس واپس آ گیا تھا۔۔۔۔ بے خبری کی

نیند آئی تھی۔۔۔۔ اور صبح نو بجے تک سوتا رہا تھا۔ شاید نو بجے بھی آنکھ نہ کھلتی اگر ٹیلی فون نے شور نہ مچایا ہوتا۔

دیر سے گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے آنکھیں ملتے ہوئے ریسیور اٹھایا۔

دوسری طرف سے بلیک زیرو کہہ رہا تھا۔ "آپ کی ہدایت کے مطابق جولیا ریسٹ ہاؤز سے واپس آ گئی ہے۔!"

"دوسری طرف کا کیا بنا۔۔۔۔!" عمران نے پوچھا۔

"آپ لوگوں کی روانگی کے بعد وہ پھر ہٹ میں داخل ہوئی تھی اور وہاں سے ٹرانس میٹر پر اپنے آدمیوں کو مطلع کیا تھا کہ صفدر فرار ہو گیا۔۔۔۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ صفدر کے اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے ہٹ میں اس آدمی کی لاش دیکھی تھی۔۔۔۔ جو اسے ریسٹ ہاؤز سے اٹھا لایا تھا۔ دوسری بار جب وہ ہٹ میں داخل ہوئی تو وہاں نہ صفدر ملا اور نہ ہی وہ لاش۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ صفدر کے اندر داخل ہونے کے کچھ دیر بعد اس نے ہٹ کے پشت پر موٹر سائیکل کی آواز سنی تھی۔!"

"اب وہ کہاں ہے۔۔۔۔!" عمران نے پوچھا۔

"اسی ہٹ میں جناب۔۔۔۔!" کسی نے ٹرانس میٹر پر اسے ہدایت دی تھی کہ وہ ہٹ ہی میں ٹھہری رہے۔!"

"کتنے لوگ ہمارے آدمیوں کی نظر میں آئے۔!"

"وہ تین تھے جناب۔۔۔۔! وہ اب بھی اسی جزیرے کے مختلف ہوٹلوں میں مقیم ہیں۔ ان کی نگرانی جاری ہے۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔!" عمران بولا۔ "دوسرے احکامات کے منتظر رہو۔۔۔۔!"

ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کر کے اس نے جوزف کو آواز دی۔۔۔۔ اور وہ اتنی جلدی کمرے میں داخل ہوا جیسے دروازے ہی سے لگا کھڑا رہا ہو۔!

"یس باس۔۔۔۔ گڈ مارننگ باس۔۔۔۔!"

"مارننگ۔۔۔۔ گونگا کہاں ہے۔۔۔۔؟"

"اب تو اسے گونگا نہ کہو باس۔۔۔۔! بڑی خوبصورت انگریزی بولتا ہے۔۔۔۔!"

"اسے یہاں بھیج دو.....!"

"مگر وہ آئے گا کیسے....؟"

"کیوں....؟"

"پیروں میں مہندی لگائے بیٹھا ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"کل کسی لڑکی کے سرخ سرخ پیر دیکھے تھے.... مجھ سے ان کے بارے میں پوچھا میں نے بتایا کہ یہاں کی بعض لڑکیاں مہندی لگاتی ہیں۔ تم جانتے ہی ہو باس کہ یہاں لان پر مہندی کی باڑھ لگی ہوئی ہے میں نے اسے بتایا تھا۔ بس پھر خود ہی اس نے پتیاں توڑیں.... خود ہی انہیں پیسا اور اب پیروں میں لگائے بیٹھا ہے۔!"

"نمونیا ہو جائے گا مردود کو اس سردی میں.... ابے تو نے منع نہیں کیا....؟"

"میں نے تو کہا تھا باس صرف لڑکیاں لگاتی ہیں.... لیکن وہ کہنے لگا کوئی لڑکیوں کی دھونس ہے.... میں بھی لگاؤں گا....!"

"بس بے آگئی اب تیری شامت.... تو نے ایک مرد کو مہندی لگاتے دیکھا ہے....؟"

"کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا باس....!"

"ہمارے یہاں ایک دیوتا ہے جس کا نام ہے شکر قند....!"

"شکر قند....!" جوزف نے خوف زدہ آواز میں دہرایا۔

"بس اس کا شراپ ہے کہ اگر کوئی مرد کسی دوسرے مرد کو مہندی لگائے دیکھے تو اس کی نکسیر ٹوٹ جاتی ہے۔!"

"ارے مر گیا.... باس.... میرے جسم میں اب خون ہی کہاں ہے.... میں تو بے موت مر جاؤں گا۔!"

"اور اب جبکہ میں نے تمہیں اس شراپ کے بارے میں بتا دیا ہے تمہاری نکسیر ضرور ٹوٹے گی۔"

"میں کیا کروں باس اگر چھٹانک بھر خون خواہ مخواہ ضائع ہو گیا تو میں چارپائی سے لگ جاؤں گا۔!"

"اس سے بچنے کی ایک تدبیر ہے....!"

"مجھے بتاؤ باس....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"فوراً ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جاؤ.... اور اسی طرح تین گھنٹے تک کھڑے رہ کر جلدی جلدی شکر قند، شکر قند کہتے رہو۔!"

جوزف نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر۔ "شکر قند.... شکر قند" رٹنے لگا۔

عمران اسے وہیں چھوڑ کر باتھ روم میں چلا گیا تھا.... واپسی پر اس نے جوزف کو اسی حال میں دیکھا.... اب اس کی زبان لڑکھڑانے لگی تھی۔

"شکر قند.... شکر قند.... ششر شند.... آئی ایم سوری.... شکر قند.... شش.... شک.... شکر قند....!"

"تین گھنٹے تک!" عمران سر ہلا کر بولا اور دوسرے کمرے میں آ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

اس کے بعد پھر اسی کمرے سے گزرا جہاں جوزف ایک ٹانگ پر کھڑا اپنے پاپ کا پرائشچت کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے.... گھڑی دیکھتے رہنا.... ٹھیک تین گھنٹے تک....!"

پھر وہ گونگے کے کمرے میں آیا.... وہ سچ مچ مہندی لگائے بیٹھا تھا۔ لیکن عمران نے اس کے بارے میں کچھ نہ کہا۔

وہ اسے بتاتا رہا کہ کس طرح پچھلی رات کو ماؤلین کے تین ساتھی دریافت ہو گئے ہیں۔!

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے....!" اس نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں آرام کرو.... او ہاں.... ایک چیز اور ہوتی ہے مسی جو دانتوں پر ملی جاتی ہے.... اور کاجل ہوتا ہے جو آنکھوں میں لگایا جاتا ہے.... واپسی پر لیتا آؤں گا۔!"

"شکریہ.... یہاں میں خود کو بالکل اپنے گھر میں محسوس کرتا ہوں۔!"

"ہماری زبان میں ایسا محسوس کرنے والے کو گھر والی کہتے ہیں۔!"

"بہت بہت شکریہ.... مجھے گھر والی ہی سمجھو.... مجھے تمہارا ملک بہت پسند ہے۔!"

"خدا مجھے بھی شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔!"

"اچھا تو پھر اب میری ضرورت نہیں ہے۔!"

"مجھے زندگی بھر گھر والی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔!"

"کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا....!"

"کچھ نہیں دراصل ماؤلین کی نشاندہی کے بعد سے تمہارا کام ختم ہو گیا ہے اب ہم خود ہی دیکھ لیں گے.... تم آرام کرو....!"

"شکریہ....!"

عمران سر ہلاتا ہوا لان پر نکل آیا۔ کسی ریستوران میں ناشتہ کرنے کا ارادہ تھا۔!

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے لیڈی بہرام کے نگار خانے کی راہ لی تھی اور اب وہ ریڈی میڈ میک اپ میں نہیں تھا کیونکہ ایڈگر خود اس کی قید میں تھا اور تازہ ترین اطلاع کے مطابق ماؤلین اب بھی موبار والے ہٹ ہی میں مقیم تھی۔!

حالانکہ وہ مقررہ وقت کے آدھے گھنٹے بعد نگار خانے تک پہنچا تھا.... لیکن اسے یقین تھا کہ لیڈی بہرام اس کی منتظر ہو گی۔

وہ اسے دیکھ کر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے آگے بڑھی تھی۔ لیکن پھر قریب آ کر ہاتھ گرا دیئے تھے۔

"تم اتنا انتظار کیوں کراتے ہو....!" اس نے شکایت آمیز لہجے میں کہا تھا۔

"شکر قند اور مہندی کے پھیر میں پڑا ہوا تھا....!"

"کیا مطلب....؟"

"بہتیری باتوں کا مطلب خود میری سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"خیر چھوڑو.... تم نے اس کے لئے کیا کیا....!"

"ارے کیا بتاؤں.... میں تو مارے حیرت کے پاگل ہوا جا رہا ہوں....؟"

"کیوں....؟"

"یہ آپ کا وحید دل عجیب چیز ہے۔!"

"کیوں کیا ہوا....؟"

"کل میں نے اس کا تعاقب کیا تھا.... آپ نے دیکھا ہی ہے کہ وہ خانو کے چائے خانے میں کیسے پھٹے حالوں میں بیٹھا رہتا ہے۔!"

"ہاں میں نے دیکھا تھا۔!"

"لیکن کل شام کو وہ وہاں سے اٹھ کر گھوڑا گاڑی میں بیٹھا اور پھر مچھیروں کی بستی کے قریب ر گیا.... وہاں سے کچھ دور پیدل چلنے کے بعد ایک چھوٹی سی عمارت میں داخل ہوا اور آدھے ھنٹے کے بعد جب برآمد ہوا تو حلیہ ہی بدلا ہوا تھا۔ بڑا نفیس سوٹ تھا جسم پر۔ آنکھوں پر ریم لیس ریم کی عینک تھی اور ہاتھ میں چھڑی۔ سڑک پر آ کر ایک ٹیکسی رکوائی اور چل پڑا۔ میں تعاقب ر رہا تھا مجھے بھی ٹیکسی لینی پڑی اور اس کے بعد تو مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جب میں نے سے گرینڈ ہوٹل میں داخل ہوتے دیکھا.... اور جناب وہ رات وہیں بسر کرتا ہے.... شیر دل ان کے نام سے وہاں ایک کمرہ لے رکھا ہے.... کیا ٹھاٹھ باٹھ ہیں.... رشک آتا ہے۔ ایک ہم یں کہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں چاروں طرف.... کوئی پوچھتا بھی نہیں....!"

"دل نہ چھوٹا کرو.... میں تمہیں شہزادہ بنا دوں گی.... تم بہت کام کے آدمی ہو۔ لوگوں کے ارے میں سلیقے سے چھان بین کر سکتے ہو....!"

"اب میں سوچتا ہوں کہ جاسوسی ناولوں کا شوق اچھی چیز ہے.... آہا کیا سنسنی خیز تجربہ تھا جب میں کسی ناول کے جاسوس کی طرح پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔!"

"سچ مچ....!"

"جی ہاں....!"

"ارے تو تم میں اور ایک جاسوس میں فرق ہی کیا ہے۔ کتنا اچھا میک اپ بھی تو کر لیتے ہو۔!"

"ارے میں کیا....!"

"میں سچ کہتی ہوں تم اپنی بہترین صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہو۔ آخر اس ریفریجریشن کے کام میں تمہیں کتنی آمدنی ہو جاتی ہو گی۔!"

"یہی کوئی سات ساڑھے سات سو روپے ماہانہ کا اوسط ہو گا۔!"

"بہت کم ہے.... کچھ بھی نہیں.... میرا خیال ہے کہ تم اس نامعقول کام کو خیر باد کہہ کر میرے ہی پاس آ جاؤ....!"

"میں نہیں سمجھا.... مائی لیڈی....!"

"میرے سیکریٹری کی حیثیت سے کام کرو.... میں تمہیں بارہ سو روپے ماہوار دوں گی۔!"

"آپ مذاق کر رہی ہیں۔!"

"یقین کرو.... اگر مطمئن نہ ہو تو پکے کاغذ پر لکھ کر دے سکتی ہوں۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"بس اسی ایک چیز کی کمی ہے تم میں....!"

"کس چیز کی....؟"

"قوت فیصلہ کی....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ دفعتاً تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔

"لیکن اگر سر بہرام کو معلوم ہو گیا تو۔!"

"تو کیا ہوگا....؟" وہ جھنجھلا گئی۔

"میں ایک بہت اچھے دوست سے محروم ہو جاؤں گا۔!"

"سچ مچ بالکل احمق ہو....!"

"کچھ بھی ہو....!"

"ارے بابا.... انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا....! بس تم اسی عمارت تک محدود ہو گے۔ اقامتی کوٹھی میں تمہیں کبھی طلب نہ کروں گی.... سر بہرام کے سامنے ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہی رہیں گے۔"

"مجھے سوچنے کا موقع دیجئے۔!"

"سوچ لو.... لیکن شام تک.... کل مجھے جواب چاہئے۔!"

"اچھا تو پھر میں چلوں....!"

"کیوں....؟ اتنی جلدی....!"

"ہاں.... سوچوں گا جا کر....!"

"آخر تم گفتگو کرتے وقت اتنے ڈفر کیوں ہو جاتے ہو.... پھر سوچ لینا کیا ضروری ہے کہ ابھی سے جا کر سوچو.... اور پھر کیا تم یہیں بیٹھ کر نہیں سوچ سکتے۔!"

"وہ تو میں دوسری طرح سوچتا ہوں....!"

"اچھا تو دوسری طرح سوچو....!"

"آپ کے سامنے سوچتے ہوئے شرم آتی ہے۔!" عمران نے شرمیلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"یقین کیجئے.... کہئے تو قسم کھا جاؤں.... ویسے اگر آپ اجازت دیجئے تو دوسرے کمرے میں اکر سوچ لوں۔!"

"تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو.... کیوں....؟"

"ارے.... توبہ توبہ.... قسم لے لیجئے....!"

"اچھی بات ہے.... جاؤ.... دوسرے کمرے میں....!"

عمران اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا.... اور دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی.... اور پھر وسرے ہی لمحے میں وہ فرش پر سر کے بل کھڑا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ تک وہ اسی حالت میں رہا.... پھر سیدھا ہو کر رومال سے اپنی پیشانی تھپکتا ہا۔ دفعتاً باہر سے لیڈی بہرام نے دروازہ کھٹکھٹا کر کہا۔

"ارے سوچ چکے....!"

"جج.... جی ہاں....!" وہ بوکھلا کر بولا اور جھپٹ کر دروازہ کھول دیا.... لیڈی بہرام کو ہنسی گئی.... بے تحاشہ ہنستی رہی اور عمران جھینپے ہوئے انداز میں کہتا رہا۔

"دیکھئے.... اس کی نہیں ہوتی.... آپ جھانکتی رہی تھیں۔!"

"یہ کیا حرکت تھی....!" وہ ہنسی پر قابو پاتے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"دیکھئے.... میرا مذاق نہ اڑائیے.... ورنہ میں اپنا فیصلہ بدل دوں گا۔!"

"ارے نہیں.... میں مذاق نہیں کر رہی لیکن سوچنے کا یہ طریقہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"میں یوگا کی مشقیں کرتا ہوں.... اس طرح کھڑے ہونے سے دوران خون سر کی طرف ل ہو جاتا ہے.... اور عقل.... عقل.... کیا کہنا چاہئے۔!"

"عقل گدی ہی میں اٹکی رہتی ہے....!" وہ ہنس پڑی۔

"خدا کی قسم چلا جاؤں گا.... اگر آپ اب مذاق اڑائیں گی۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے.... نہیں.... اب ہنسی تو.... خیر.... اچھا....!"

وہ پھر ہنسی روکنے کی کوشش کرنے لگی.... اور عمران بُرا سا منہ بنائے کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد وہ ہنسی پر قابو پا سکی.... اور سنجیدگی سے بولی۔ "مجھے امید ہے کہ تم نے میرے حق

میں فیصلہ کیا ہوگا۔!"

"جی ہاں.... لیکن ایک شرط کے ساتھ وہ یہ کہ آپ مجھ سے محبت نہ کرنے لگیں گی۔!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"میں نے اکثر جاسوسی فلموں میں دیکھا ہے.... کوئی لڑکی کسی معاملے میں جاسوس سے مدد طلب کرتی ہے.... اور معاوضے کے طور پر اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ میں اس چکر میں نہیں پڑوں گا.... پوری تنخواہ لوں گا۔!"

"تم جھک مارتے ہو.... میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ بارہ سو روپے دوں گی۔!"

"چلئے ٹھیک ہے.... دوسری بات بھی سن لیجئے.... میں نے فلموں میں دیکھا ہے کہ جاسوس اور لڑکی کہیں چلے جا رہے ہیں کہ دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے.... وہ لڑکی کو اٹھالے جانا چاہتے ہیں اور جاسوس ان پر ٹوٹ پڑتا ہے.... خوب ٹھکا ٹھک ہوتی ہے دشمن بھاگ نکلتے ہیں اور لڑکی جھپٹ کر جاسوس سے چونچ ملا دیتی ہے۔ یہ بھی نہیں چلے گی اپنے ساتھ....!"

"اب خاموش رہو ورنہ کان پکڑ کر باہر نکال دوں گی۔!"

"اپنی شرائط بیان کر دیں میں نے.... اب آپ جانیں....!"

"تم احمق ہو....!"

"بالکل.... بارہ سو روپے کے لئے میں یہ بھی تسلیم کرلوں گا۔!"

"سچ کہنا کبھی آدمیوں میں بھی بیٹھے ہو یا نہیں....!"

"آج تک کوئی آدمی ملا ہی نہیں....!"

"پہلے خود تو آدمیت کے جامے میں آجاؤ....!"

"کس کے لئے آجاؤں.... بندروں اور بجوؤں کے لئے۔!"

"ختم کرو یہ باتیں.... کیا تم میری شکل بھی تبدیل کر سکتے ہو....!"

"کیوں نہیں.... سر مونڈ دوں گا اور پھر شرعی پاجامہ اور شیروانی۔!"

"پھر بکواس شروع کر دی....!" وہ بھنا گئی۔

"اچھا... اچھا... میں سمجھا... یعنی کہ آپ بدلی ہوئی شکل میں بھی عورت ہی رہنا چاہتی ہیں۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتی تھی۔ عمران بھی خاموش رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"چلو.... میرے اسٹوڈیو میں چلو....!"

"چلئے....!" عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اسٹوڈیو میں پہنچ کر لیڈی بہرام وحیدل کے بت کے سامنے رک گئی.... پھر عمران کی طرف کر بولی۔ "میں نے جھوٹ کہا تھا کہ یہ بت میرا بنوایا ہوا ہے....!"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے.... عبدالودود صاحب ایک ناول لکھتے ہیں اور اس پر ت النساء کا نام ڈال کر کسی پبلشر کو ٹکا دیتے ہیں کیونکہ آج کل خواتین کے لکھے ہوئے ناول ت مقبول ہو رہے ہیں۔!"

"پھر وہی باتیں....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ ساری تصاویر میری ئی ہوئی نہیں ہیں۔!"

"بھلا مجھے اس سے کیا بحث تصاویر اچھی ہیں.... کسی نے بھی بنائی ہوں۔!"

"میں نے بنائی ہیں....!" وہ جھلا کر چیخی۔

"ارے تو.... اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے۔! آپ ہی نے بنائی ہوں گی۔!"

"تم آج سے میرے سیکریٹری ہو.... اس کا خیال رکھو....!" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"ارے تو کیا آج ہی سے تنخواہ لگے گی....!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

وہ کچھ نہ بولی۔ کلائی کی گھڑی دیکھتی رہی پھر شائد تیس سیکنڈ بعد اس نے اس بت کی دوسری کھ بلاؤز کے گریبان سے نکال کر آنکھ کے حلقے میں فٹ کر دی تھی۔

دفعتاً بت کے منہ سے آواز آنے لگی۔ "ایل بی.... ہلو ایل بی.... ایل بی.... ایل بی.... ہلو ....ہلو....!"

"ایل بی....!" بت کے منہ سے آواز آئی۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ ریسٹ ہاؤز میں پرائیویٹ نس بھی ہوتا ہے.... اوور....!"

"پرائیویٹ بزنس....!" لیڈی بہرام کے لہجے میں حیرت تھی۔ "میں نہیں سمجھی۔!"

"اوہ تو تمہیں علم نہیں....!" لہجہ طنزیہ تھا۔

"یقین کرو.... میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"مجھ سے سنو.... ایڈگر اور مارتھا ایک دیسی دلال رام سنگھ کی مدد سے پرائیویٹ بزنس کر رہے تھے۔ تمہیں وہ نئی لڑکی یاد ہے نا جو غائب ہو گئی تھی۔!"

"ہاں.... یاد ہے....!"

"اس کے غائب ہو جانے کے بعد کسی نے رام سنگھ کو قتل کر دیا.... اور اب تین دن سے ایڈگر بھی غائب ہے۔!"

"میں بالکل نہیں جانتی.... رام سنگھ کا تو نام تک پہلی بار سن رہی ہوں.... ایڈگر بھی غائب ہے تو یہ پریشانی ہی کی بات ہو سکتی ہے۔!"

"نئی لڑکی مل گئی ہے وہ اس لئے لائی گئی تھی کہ مجھے تم لوگوں پر شبہ ہو گیا تھا مجھے اس بزنس کی اڑتی پڑتی خبر ملی تھی۔ لیکن قبل اس کے وہ مجھے حالات سے باخبر کرتی اسے وہاں سے غائب کر دیا گیا.... شاید ایڈگر کو شبہ ہو گیا تھا کہ وہ وہاں کس لئے رکھی گئی ہے۔ اس نے اس کو وہاں سے اٹھوا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ رام سنگھ کو بھی اسی نے قتل کیا ہے اور اب خود غائب ہو گیا۔ خیر مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ کیا تم اپنی پوزیشن صاف کر سکو گی۔!"

"جس طرح تم کہو....! میں تیار ہوں....!"

"آج رات کو نو بجے گرینڈ ہوٹل کے کمرے نمبر ۸۳ میں ملو....!"

"بہت اچھا۔!"

پھر وہ ایک دم اچھل کر پیچھے ہٹ آئی.... عمران نے دیکھا کہ بت کی وہ آنکھ جو لیڈی بہرام کے بلاؤز کے گریبان میں رہا کرتی تھی.... بالکل سرخ ہو گئی ہے.... شعلے کی طرح دہک رہی تھی۔ وہ اس سے کافی دور کھڑے ہونے کے باوجود بھی اس کی آنچ محسوس کر رہا تھا۔

اس نے لیڈی بہرام کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا.... اب اس بت میں کئی جگہ سوراخ ہو گئے تھے۔ جن سے دھواں پھوٹ رہا تھا.... وہ بالکل اس طرح جل جل کر پگھلنے لگا جیسے پلاسٹک آگ پکڑ لینے کے بعد پگھلتا ہے۔ لیڈی بہرام بُری طرح کانپ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ ادھر وہ بت پگھل کر ایک بد نما سا ڈھیر بنا اور ادھر وہ بے ہوش ہو کر عمران کے بازوؤں میں جھول گئی۔

عمران اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لایا اور صوفے پر ڈال کر پھر تیزی سے اسٹوڈیو ہی میں

ہس آیا.... بت سے اب بھی دھواں اٹھ رہا تھا۔

اس نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دی.... اور خاموش کھڑا رہا۔

اس آگ کے پھیلنے کا امکان نہیں تھا.... اس نے چاروں طرف گھوم کر جلتے ہوئے پلاسٹک ے ڈھیر کا جائزہ لیا.... اور پھر اس کمرے میں واپس آیا جہاں لیڈی بہرام بے ہوش پڑی تھی۔ وہ ہے پر تشویش نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر نبض پر ہاتھ رکھے گھڑی پر نظر جمائے رہا۔ آخر ہاتھ ہوڑ کر غسل خانے میں آیا اور پانی سے جگ بھر کر دوبارہ اسی کمرے میں واپس آ گیا۔

لیڈی بہرام بیس منٹ سے پہلے ہوش میں نہیں آئی تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ بے سدھ پڑی رہی پھر اس طرح چونکی جیسے کانوں کے قریب دھماکا ہوا ہو۔ ں کے بعد وہ اٹھ کر دوڑتی ہوئی اسٹوڈیو میں داخل ہوئی تھی۔ عمران بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے وڑتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔

جلتے ہوئے پلاسٹک کا ڈھیر ٹھنڈا ہو چکا تھا.... وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی ہر ویسی ہی پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"مم.... میں کہتا ہوں.... چلو یہاں سے ورنہ پھر بے ہوش ہو جاؤ گی۔!" عمران نے کہا۔

پھر وہ لڑکھڑائی ہی تھی کہ عمران نے سہارے کے لئے اپنا بازو پیش کر دیا۔ اس طرح وہ دوبارہ ٹنگ روم میں آئے.... اور وہ نڈھال سی ہو کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔ عمران خاموشی سے ں کا جائزہ لیتا رہا۔ وہ بھی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ نے وحیدل کی آواز تو سنی ہو گی۔!" عمران نے پوچھا اور لیڈی بہرام نے اپنے سر کو فی میں جنبش دی۔

"میں نے سنی ہے اس کی آواز....!"

"تو پھر....؟" لیڈی بہرام نے مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"اس بت نما ٹرانس میٹر سے آنے والی آواز وحیدل ہی کی تھی۔!"

"نہیں....!" وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"اور گرینڈ کے کمرے نمبر ۸۳ میں وحیدل ہی شیر دل خان کے نام سے رات بسر کرتا ہے۔!"

"میرے خدا....!" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"کیوں کیا بات ہے....!"
"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟ میرے دو ملازموں نے اسے دھوکہ دیا ہے۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ میری طرف سے دل صاف ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے وہاں بلا کر قتل ہی کردے۔!"
"کون....!"
"وحیدل....!"
"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... جو کچھ اس بت کے ذریعہ کہا گیا تھا میری سمجھ میں تو قطعی نہیں آیا تھا۔!"
"تم نہیں سمجھ سکتے....!" لیڈی بہرام نے ٹھنڈی سانس لی۔
"اونہہ ہوگا.... میری بلا سے.... میں اب جارہا ہوں.... پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔!"
"اچھا تو کیا تم اپنے عہد سے پھر جاؤ گے۔!"
"کیسا عہد....؟"
"یہی کہ تم آج سے میرے سیکریٹری ہو....!"
"ارے تو کیا اب میں اپنے گھر بھی نہیں جانے پاؤں گا.... واہ یہ اچھی نوکری ہے۔!"
"گھر جانے پاؤ گے.... لیکن ابھی نہیں۔ میں بہت پریشان ہوں.... تنہا نہیں رہ سکتی۔!"
"میری عقل خبط ہوتی جارہی ہے۔!"
"کیوں....؟ تمہیں کیا ہوا ہے۔!"
"آپ نے اس مردود کو مزدوروں کے لئے دوائیں بھجوائی تھیں اور وہ آپ کو قتل کردینا چاہتا ہے۔!"
"تم نہیں سمجھ سکتے.... تم نہیں سمجھ سکتے۔!"
"آپ سمجھانے کی کوشش کیجئے.... شائد سمجھ ہی جاؤں....!"
"میں آرام کرنا چاہتی ہوں.... مجھے تنہا چھوڑ دو....!"
"نہ جانے دیتی ہیں اور نہ ٹھہرنے دیتی ہیں۔!"
"مطلب یہ ہے کہ تم یہیں ٹھہروگے.... میں آرام کروں گی۔!"
"اچھا جناب تو آرام ہی فرمائیے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور وہ اٹھ کر بیڈ روم میں

لی گئی۔
عمران نے دروازہ بند ہونے کی آواز بھی سنی تھی۔ اس نے صوفے پر نیم دراز ہو کر آنکھیں ر کرلیں۔! کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے کوئی رت بول رہی تھی۔
عمران نے بھی نسوانی آواز بنا کر کہا۔ "لیڈی صاحبہ آرام فرما رہی ہیں.... اس وقت ان کو لایا نہیں جاسکتا.... کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرادیجئے۔!"
دوسری طرف سے آواز آئی۔ "صرف اتنا کہہ دینا کہ مارتھا ملنا چاہتی ہے۔ اشد ضروری ہے۔!"
"بہت بہتر.... پیغام نوٹ کرلیا گیا....!"
دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ مڑا ہی تھا لیڈی بہرام پر نظر پڑی.... وہ اسے عجیب نظروں سے گھورے جارہی تھی۔
پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "واقعی تم جاسوسوں ہی کی سی حرکتیں کررہے ہو۔!"
"ارے بس کبھی کبھی سنک جاتا ہوں۔!"
"نہیں میں نے اتنی کامیاب نقلی آواز آج تک نہیں سنی.... فون پر کون تھا....؟"
"کوئی مارتھا تھی.... انگریزی میں گفتگو کی تھی لیکن لہجے سے دیسی نہیں معلوم ہوتی تھی۔!"
"گڈ.... تو تم اس کا سلیقہ بھی رکھتے ہو.... ہاں کیا کہہ رہی تھی۔!"
"ملنا چاہتی ہے.... ملاقات اشد ضروری ہے....!"
لیڈی بہرام نے طویل سانس لی.... اس وقت وہ پہلے سے بھی زیادہ دلکش نظر آرہی تھی۔ ب خوابی کے لباس میں اس کا جسمانی حسن کچھ اور نکھر گیا تھا اور پھر لاپروائی کا انداز.... لباس ابے ترتیبی.... ان سب نے مل جل کر جاذبیت میں اضافہ ہی کیا تھا۔
"آپ کو ملنے جانا پڑے گا.... یا وہ خود آئے گی....!" عمران نے پوچھا۔
"خود مجھے جانا پڑے گا....!"
"اور آپ وحیدل سے خائف بھی ہیں۔!"
"کیا مطلب....؟" وہ چونک پڑی۔
"میرا خیال ہے کہ میں نے اس ٹرانس میٹر پر مارتھا کا نام بھی سنا تھا۔!"

"تمہارا خیال درست ہے....!" وہ اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"تو پھر....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....؟"

"لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں لیکن بعض اوقات میں بہت معقول مشورے دے سکتا ہوں۔!"

"میں نے بھی اکثر یہی سوچا ہے۔!" پھیکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔

"تو پھر مجھے پورے حالات سے آگاہ کر دیجئے.... شائد کسی کام آسکوں۔!"

"نہ جانے کیوں تم پر اعتماد کر لینے کو جی چاہتا ہے.... لیکن میں تمہیں اپنی کہانی ہرگز نہ سناؤں گی۔ بس کسی طرح اس آدمی سے پیچھا چھڑانا ہے۔!"

"اچھا وہ بت نما ٹرانس میٹر آپ کو کہاں سے ملا تھا....!"

"تم ٹرانس میٹروں کے بارے میں کیا جانو....؟"

"ارے میں بجلی کے کئی کاموں کا ماہر ہوں.... صرف ریفریجریشن ہی تک تو محدود نہیں۔!"

لیڈی بہرام مضطربانہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

"تم کھڑے کیوں ہو.... بیٹھ جاؤ....!" اس نے عمران سے کہا۔

"شکریہ....! مائی لیڈی....!" سامنے والی سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں اس بت کے بارے میں بتا سکتی ہوں....!"

"یقیناً بتائیے.... اس کے اس طرح تباہ ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ اب آپ کسی خطرے سے دوچار ہیں۔!"

"میں بھی تو یہی سوچتی ہوں۔!"

"لہٰذا عقل مندی کا یہی تقاضا ہونا چاہئے کہ آپ مجھے سب کچھ بتا دیں تاکہ میں اسی کی روشنی میں آپ کے لئے کچھ کر سکوں....!"

"مجھے سوچنا پڑے گا.... عمران مجھے مہلت دو....!" وہ اپنی پیشانی مسلتی ہوئی تھکی تھکی سی آواز میں بولی۔

"آپ کی مرضی....!" عمران نے بے دلی سے کہا۔

"لیکن میں اس ٹرانس میٹر کے بارے میں تو بتانا ہی چاہتی ہوں۔!"

"بتائیے صاحب....!" عمران نے اس طرح کہا جیسے اب اس تذکرے ہی سے بوریت محسوس کر رہا ہوں۔

"کل سے پہلے میں نہیں جانتی تھی کہ یہ وحیدل ہی کا بت ہے بلکہ یہ نام وحیدل بھی ابھی تین یا چار دن پہلے مجھے معلوم ہوا ہے....!"

"اوہ تو اس سے پہلے آپ دواؤں کے کارٹن کسے بھجواتی تھیں۔!"

"کسی کو بھی نہیں.... یہ پہلا کارٹن تھا جو میں نے بھجوایا ہے.... مجھے اسی ٹرانس میٹر پر ہدایت ملی تھی کہ ایک جگہ سے کارٹن حاصل کر کے وحیدل کو بھجوادوں۔!"

"خود دے آئیں یا بھجوادیں....!"

"کسی اور سے بھجوادوں.... خاص طور پر کہا گیا تھا کہ میں خود وحیدل کے پاس نہ جاؤں۔!"

"کارٹن کہاں سے حاصل کیا تھا....؟"

"ایک سفارت خانے کے ایک آفیسر سے۔!"

عمران نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر سر کو جنبش دی اور خلاء میں گھورتا رہا۔

"اس سے پہلے آپ کیا کرتی رہی ہیں....؟" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"میں کہہ چکی ہوں کہ جو نہیں بتانا چاہتی ہرگز نہیں بتاؤں گی چاہے مرنا ہی کیوں نہ پڑے۔!"

"خیر.... خیر.... تو بہر حال.... یہ ٹرانس میٹر.... اس کی بدولت آپ کو نئے آدمیوں سے بھی ملنا پڑتا ہو گا۔!"

"بس اب تم اس طرح پوچھنا چاہتے ہو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"ہرگز نہیں.... جو آپ نہیں بتانا چاہتیں اس کے لئے مجبور نہیں کروں گا۔!"

"تم تو بس کسی تدبیر سے.... اس وحیدل....!"

"قتل کرادوں وحیدل کو....؟"

"واقعی سمجھ دار آدمی ہو....!"

"کوئی بڑی بات نہیں.... لیکن قتل کرنے والے یونہی بلاوجہ خطرات نہیں مول لیتے۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو پچیس ہزار روپیوں کے عوض کسی کو بھی قتل کر سکتا ہے۔!"

"ہوائیاں چھوڑنے لگے....!" وہ مسکرائی۔

"یقین کیجئے....!"

"آخر تم ہو کس قسم کے آدمی....!"

"لوگوں کو ٹھگنا میرا محبوب مشغلہ ہے.... اب دیکھئے ناسر بہرام کو کیسا ٹھگا....!"

"گاڑیوں کے سلسلے میں تو انہیں کوئی بھی ٹھگ سکتا ہے۔!"

"چلئے تسلیم.... لیکن اب آپ کو تو اچھی طرح ٹھگوں گا۔!"

"یعنی....!"

"پچیس ہزار اپنی جیب میں ڈال کر میں ہی اسے قتل کردوں گا۔!"

"اگر ایسا ممکن ہو تو میں تیس دوں گی۔!"

"لائیے ہاتھ.... بات پکی رہی....!"

لیڈی بہرام نے اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا.... اور عمران نے کہا۔"پندرہ دن کے اندر اندر آپ اخبارات میں اس کی لاش کی تصویر دیکھ لیں گی۔!"

"واقعی ایسے ہی ہو....!"

"دیکھ لیجئے گا کیا آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں....؟"

"یقیناً....!"

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔!

دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بولا۔"میں بول رہا ہوں پرنس آف ڈھمپ۔!"

"میں بڑی دیر سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ سے رابطہ قائم ہو سکے۔!"

"کوئی خاص بات....؟"

"ماؤلین کو کسی نے گولی ماردی....!"

"کہاں اور کب....؟"

"تقریباً دو گھنٹے پہلے کی بات ہے.... وہ ہٹ کی کھڑکی میں کھڑی تھی۔ گولی پیشانی پر لگی ہے۔ فائر کی آواز نہیں سنی گئی.... غالباً سائیلنسر استعمال کیا گیا تھا۔!"

"اور وہ لوگ کہاں ہیں....؟"

"تینوں اپنی اپنی راہ گئے ہیں.... ان کا تعاقب جاری ہے.... پولیس ہٹ میں پہنچ گئی ہے....

ر کسی طرح اسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہٹ رانا تہور علی کی ملکیت ہے لہٰذا میں نے رانا پیلس سے زف اور آپ کے مہمان کو ہٹا دیا ہے.... رانا پیلس میں اس وقت چوکیدار تک نہیں ہے۔!"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا.... ویری گڈ.... اچھا ٹھہرو.... میں ابھی تمہیں رنگ کروں گا۔!"

ریسیور رکھ کر وہ لیڈی بہرام کی طرف مڑا۔

"تو تم پرنس آف ڈھمپ کہلاتے ہو....!"

"شہر کے بعض بُرے آدمی مجھے اس نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔!"

"تم آخر ہو کیا چیز....!"

"ناچیز بھی کہتے ہیں مجھے.... بعض امریکن غنڈے مجھے مسٹر تھنگ کے نام سے جانتے ہیں۔ ر چھوڑیئے اس ذکر کو.... میں کچھ دیر پہلے مارتھا کے متعلق گفتگو کر رہا تھا.... مجھے اچھی طرح ہے کہ ٹرانس میٹر پر کسی ریسٹ ہاؤز کا ذکر تھا۔ کسی ایڈگر کے بارے میں کہا گیا تھا۔ اتفاق سے ں جانتا ہوں کہ احمد پور والے ریسٹ ہاؤز کی منتظمہ کا نام بھی مارتھا ہے اور وہاں کا ایک یوریشین زم ایڈگر کہلاتا ہے۔!"

"رام سنگھ سے بھی واقف ہو گے....!"

"نہیں.... یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے.... رام سنگھ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"یہ مارتھا ہی آپ کی موت کا باعث بن سکتی ہے.... دونوں ہی صورتوں میں خواہ آپ ہٹ ہاؤز جائیں.... خواہ وہ یہاں آئے.... میرا مشورہ ہے کہ ہر اس شخص سے دور رہئے جس راسا بھی تعلق وحیدل سے ہو۔!"

"مم.... میں بھی یہی سوچتی ہوں....!"

"تو پھر سب سے پہلے مارتھا ہی کو کیوں نہ ٹھکانے لگا دیا جائے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"بس اسے ریسٹ ہاؤز سے غائب کرادوں گا.... اس وقت تک کے لئے جب تک کہ آپ بارات میں وحیدل کی لاش کی تصویر نہ دیکھ لیں....!"

"کہیں تم میرا مذاق تو نہیں اڑا رہے۔!"

"نہیں بالکل سنجیدہ ہوں۔ آپ سے ایک پائی بھی بطور ایڈوانس نہیں لوں گا۔! تصویر شائع ہونے کے بعد ہی معاوضہ طلب کروں گا اور اس میں سے ایک پائی بھی میرے لئے حرام ہوگی۔ وہ سب کا سب کام کرنیوالوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔ ہاں تو بتایئے مارتھا کے بارے میں کیا خیال ہے۔!"

"جو مناسب سمجھو کرو..... میری تو عقل ہی خبط ہوگئی ہے۔!"

"اچھی بات ہے میں مارتھا کا انتظام کئے دیتا ہوں۔!"

عمران نے فون پر پھر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولا۔

"احمد پور والے ریسٹ ہاؤز کی منتظمہ مارتھا کو وہاں سے اس طرح ہٹانا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوسکے۔ آج شام تک یہ ہوجانا چاہئے۔!"

"بہت بہتر جناب.... غالباً اسے ہیڈ کوارٹر ہی پہنچایا جائے گا۔!"

"ہاں.... بہت احتیاط سے یہ کام انجام دیا جائے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کردیا۔

لیڈی بہرام اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ عمران مسمسی سی صورت بنائے کھڑا رہا۔

"ادھر آؤ.... میرے قریب....!" لیڈی بہرام نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کک... کیوں؟" عمران ہکلاتا ہوا آگے بڑھا اور لیڈی بہرام نے اس کی پیشانی چوم لی۔

"ارے باپ رے....!" عمران لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا۔

"اگر تم نہ ہوتے تو میں الجھ الجھ کر مرجاتی۔ میرے بے شمار احباب ہیں لیکن میں ان میں سے کسی کو بھی اپنے دکھ میں شریک نہ کرسکتی۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس تھوڑے سے عرصے میں تمہارے لئے اتنی اپنائیت کیوں محسوس کرنے لگی ہوں۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لل.... لیکن یہ پیار دیار....!"

"بس تم خاموش رہا کرو ایسے مواقع پر.... میں تمہیں کھا نہ جاؤں گی۔!"

عمران سختی سے اپنے ہونٹ بھینچے کھڑا رہا.... کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "ایک بات سمجھ میں نہیں آتی.... جب وہ ایسا ہی آدمی ہے تو اس نے اپنی شکل کے بت بنوا کر کیوں تقسیم کرا رکھے ہیں اس طرح وہ اچھی طرح پہچانا جاسکتا ہے.... اور اس کے دوست ہی اُس کے دشمن بھی بن

تے ہیں۔ جیسے آپ بن گئی ہیں۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "میں جب بھی اس کی ہدایت کے ابق کسی نئے آدمی سے ملتی ہوں تو مجھے دوسری آنکھ کا حوالہ دیتے ہوئے اس بت کی تصویر بھی ھانی پڑتی ہے.... تب وہ مجھ سے کسی قسم کی گفتگو پر آمادہ ہوتا ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!" عمران اچھل پڑا۔

"کیوں....؟ اس حیرت کا مطلب....!"

"کچھ نہیں.... کچھ بھی نہیں.... مجھ سے تو حماقتیں سرزد ہی ہوتی رہتی ہیں اور ہاں ھیئے.... میں کچھ دیر خاموش رہ کر ان معاملات کے بارے میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔!"

"خیر... خیر... تم سوچتے رہنا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے مجھ سے اس دوسری آنکھ کے بارے ں کیوں نہیں پوچھا! آخر میں اسے اس بت سے الگ کر کے اپنے گریبان میں کیوں رکھتی تھی۔!"

"شوق ہے اپنا اپنا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا بھی اکثر جی چاہتا ہے کہ بعض لوگوں کی ھیں نکلوا کر اپنی جیب میں رکھا کروں۔!"

"شش.... یہ بات نہیں بلکہ دوسری آنکھ فٹ کئے بغیر ٹرانس میٹر کارآمد نہیں ہوتا۔ میں ب متعینہ وقت پر دوسری آنکھ فٹ کر کے اس کے پیغامات وصول کرتی رہی ہوں۔!"

"آپ کچھ بھی کرتی رہی ہوں.... اب مجھے بور نہ کیجئے.... سوچنے دیجئے۔!"

"کیا تم اسی انداز میں گفتگو کرو گے مجھ سے....!" لیڈی بہرام تیز لہجے میں بولی۔

"جب ایک بلیک میلر آپ سے بیہودہ قسم کے کام لیتا رہا ہے تو کیا ایک شریف آدمی آپ سے کر گفتگو کرنے کا بھی حق نہیں رکھتا۔!"

"بب.... بلیک میلر.... کیا مطلب....؟"

"سامنے کی بات ہے لیڈی بہرام مجھ جیسا احمق بھی اتنا تو سمجھ ہی سکتا ہے کہ آپ نے یہ ب کچھ حصولِ زر کی خاطر نہ کیا ہوگا۔ کیونکہ آپ ایک کروڑ پتی کی بیوی ہیں اور خود مختار بھی۔!"

"تت.... تم کون ہو.... بتاؤ مجھے....!"

"خدائی فوجدار... آپ کو اس سے کیا سروکار.... بس میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔! لن کیا آپ مجھے بتا سکیں گی کہ آپ نے اچانک مجھے رازدار بنانے کا فیصلہ کیوں کرلیا تھا....؟"

"تم کوئی بھی ہو....!" وہ آنکھیں بند کر کے بولی۔ "لیکن اب مجھے آرام کرنے دو.... میں بہت تھک گئی ہوں.... میرا سر چکرا رہا ہے۔!"

"میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ آرام کیجئے....! لیکن آپ کال ریسیو کرنے چلی آئیں۔ مجھے سیکریٹری مقرر کیا ہے تو مجھ پر اعتماد بھی کیجئے۔!"

وہ کچھ کہے بغیر سٹنگ روم سے چلی گئی۔

عمران نے ہاتھ پیر پھیلا کر انگڑائی لی اور صوفے پر نیم دراز ہو گیا.... آدھ کھلی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

دفعتاً پھر فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا کر نسوانی آواز میں کال ریسیو کی۔

دوسری طرف سے کوئی مرد بولا.... آواز وہی تھی جو کچھ دیر پہلے بت نما ٹرانس میٹر پر سنی گئی تھی۔ اس نے لیڈی بہرام کے متعلق پوچھا تھا۔

"لیڈی بہرام اس وقت اسٹوڈیو میں تشریف نہیں رکھتیں۔!" عمران نے کہا۔

"کہاں ہے....!"

"یہ بتانا مشکل ہے جناب! ویسے اگر کوئی پیغام ہو تو آپ مجھے نوٹ کرا دیجئے ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔!"

"ان سے کہہ دینا آج رات ہوٹل والا پروگرام منسوخ کر دیا گیا.... تم کون ہو....؟"

"میں اسٹوڈیو میں لیڈی صاحبہ کو اسسٹ کرتی ہوں.... جناب.... لوسی ولیمز نام ہے۔!"

"کیا وہ آج کل رات اسٹوڈیو ہی میں گزارتی ہیں۔!"

"مجھے افسوس ہے جناب ان سے پوچھے بغیر میں اس قسم کے سوال کا جواب دینے کی مجاز نہیں۔!"

"پہلے تو کوئی عورت انہیں اسسٹ نہیں کرتی تھی۔!"

"میں ابھی حال ہی میں آئی ہوں جناب....!"

"اچھی بات ہے.... انہیں میرا پیغام پہنچا دینا....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"شکریہ لوسی ولیمز....!"

پھر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ اس کا

ر پر تفکر انداز میں ٹہل رہا تھا۔

اس بار فون کی گھنٹی سن کر لیڈی بہرام سٹنگ روم میں نہیں آئی تھی۔

عمران نے کچھ دیر بعد بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔

"آپ جہاں بھی ہوں.... وہاں کے نمبر مجھے نوٹ کرا دیجئے۔!" بلیک زیرو نے کہا۔ "میں ی دیر سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو تازہ ترین حالات سے کیسے آگاہ کروں۔!"

"تازہ ترین حالات....!"

"جی ہاں.... ریسٹ ہاؤز والی مارتھا بھی قتل کر دی گئی۔!"

"اوہو.... کب....؟"

"تھوڑی دیر گزری خاور نے اطلاع دی تھی.... وہ ریسٹ ہاؤز گیا تھا تا کہ آپ کے احکام کی یل کے امکانات کا جائزہ لے سکے.... وہ گولی ہی سے ہلاک ہوئی ہے۔! لیکن ریسٹ ہاؤز کی مارت میں کسی نے بھی فائر کی آواز نہیں سنی۔!"

"ان تینوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے جو ماؤلین کی دیکھ بھال کرتے رہے تھے۔!"

"وہ شہر واپس آ گئے ہیں.... اور گرینڈ کے تین مختلف کمروں میں مقیم ہیں۔!"

"انہیں آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے... جسے مناسب سمجھو اس کام پر لگا دو....!"

"بہت بہتر جناب....!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر وہیں کھڑا خیالات میں گم رہا پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ اب وہ لیڈی بہرام کی خواب گاہ کے سامنے کھڑا تھا.... اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر سے ھلائی ہوئی آواز آئی۔ "کیا ہے....؟ کیوں مجھے بور کر رہے ہو....!"

"ایک اہم اطلاع ہے.... لیڈی صاحبہ....!"

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا۔ لیڈی بہرام نے سلیپنگ گاؤن بھی نہیں پہنا تھا آنکھیں نیند میں ڈوبی ہوئی سی معلوم ہوتی تھیں۔!

"کیا بات ہے....!"

"خطرہ سر پر آ گیا ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"مارتھا کو کسی نے قتل کر دیا....!"

"کیا....؟" وہ لڑکھڑاتی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔!"

"کس سے اطلاع ملی ہے۔!"

"جسے میں نے اس کے بارے میں فون کیا تھا.... جب اس کے آدمی وہاں پہنچے تو معلوم ہوا.... پولیس موجود تھی۔!"

"اب کیا ہوگا....!"

"کچھ بھی نہیں.... میں نے آپ کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔!"

"لیکن پولیس.... میں پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!"

"بھلا آپ کو پولیس کے سامنے سے کیا سروکار....!"

"تم نہیں سمجھتے.... نہیں سمجھ سکتے۔!"

"تو سمجھائیے....نا....!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!"

"وہ شائد مارتھا کے بارے میں آپ سے پوچھ گچھ کرے.... اس کے سارے جاننے والوں سے کرے گی۔ اسے ضابطے کی کارروائی کہتے ہیں۔!"

"کچھ بھی سہی میں پولیس کا سامنا نہیں کر سکتی۔!"

"فرض کیجئے... آپ نہ کرنا چاہیں.... اور میں ایسا انتظام کردوں کہ پولیس آپ تک پہنچ ہی نہ سکے....! لیکن آپ کی عدم موجودگی میں وہ سر بہرام سے تو یقینی طور پر آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کرے گی۔!"

"ہاں.... آں.... یہ تو ہے....!"

"کیا یہ چیز آپ کے لئے بہتر ہوگی....؟"

"نہیں قطعی نہیں....! یہ بہت بُرا ہوا.... بہت بُرا....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا بُرائی ہے.... میرا کوئی شناسا مار ڈالا جائے پولیس اس کے بارے میں مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہے تو اس سے میری پوزیشن پر کیا اثر پڑے گا۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے میں سمجھانا بھی نہیں چاہتی بس تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ پولیس کا سامنا نہ ہو۔!"

"سر بہرام کیا سوچیں گے جب پولیس آپ کو ڈھونڈتی پھرے گی اور آپ لاپتہ ہوں گی۔!"

"سب کو جہنم میں جھونکو.... کچھ کرو میرے لئے.... اور جلدی کرو....!"

"میں آپ کو ایسی جگہ پہنچا سکتا ہوں جہاں پرندہ پر نہ مار سکے.... لیکن اس کے بعد آپ کے شل اسٹیٹس کا کیا بنے گا۔!"

"سب کچھ جہنم میں جائے میں پولیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔ کتنی بار دہراؤں یہی بات۔!"

"کیا آپ سر بہرام کے علم میں لائے بغیر کچھ دن شہر کے باہر گزار سکتی ہیں۔!"

"نہیں میں انہیں اطلاع دے کر ہی جاتی رہی ہوں.... لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ انہیں یہ ی بتاؤں کہ کہاں جا رہی ہوں۔!"

"گڈ تب تو ٹھیک ہے.... آپ ابھی انہیں مطلع کر دیجئے کہ آپ باہر جا رہی ہیں۔!"

لیڈی بہرام سلیپنگ گاؤن پہنے بغیر سٹنگ روم میں آئی اور فون پر نمبر ڈائیل کرنے لگی۔ سری طرف سے شائد کال ریسیو کر لی گئی تھی اور اب وہ عمران کے کہے ہوئے الفاظ دہرا رہی تھی۔

اور پھر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

"بڑی حیرت ہے مجھے لیڈی صاحبہ....!" عمران بولا۔ "سر بہرام نے شاید واقعی یہ نہیں چھا کہ آپ کہاں جا رہی ہیں۔!"

"ہم دونوں ایک سمجھوتے کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیڈی بہرام بھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر عمران نے کہا۔ "تو پھر بلدی سے تیار ہو جائیے.... ضرورت کی چیزیں بھی رکھ لیجئے گا۔!"

"جانا کہاں ہوگا....؟"

"یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیجئے....!"

لیڈی بہرام چلی گئی۔ عمران نے پھر فون پر بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے۔

"یس سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کوئی نیا ڈیولپمنٹ....!"

"وہ تینوں اس وقت چیتھم روڈ پر ایک گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"چیتھم روڈ....!" عمران چونک پڑا۔ "کہاں کس جگہ....!"

"ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے....ابھی بتاتا ہوں....ایکزیکٹ پوزیشن....!"

عمران ریسیور کان سے لگائے منتظر رہا۔

تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ "کوٹھی نمبر سترہ کے قریب ایک پیپل کا درخت ہے۔ اسی کے نیچے گاڑی روکے ہوئے وہ غالباً اسی کی مشین کی کسی خرابی کا جائزہ لے رہے ہیں۔!"

"ان کی نگرانی کون کر رہا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"چوہان....اور صدیقی....!"

"انہیں مطلع کرو....کوٹھی نمبر ۱۷ سے کار برآمد ہو گی میں اس میں ریڈی میڈ میک اپ میں ہوں گا....اور میرے ساتھ لیڈی بہرام بھی ہو گی۔!"

"تو کیا آپ....؟"

ہاں کوٹھی نمبر ۱۷ اسی کی ہے....اور وہ تینوں اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہمیں گھیرنے کی کوشش کی جائے۔

"میں آجاؤں....!"

"نہیں....تم جہاں ہو وہیں ٹھہرو....میں دیکھ لوں گا۔!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جیب سے پلاسٹک کی ناک نکالی اور چہرے پر فٹ کر لی۔

کچھ دیر بعد لیڈی بہرام ایک چھوٹا سا سوٹ کیس لٹکائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی سوٹ کیس ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔

"خائف ہونے کی ضرورت نہیں مائی لیڈی....آپ کا خادم ہے....!" عمران نے کہا اور گھنی مونچھیں مصنوعی ناک سمیت چہرے سے الگ کر دیں۔

"اوہ....میں واقعی ڈر گئی تھی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے دوبارہ میک اپ سیٹ کر لیا تھا۔

"میں کہاں تک حیرت ظاہر کروں....!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"لاحول پڑھنا چاہئے میری صلاحیتوں پر....آپ تیار ہو گئیں ٹھیک ہے اب ذرا اور ٹھہریئے۔!"

"کیوں....؟"

"کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تین آدمی آپ کی فکر میں ہیں....!"

"یعنی اس کے تین آدمی....!"

"دیکھئے....کون نکلتے ہیں....؟"

"لیکن تم نے یہیں بیٹھے بیٹھے کیسے کہہ دیا۔!"

"جب آپ لباس تبدیل کرنے گئی تھیں....دوڑ کر دیکھ آیا تھا....!"

"اونہہ....ہوں گے کوئی راہ گیر....!"

"خدا کرے ایسا ہی ہو....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

اس کی نظر رسٹ واچ پر تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک ایک سیکنڈ شمار کر رہا ہو۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"چلئے....لیکن گاڑی آپ ہی ڈرائیو کریں گی میں پچھلی سیٹ پر رہوں گا۔!"

"کیوں....؟"

"بحث نہیں....مائی لیڈی....!"

"اچھی بات ہے....!" اس نے بھی ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

گاڑی برآمدے کے سامنے ہی کھڑی تھی۔

"کیا اب یہاں کوئی چوکیدار بھی نہیں ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"فی الحال تو نہیں ہے۔ اپنے وقت پر ہی آئے گا۔!"

"چوری وغیرہ کا خدشہ نہیں ہے۔!" عمران نے پوچھا۔

"اونہہ....میری پینٹنگز کے علاوہ اور کوئی زیادہ قیمتی چیز ہے ہی نہیں۔!"

"تو کیا ہم پھاٹک کھلا چھوڑ کر جائیں گے۔!"

"تم اس کی فکر نہ کرو....اکثر یہ عمارت یونہی خالی رہتی ہے۔!"

گاڑی پھاٹک سے نکل آئی۔ لیڈی بہرام ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ عمران پچھلی سیٹ پر تھا۔

اس نے پیپل کے نیچے کھڑی سیاہ گاڑی دیکھی تھی۔! جیسے ہی لیڈی بہرام کی گاڑی پھاٹک سے

نکلی تھی اس کا بونٹ گرا دیا گیا تھا اور انجن پر جھکے ہوئے تینوں آدمی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔!

"کدھر چلنا ہے....؟" لیڈی بہرام نے پوچھا۔

"بس دائیں جانب موڑ لیجئے....اور سیدھی چلی چلئے....!"

"میرے خدا....!" وہ گاڑی موڑتے ہوئے بڑبڑائی.... "تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے۔!"

"کالی گاڑی....!"

"ہاں.... میں عقب نما آئینے میں دیکھ رہی ہوں....!"

"بے فکری سے چلتی رہئے....!"

"لل.... لیکن میرے ہاتھ اسٹیئرنگ پر جم نہیں رہے....!"

"جمائیے.... کسی طرح ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"اگر میں بے ہوش ہو گئی تو....!"

"گاڑی فٹ پاتھ پر چڑھ جائے گی....!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"کیا اسی رفتار سے چلتی رہوں....؟"

"ٹھیک ہے.... فی الحال یہی مناسب ہے.... تیس سے زائد نہ ہونے دیجئے۔!"

گاڑی چیتھم روڈ سے گیارہویں سڑک پر مڑی....! یہاں ٹریفک زیادہ تھا۔ اس لئے رفتار بیس میل سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔

"ہمیں جانا کہاں ہے....؟" لیڈی بہرام نے پوچھا۔

"یا تو دوسری دنیا کا سفر کریں گے.... یا رات کا کھانا ٹاپ ٹاپ میں کھائیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کالی گاڑی میں ہمارے باڈی گارڈ نہیں ہیں۔!"

"پہیلیاں نہ بجھواؤ.... مجھے الجھن ہوتی ہے۔!"

"یا تو یہ لوگ ہمیں گولی ماردیں گے.... یا میں ان کا قیمہ بناؤں گا۔!"

"تم تنہا کیسے نپٹ سکو گے ان سے۔!"

"اب براہِ کرم مجھے کچھ سوچنے دیجئے....!"

"سوچو....!" لیڈی بہرام نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کہہ رہی ہو۔ "جہنم میں جاؤ۔!"

✡

لیفٹیننٹ چوہان اور لیفٹیننٹ صدیقی.... واٹر کول انجن والی بے آواز موٹر سائیکل پر تھے۔ کالی ری سے ان کا فاصلہ تقریباً ایک سو گز ضرور رہا ہوگا۔

"یار.... یہ شخص نہ خود مرتا ہے.... اور نہ ہمیں مرنے دیتا ہے۔!" لیفٹیننٹ صدیقی بولا۔

"کون....!" چوہان نے پوچھا۔

"میں عمران کی بات کر رہا ہوں.... سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم میں اس کی کیا حیثیت ہے۔!"

"حیثیت سے کیا مراد ہے تمہاری....؟"

"مطلب یہ ہے کہ پہلے کیطرح معاوضے پر کام کرتا ہے یا باقاعدہ طور پر ہم میں سے ہی ایک ہے۔!"

"اس قسم کی الجھنوں میں پڑنے سے کیا فائدہ ہے....!" چوہان بیزاری سے بولا۔ "ہمیں تو وہ ب کچھ ہر حال میں کرنا ہے جس کا حکم ہمارا چیف دیتا ہے۔!"

پھر وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

"کیا خیال ہے....؟" کچھ دیر بعد صدیقی بولا۔ "کالی گاڑی کا ایریل ریڈیو سے منسلک ہے یا کسی انسمیٹر سے۔!"

"چیک کرلو....!" چوہان نے کہا۔

صدیقی نے جیب سے ایک مثلث نما ڈبیہ سی نکالی جس کے تینوں گوشوں پر چمکدار سوئیاں لگی ئی تھیں۔

"اس نے اسے بائیں کان سے لگاتے ہوئے ایک وسطی بٹن دبایا....!" آواز آنے لگی۔

"ہیلو.... ہیلو.... تھری تھری سکس.... ہم چیتھم روڈ سے گیارہویں سڑک پر مڑے ہیں۔!"

"بالکل یہی بات ہے....!" صدیقی نے چوہان سے کہا۔ "یہ ٹرانس میٹر ہی ہے اور وہ کسی ری تھری سکس کو اپنا روٹ بتا رہے ہیں۔!"

"کہیں یہ عمران صاحب کسی جال میں تو نہیں پھنسنے جا رہے۔!" چوہان بولا۔

"ہمارے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ کوٹھی سے آپ ہی برآمد ہونے والے ہیں۔!"

"ہمارے چیف کو تو علم تھا.... ورنہ دس منٹ پہلے ہم کیسے آگاہ ہوتے....!"

"لیڈی بہرام ڈرائیو کر رہی ہے.... اور خود پچھلی سیٹ پر آرام فرما رہے ہیں۔!"

مثلث نما ٹرانس میٹر کا ریسیور اب بھی صدیقی کے کان سے لگا ہوا تھا.... دفعتاً اس میں سے آواز آئی۔ "تھری تھری سکس اسپیکنگ.... ہیلو.... ہیلو....!"

"یس باس....!" دوسری آواز۔

"کیا وہ خود ہی ڈرائیو کر رہا ہے....!" پہلی آواز۔

"نہیں باس.... عورت ڈرائیو کر رہی ہے۔!" دوسری آواز۔

"ٹھیک ہے۔ تم تعاقب جاری رکھو....!" پہلی آواز۔

"او.... کے.... باس....!"

"چوہان....!" صدیقی بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تھری تھری سکس عمران کی شخصیت سے واقف ہے۔!"

"جہنم میں جائے.... ہمیں اگر معاملات کا علم ہو تو ہم کچھ کر بھی سکیں۔ ہمیں کیا پتہ کہ کیا ہو رہا ہے۔ لہٰذا جتنا کہا جائے اتنا ہی کرتے جاؤ.... خواہ مخواہ اپنے ذہن کو تھکانے سے کیا فائدہ۔!"

"نہیں.... میں اس آدمی عمران کے لئے فکر مند رہتا ہوں.... دیکھ لینا بڑی اچانک موت ہو گی اس کی۔!"

"ہو بھی چکے کسی صورت سے۔!"

"کیوں بھئی.... آخر اتنی بیزاری کیوں....؟"

"مجھے اس کا طریق کار پسند نہیں ہے.... ہاتھ گھما کر ناک پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔!"

"ہم اپنے چیف کے پابند ہیں.... جب وہ خود ہی اسے برداشت کرتا ہے تو پھر ہمیں بھی کرنا ہی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چیف ہی کی کسی اسکیم کو عملی شکل دے رہا ہو۔!"

"یار ختم کرو.... کتنے دن ہو گئے جھک مارتے ہوئے۔ خدا خدا کر کے وہ لڑکی ختم ہوئی تو یہ تینوں.... لیکن صفدر کہاں غائب ہو گیا۔!"

"پتہ نہیں.... ہٹ سے غائب ہوا ہے تو پھر نہیں دکھائی دیا۔!"

ٹرانس میٹر کی ریسیونگ سائیڈ سے پھر آواز آئی۔ "ہیلو.... تھری تھری سکس گاڑی اب ایلگن روڈ پر مڑ رہی ہے.... ہمارا خیال ہے کہ انہیں تعاقب کا علم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تصدیق

نے کے لئے خواہ مخواہ چکراتے پھر رہے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے....!" تھری تھری سکس کی آواز آئی۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا ہے....!" پہلی آواز۔

"صرف تعاقب کرتے رہو....!"

"اوہ.... اب.... ایلگن روڈ سے احمد پور والی سڑک پر مڑ گئی ہے وہ گاڑی....!"

"تعاقب جاری رکھو....!"

❂

"ارے.... ارے.... یہ کیا کر رہی ہیں لیڈی صاحبہ....!" عمران سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"ایک جگہ میری سمجھ میں آ گئی ہے.... جہاں میں محفوظ رہ سکوں گی۔ تم بھی وہیں چلو۔!"

"کچھ دیر پہلے تو....!"

"خاموش بیٹھے رہو....! تم میرے سیکریٹری ہو.... میں تمہاری سیکریٹری نہیں....!"

"معاف کیجئے گا بھول گیا تھا....!" عمران نے طویل سانس لی اور پشت گاہ سے ٹک گیا۔

گاڑی شہری آبادی کو پیچھے چھوڑتی ہوئی پچاس اور پچپن کی رفتار سے آگے بڑھتی جا رہی تھی.... لیڈی بہرام کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

عمران عقب نما آئینے میں اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا تھا۔

"کیا آپ مجھ سے خفا ہیں مائی لیڈی....!"

"نہیں تو....!" وہ ہنس پڑی۔

"آپ کا چہرہ کچھ دیر پہلے بہت غضب ناک نظر آ رہا تھا۔!"

"اپنی حماقتوں پر غصہ آ رہا تھا....!"

"مجھے آج تک اپنی کسی حماقت پر غصہ نہیں آیا....!"

"ایسا نہ کہو.... ممکن ہے کبھی آ ہی جائے....!"

"ناممکن.... مائی لیڈی.... احمقوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ آئے تو پھر احمق ہی کیوں کہلائیں۔!"

"بعض اوقات تم فلسفیوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہو۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے مائی لیڈی.... فلسفی احمق ہی تو ہوتے ہیں۔ آم نہیں کھاتے

درختوں کا شمار کرنے لگتے ہیں....!"

"تو تم.... فلسفی ہو....!"

"یس مائی لیڈی....!"

"کسی خاص نہج پر سوچتے ہو....!"

"یس مائی لیڈی....!"

"ذرا مجھے بھی تو بتاؤ....!"

"اپنے وجود کے ثبوت کے لئے میں ڈیکارٹس کے خیال سے متفق ہوں.... یعنی میرا ادراک میرے وجود کا ثبوت ہے اور میرا وجود کسی کی حماقت کا نتیجہ.... لہٰذا حماقت ہی بنیادی حقیقت ٹھہری.... دنیا کے سارے فتنوں کی جڑ تو عقل ہے اس لئے عقل کو اٹھا کر طاق پر رکھ دینا چاہئے۔ جیسے میں نے رکھ دی ہے۔!"

"بکواس کرتے ہو.... تم تو بہت عقل مند ہو....!"

"گالی نہ دیجئے گا.... ورنہ بُرا مان جاؤں گا....! عقلمندی میرے لئے بہت بڑی گالی ہے۔!"

"تم کس کی حماقت کا نتیجہ ہو....!" وہ اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"احمق صرف احمق ہوتا ہے.... اسے کوئی بھی نام دیا جاسکتا ہے....!"

"نام بتاؤ....!"

"نام کا بھی قائل نہیں ہوں....!"

"تمہارا بھی تو نام ہے....!"

"مجھے قطعی پسند نہیں کیونکہ یہ بھی میری ذاتی حماقت کا نتیجہ نہیں....!"

"تم واقعی عقل مند ہو کیونکہ ایسی حماقتوں سے دور رہتے ہو....!"

"دوہری حماقت میرے بس سے باہر ہے.... یعنی ایک تو حماقت کروں.... اور پھر اس کا کوئی نام رکھوں.... لاحول ولا.... ارے ارے.... یہ آپ کچے پر کیوں موڑ رہی ہیں۔!"

"ادھر ہی چلنا ہے۔!"

"لیکن.... لیکن ادھر ویرانے میں تو ہم آسانی سے مار لئے جائیں گے۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔!"

"اچھا صاحب.... اللہ مالک ہے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور مڑ کر دیکھا۔ کالی گاڑی بھی کچے پر مڑ گئی تھی لیکن اسکے پیچھے والی موٹر سائیکل سڑک ہی پر کچھ دور آگے جا کر رکی تھی۔

عمران نے دوسری بار ٹھنڈی سانس لی.... اور اسی طرح دیکھتا رہا.... زمین ناہموار تھی اس لئے ان کی گاڑی کی رفتار کم ہوگئی تھی۔

تعاقب کرنے والی سیاہ گاڑی سر پر چڑھی آرہی تھی۔!

"آج تو مارے گئے....!" عمران کراہا۔

"اگر تم نے اس طرح بزدلی دکھائی تو کیسے کام چلے گا۔!"

"چنگیز خان کا خون دوڑ رہا ہے.... میری رگوں میں....!" عمران اکڑ کر بولا۔

مڑ کر دیکھا تو موٹر سائیکل اب بھی سڑک ہی پر نظر آئی.... چوہان اور صدیقی نیچے اتر کر شاید اس کا انجن دیکھ رہے تھے۔

"مائی لیڈی.... پلیز.... کیا آپ ارہر کے کسی کھیت میں قیام فرمائیں گی۔!" عمران نے اس وقت کہا جب ان کی گاڑی ارہر کے دو رویہ کھیتوں کے درمیان دس گیارہ فٹ چوڑے راستے پر مڑ رہی تھی۔

"سیکریٹری.... خاموش بیٹھے رہو....!"

"تو پھر رفتار تیز کیجئے ورنہ یہاں اس مسطح راستہ پر وہ اپنی گاڑی ہماری گاڑی سے ٹکرادیں گے۔!"

"میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ ان میں کتنا دم خم ہے۔!"

"لل.... لیکن میرا کیا بنے گا۔!"

"تمہارا بھی امتحان ہو جائے گا.... بہت بڑے بڑے دعوے کرتے تھے۔!"

"اگر میں امتحان میں فیل ہو گیا تو پھر آپ کہاں ہوں گی۔!"

"وہ صرف تین ہیں.... میں بیک وقت تیس مردوں کو الو بنا سکتی ہوں۔!"

"مائی لیڈی.... وہ بہت قریب آگئے ہیں....!"

لیڈی بہرام کچھ نہ بولی۔

✡

"اب بتاؤ کیا کریں....!" چوہان نے صدیقی سے کہا۔

صدیقی نے سر اٹھا کر داہنی جانب دیکھا.... دونوں گاڑیاں آگے پیچھے رینگ رہی تھیں۔

اب فی الحال تعاقب مشکل ہے.... ویسے اگر وہ کھیتوں کے درمیان والے راستے پر چلتے ہیں تو البتہ ان پر نظر رکھی جا سکے گی۔

"ایسی احمقانہ حرکتیں نہ پہلے کبھی دیکھیں اور نہ کبھی سنیں....!" چوہان برا سا منہ بنا کر بولا۔

"بھئی تم ٹرانس میٹر کا استعمال جاری رکھو.... اگر یہ مردود ہماری آنکھوں کے سامنے مار ڈالا گیا تو ایکس ٹو چمڑی ادھیڑ دے گا۔!"

صدیقی نے پھر ٹرانس میٹر نکالا آواز آرہی تھی۔ "اب ہم تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر داہنی جانب نیچے میں اتر گئے ہیں.... اگلی گاڑی کی رفتار تیز نہیں ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... تعاقب جاری رکھو....!" دوسری آواز آئی۔ "تم غالباً کوارٹر سیون کے قریب کہیں ہو....!"

"جی ہاں.... ارہر کے کھیتوں کے بعد کوارٹر سیون ہی ہے۔!"

"جہاں کہیں وہ رکیں گھیر لینا۔ اگر کوارٹر سیون کے قریب رکے تو تمہیں آسانی ہوگی۔!"

"او کے باس....!"

"وہ غالباً خوف زدہ ہوں گے۔!"

"اس کا اندازہ نہیں ہے.... باس....!"

"ایسی ہی بات ہوگی.... بس قابو میں کرنے کے بعد کوارٹر سیون پہنچا دو....!"

"او کے باس....!"

پھر کوئی آواز نہ سنائی دی۔!

"آج خیریت نہیں....!" صدیقی بڑبڑایا۔

"کیوں کیا بات ہے....؟"

"وہ حقیقتاً انہیں گھیر رہے ہیں.... گھیر کر کسی مقام پر کوارٹر سیون تک پہنچانا ہے.... جس کا راستہ ارہر کے کھیتوں کے درمیان سے گزرتا ہے.... ارے لو ان کی گاڑی تو اسی راستے پر چل پڑی ہے.... اور دوسری گاڑی بھی۔!"

"اب تعاقب آسان ہوگا.... گاڑیوں کی رفتار تیز نہیں ہے!" چوہان نے کہا اور موٹر سائیکل

اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔ "بیٹھو.... ہم گاڑی ادھر ہی چھوڑ کر ارہر کے کھیتوں میں گھس پڑیں گے۔!"

"اور پھر اگر دونوں گاڑیوں کی رفتار تیز ہوگئی تو ارہر کے کھیتوں ہی میں رہ جائیں گے۔!" لیفٹیننٹ صدیقی بڑبڑایا۔

اب دونوں گاڑیوں کا فاصلہ بمشکل تیس فٹ رہا ہوگا.... عمران بار بار مڑ کر دیکھتا جا رہا تھا.... لیڈی بہرام شاند عقب نما آئینے میں اس کی حالت کا جائزہ لیتی رہی تھی۔

دفعتاً وہ ہنس کر بولی۔ "اسی برتے پر میری حفاظت کا دعویٰ رکھتے تھے۔!"

"آپ سنئے تو سہی لیڈی بہرام.... اگر میں اپنی منتخب کردہ جگہ پر آپ کو لے جا سکتا تو آپ یقیناً ہر طرح محفوظ ہوتیں.... لیکن یہ سب کچھ تو آپ ہی کر رہی ہیں.... اگر میرا امتحان لینا مقصود تھا تو پہلے ہی بتا دیا ہوتا۔!"

"تو کیا کر لیتے تم....!"

"دم دبا کر بھاگ جاتا.... یا پہلے بھاگ جاتا پھر دم کا بھی انتظام کر لیتا.... لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی.... کچھ بھی نہ ہوا اپنا سوچا ہوا....!"

"کیا سوچا تھا تم نے....!"

"اب کیا فائدہ بتانے سے.... گردن تو کٹوا دی آپ نے....!"

"اب تم دیکھنا کہ میں انہیں کس طرح نیچا دکھاتی ہوں.... اگر مجھے یہ یقین نہ ہو جاتا کہ واقعی ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے تو میں تمہاری ہی منتخب کی ہوئی پناہ گاہ کا رخ کرتی۔!"

"بزرگوں سے سنا تھا کہ عورتیں ضدی ہوتی ہیں.... آج یقین بھی آگیا اس پر....!"

"میں اب اس مردود کو دکھا دینا چاہتی ہوں۔!"

"پہلے میری شکل دکھا دیجئے گا اس مردود کو لیڈی بہرام....!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں....!"

"نہیں بتاؤ.... ورنہ میں گاڑی روک دوں گی....!"

"یہ بھی کر کے دیکھ لیجئے لیڈی بہرام....!"

"کیا یہ کسی قسم کی دھمکی ہے۔!"

"بھلا سیکریٹری دھمکی دینے کی جرأت کر سکتا ہے۔!"

"اچھا بتاؤ.... اگر وہ تینوں تم پر ٹوٹ پڑیں تو تم کیا کرو گے۔!"

"ہاتھا پائی شریف آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ لہٰذا میں آپ کو انکے حوالے کر کے گھر کی راہ لونگا۔!"

لیڈی بہرام بہت زور سے ہنسی.... اور ہنستی ہی رہی۔

"پوچھنا تو نہ چاہئے کہ آپ ہنس کیوں رہی ہیں.... لیکن پھر بھی جرأت کرتا ہوں۔!"

"مجھے اس پر ہنسی آرہی ہے کہ میں تمہیں ان کے حوالے کر کے خود اپنی راہ لوں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

گاڑی کھیتوں کے درمیان سے گزر کر پھر ایک چھوٹے سے میدانی قطعے میں داخل ہو رہی تھی.... سامنے ایک چھوٹی سی عمارت بھی نظر آئی۔

لیڈی بہرام نے پھر رفتار بڑھائی اور آن کی آن میں عمارت تک آپہنچی۔ گاڑی رک گئی۔ پھر لیڈی بہرام عمران کی طرف مڑی تھی.... لیکن خالی ہاتھ نہیں.... اعشاریہ دو پانچ کا خوبصورت سا پستول عمران کے دل کا نشانہ لے رہا تھا۔

"مم.... مائی لیڈی....!"

"خاموش بیٹھے رہو....؟"

دوسری گاڑی رک گئی.... اور وہ تینوں نیچے اتر آئے تھے.... عمران نے کنکھیوں سے دیکھا وہ ان کی گاڑی کی طرف بڑھتے آرہے تھے۔ پھر دو آدمی تو پچھلی سیٹ کے دونوں دروازوں پر جم گئے اور ایک اسٹیئرنگ والے دروازے پر جا کھڑا ہوا۔

لیڈی بہرام بالکل بے پرواہ نظر آرہی تھی.... اس کی تمام تر توجہ کا مرکز عمران تھا۔

دفعتاً اسٹیئرنگ کے قریب والی کھڑکی کے پاس کھڑے آدمی نے.... لیڈی بہرام کے ہاتھ سے پستول چھین لیا.... اور سخت لہجے میں بولا۔"تم دونوں نیچے اتر آؤ....!"

"ہوش میں ہو یا نہیں....!" لیڈی بہرام آپے سے باہر ہو گئی۔

"نیچے اتر آؤ....!" اس بار لہجہ توہین آمیز تھا۔

"چپ رہو کتے....!"

لیکن کتے نے بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول کر اس کے بال مٹھی میں جکڑے اور نیچے کھینچ لیا۔

اب لیڈی بہرام کے انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

اچانک عمران نے گاڑی کے اندر سے کہا۔"آج معلوم ہوا کہ عورتیں مجھ سے بھی زیادہ قص العقل ہوتی ہیں۔!"

"اچھا اب تم بھی نیچے اترو ورنہ تمہیں تو ہم جان ہی سے مار دیں گے۔!"

"ہاں بھلا ہم کس کام کے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

لیڈی بہرام اب بھی کچھ نہ بولی.... بالکل ساکت وصامت کھڑی تھی۔

"اے تو پیچھے بھی تو ہٹو....!" عمران نے ہینڈل گھما کر اس طرح دروازہ کھولا کہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا آدمی دوسری طرف الٹ گیا.... ساتھ ہی عمران نے بیٹھے بیٹھے اس پر چھلانگ بھی لگائی تھی اور اتنی پھرتی سے اسے سمیٹے ہوئے زمین سے اٹھا تھا کہ دوسروں کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔

اب وہ آدمی اس کی ڈھال تھا.... اس کا رخ پستول والے کی طرف موڑتا ہوا بولا۔"اب چلاؤ گولی... میں تنہا کہیں بھی جانے کا عادی نہیں.... ہم دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دینا....!"

"میں سچ مچ گولی مار دوں گا....!" اس نے کہا۔

تیسرا آدمی پشت سے عمران پر حملہ آور ہوا.... لیکن عمران کی لات ایسی جگہ پڑی کہ گر کر پھر نہ اٹھ سکا.... ویسے اس کی بے ساختہ قسم کی کراہ چیخ میں ضرور تبدیل ہو گئی تھی۔

ادھر عمارت سے بھی دو آدمی نکل آئے اور پستول والے نے انہیں اپنی مدد کے لئے پکارا۔

اتنے میں عمران نے دیکھا کہ دو آدمی کھیتوں کی طرف سے بھی جھپٹے آرہے ہیں خود اس کا شکار اب اس کی گرفت سے نکل جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے اسے پستول والے پر پھینک مارا اور پھر خود بھی ان دونوں پر چھلانگ لگائی.... عمارت سے برآمد ہونے والے ابھی ان کے قریب نہیں پہنچ سکے تھے۔

لیڈی بہرام اپنی گاڑی سے ٹکی کھڑی انہیں اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے وہ سب کچھ خواب ہو۔ شائد اس کے اعصاب قابو میں نہیں تھے۔

عمارت سے نکلنے والے دوڑتے ہوئے ان تک پہنچے تھے لیکن عمران اس سے پہلے ہی پستول پر

قبضہ کر کے سنبھل چکا تھا۔

"اب تم سب اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ میں بہت زیادہ احمق واقع ہوا ہوں۔!"

اتنے میں چوہان اور صدیقی بھی قریب آپہنچے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔

وہ آدمی جو عمران کی لات کھا کر گرا تھا اب اس میں بھی کسی قدر ہوش کے آثار پائے جاتے تھے لیکن اس نے زمین سے اٹھنے کی کوشش نہیں کی غالباً موجودہ چویشن اسکی سمجھ میں آگئی تھی۔

"گاڑی میں تشریف رکھئے۔۔۔ مائی لیڈی!" عمران نے بڑے ادب سے لیڈی بہرام سے کہا۔

چوہان اور صدیقی نے پانچوں کو کور کر لیا تھا۔۔۔ اس لئے اب وہ پوری طرح لیڈی بہرام کی طرف متوجہ ہو سکتا تھا۔

"دیکھا آپ نے موقع بے موقع مذاق کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔!" وہ اس سے کہہ رہا تھا اس بات پر وہ اس طرح چونکی تھی جیسے اس سے پہلے سوتی رہی ہو۔ پھر بے چوں وچرا گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

"اب اکیلے ہی نہ چل دیجئے گا۔۔۔ میں ذرا ان لوگوں کو دیکھوں گا۔!"

"نہیں آپ تشریف لے جایئے جناب۔۔۔!" چوہان بولا۔ "یہ سب کچھ ہم ہی دیکھ لیں گے۔۔۔ آپ کو تو شائد یہ بھی نہ معلوم ہو کہ یہ عمارت کیا کہلاتی ہے۔!"

"پولٹری فارم ہے شائد۔۔۔ کمپاؤنڈ کے اندر مرغیاں ہی مرغیاں نظر آرہی ہیں۔۔۔ موقع ملے تو دو چار پار کر لاتا۔۔۔!"

"تم لوگ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔۔۔!" پانچوں میں سے کوئی بولا تھا اور عمران نے کہا تھا۔ "اور اس قسم کی دعوتوں کے لئے پولٹری فارمنگ قطعی غیر ضروری ہے۔ اس لئے تم لوگ ساری مرغیاں پار کر لاتا۔۔۔!"

پھر وہ اسٹیئرنگ والے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک گیا اور بولا۔ "تم دونوں انہیں کور کئے رکھو میں ذرا اندر دیکھ لوں۔۔۔ اگر یہ محترمہ مجھے ساتھ لئے بغیر نکل جانے کی کوشش کریں تو کسی پہیئے پر فائر کر دینا۔!"

لیڈی بہرام نے خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔ عمران عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

عمارت تو چھوٹی ہی تھی لیکن کمپاؤنڈ خاصا وسیع تھا۔۔۔ جس میں چاروں طرف بڑے بڑے

لد ار ڈربے تھے۔۔۔ اور ان ڈربوں میں بے شمار مرغیاں کٹ کڑاتی پھر رہی تھیں۔

وہ عمارت میں داخل ہوا۔۔۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ شائد اندر دو آدمیوں کے علاوہ اور کوئی ں عمارت میں تھا ہی نہیں اور وحیدل ان میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وحیدل جو لیڈی رام کے بیان کے مطابق پہلے تو ایک معمولی آدمی معلوم ہوا تھا لیکن پھر اس کی حیثیت کچھ اس م کی ثابت ہوئی تھی کہ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اس کے بت کی تصویر کو ایک دوسرے شناخت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حیثیت کسی اہم شخصیت ہی کو حاصل سکتی تھی۔

وہ چاروں طرف چکراتا پھرا لیکن کہیں بھی کوئی قابل اعتراض چیز نہ مل سکی تو تھک ہار کر پھر ر آگیا۔

یہاں چوہان کے دونوں ہاتھوں میں ریوالور نظر آرہے تھے اور صدیقی ایک ایک کو گرا کر باندھ تھا تینوں تعاقب کرنے والے باندھے جا چکے تھے اور اب عمارت کے مکینوں کی باری تھی۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔؟" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا ان کا رڈالیں گے۔!"

"پھر کیا کریں۔۔۔؟" صدیقی بھنا کر بولا۔

"خیر۔۔۔ ان تینوں کو تو لے چلو۔۔۔ لیکن انہیں یہیں رہنے دو ورنہ مرغیوں کی دیکھ بھال ں کرے گا۔۔۔ اگر ایک مرغی بھی بھوکی مرگئی تو مرغوں کا صبر پڑے گا تم پر اور تم ساری زندگی ۔ہی پر گزارا کرتے رہ جاؤ گے۔!"

"ہم پر کسی قسم کی ذمہ داری نہ ہوگی۔۔۔!" چوہان غرایا۔

"چلو چلو سب ٹھیک ہے۔۔۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو۔۔۔!"

صدیقی نے ان تینوں کو اٹھا کر سیاہ گاڑی کی پچھلی نشست کے حصے میں ٹھونس دیا اور چوہان ان ل کو عمارت کی طرف دھکیل لے گیا۔

واپسی پر اس نے بتایا کہ وہ صدر دروازے کو باہر سے بولٹ کر آیا ہے۔

"چلو خیر۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "مرغیوں کا اللہ مالک ہے۔!"

پھر اس نے کوڈ ورڈز میں انہیں ہدایت دی کہ تینوں کو دانش منزل پہنچا دیا جائے۔

اس کے بعد اس نے انجن اسٹارٹ کیا تھا.... اور گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ لیڈی بہرام پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھورے جا رہی تھی۔ کھیتوں کے درمیان سے گزر کر وہ اس ناہموار میدان میں پہنچے جو پختہ سڑک تک پھیلا ہوا تھا۔

"آپ کی پناہ گاہ تو مرغی خانہ ثابت ہوئی مائی لیڈی!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اور اب میں قطعی طور پر تمہارے رحم و کرم پر ہوں!" لیڈی بہرام کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"یہ مشورہ ہے یا اندیشہ مائی لیڈی۔ اب تو آپ سے ہر بات کی وضاحت طلب کرنی پڑے گی۔"

"بس خاموشی سے چلتے رہو.... میرا جو حشر چاہو کرو.... مجھے قطعی افسوس نہ ہوگا۔!"

"اب لیجئے یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"آخر اتنا بنتے کیوں ہو....!" وہ قریب قریب چیخ کر بولی۔ "کیا تم یہ نہیں سمجھے کہ میں تمہیں کسی جال میں پھانس رہی تھی۔!"

"ارے توبہ.... توبہ.... قسم لے لیجئے.... جو....!"

"خاموش رہو.... تم اول درجے کے جھوٹے اور مکار آدمی ہو.... مجھے یہ بات وحیدل ہی نے بتائی تھی.... اور میں تمہیں اس کے جال میں پھنسا دینے کے لئے اپنی شاندار اداکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتی رہی تھی۔!"

"کسی دشمن نے میری طرف سے آپکے کان بھرے ہوں گے میں کیوں سوچنے لگا ایسی باتیں!"

"تم نہیں سوچتے تو اب سنو....! ہاں میں تمہیں وحیدل کے حوالے کرنا چاہتی تھی۔ وہ ہر اس آدمی کے متعلق پوری پوری معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جو مجھ سے قریب آنے کی کوشش کرے یا جسے میں دوست بنانا چاہوں.... مجھے لازمی طور پر ایسے لوگوں کے بارے میں اسے مطلع کرنا پڑتا ہے۔ تمہارے متعلق بھی اسے بتایا تھا۔ اس نے مجھے ہدایت کی کہ تمہیں وواؤں کا بکس دے کر اس کے پاس بھیج دوں.... اس نے تمہیں دیکھا اور مجھے اطلاع دی.... کہ تم ایک خطرناک آدمی ہو۔ تمہیں الجھائے رکھا جائے.... لہذا میں نے تمہاری زبان سے یہ سن کر کہ وہ بت نما ٹرانس میٹر وحیدل ہی کی شبیہہ ہے پھنس گئی ہوں.... اور اب آنکھیں کھل جانے کے بعد تمہاری مدد سے اس جال کو توڑ پھینکنا چاہتی ہوں لیکن تم واقعی خطرناک ثابت ہوئے۔!"

"اور پھر جب واقعی آنکھیں کھلیں تو آپ بچی باتیں اگلنے پر آمادہ ہو گئیں۔!" عمران نے

سکون لہجے میں کہا۔

"یہ بھی حقیقت ہے....!" لیڈی بہرام کا لہجہ خشک تھا۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے....؟"

"اس نے مارتھا کو قتل کر دیا.... ایڈگر کے غائب ہو جانے میں بھی اسی کا ہاتھ ہے اور کسی رام، کے قتل کی کہانی بھی اس نے ٹرانس میٹر پر سنائی تھی اور ٹرانس میٹر کو بھسم ہی کر دیا تھا.... وہ مجھے کب زندہ دیکھنا پسند کرے گا.... میں جو اس کے کئی رازوں سے واقف ہوں.... میں جانتی ہوں کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس ہے ہرگز نہیں وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔!"

"ماؤلین کو آپ بھول ہی گئیں۔!"

"تم کیا جانو....!"

"میں جانتا ہوں.... کہ وہ بھی قتل کر دی گئی.... خیر کیا آپ مجھے اس ریسٹ ہاؤز کے بارے بتانا پسند کریں گی۔!"

"اب تو میں سب کچھ بتاؤں گی خواہ تم کوئی بھی ہو.... ریسٹ ہاؤز قائم کرنے کی تجویز بل ہی کی تھی۔ اس طرح وہ اہم سرکاری آفیسروں تک اپنی ایجنٹ لڑکیاں پہنچا سکتا تھا اور وہ ان اہم ترین سرکاری راز حاصل کرتیں۔ یہ کام اطمینان سے ہو رہا تھا کہ اچانک وحیدل کو شبہہ لیا کہ ایڈگر اور مارتھا ان لڑکیوں کے ذریعہ پرائیویٹ بزنس بھی کر رہے ہیں لیکن وہ ان کے ف کوئی واضح ثبوت فراہم نہ کر سکا.... لہذا اس نے باہر سے اپنی ایک ایجنٹ بلوائی.... یہی ماؤلین تھی۔ اس نے ایک سیاح کی حیثیت سے ریسٹ ہاؤز میں قیام کیا.... اور وہاں کی یوں میں گھل مل کر رہنے لگی۔ اس نے انہیں بتایا کہ وہ مالی حیثیت سے کس قدر کمزور پڑ گئی ۔ لڑکیوں نے اسے رائے دی کہ وہ یہاں کے مقامی آدمیوں کو اُلو بنا کر اپنی پوزیشن مضبوط کتی ہے۔ وہ تیار ہو گئیں لیکن بزنس کی پہلی ہی رات کو کوئی اسے اڑا کر لے گیا۔ وحیدل کو وہ رپورٹ بھی نہ دے سکی.... سچ بتاؤ کیا اسے اڑا دینے میں تمہارا ہی ہاتھ تھا۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... گاڑی شہر کے بجائے شکوہ آباد کی طرف جا رہی تھی۔ غالباً لیڈی بہرام ھی اس کا احساس تھا کہ ان کا رخ شہر کی جانب نہیں ہے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ بڑبڑائی۔ "میں نے تمہارے بارے میں اسے فوراً ہی اطلاع نہیں دی تھی

کیونکہ میں تمہیں پسند کرنے لگی تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ تم ایک معصوم آدمی ہو بھولے بھالے۔!"

"پھر بعد میں کیوں اطلاع دے دی تھی۔!" عمران نے پوچھا۔

"وہ رات یاد کرو.... جب میں تمہارے لئے ریسٹ ہاؤز کے خاکروب کی لڑکی لائی تھی۔ سمجھ کر تم اپنے طبقے کی عورتوں سے شرماتے ہو....!"

"جی مجھے اب تک شرم آرہی ہے اس واقعے پر....!"

"تم مکار ہو....!" وہ جھلا گئی۔

"آپ مجھے سینکڑوں بار احمق کہہ چکی ہیں۔ واضح رہے کہ احمقوں میں مکاری کی صلاحیت نہیں ہوتی۔!"

"تم احمق نہیں ہو.... ہرگز نہیں....!"

"تو بھلا اس رات کو مجھ سے کیا قصور ہوا تھا کہ آپ نے خفا ہو کر اس نامعقول "یک چشم" کو اطلاع دے دی تھی۔!"

"اوہ تو تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ "یک چشم" ہے۔!"

"پہلی ہی نظر میں اس کی دوسری مصنوعی آنکھ میرے ذہن میں کھٹکی تھی۔!"

"حالانکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اسے بہت قریب سے دیکھنے پر بھی کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ دوسری آنکھ مصنوعی ہے۔!"

"ختم کیجئے یہ آنکھ کا چکر.... اب تو اس کا شعلہ بننا بھی دیکھ چکا ہوں.... آپ نے مجھے پسند کرنے کے باوجود بھی کیوں موت کے منہ میں دھکیلنا چاہا تھا....؟"

"اس رات مجھے اندازہ ہوا تھا کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو.... کسی خاص مقصد کے تحت تم نے خود ہی یہ جال بچھایا تھا کہ میں تمہیں اپنے قریب آنے دوں....!"

"بہت ذہین ہیں آپ....!"

"اور پھر تم وہی ثابت ہوئے جو میں نے سمجھا تھا....!"

"یعنی....!"

"سرکاری سراغ رساں....!"

"سمجھتی رہئے جو جی چاہے.... یہ تو میں ہی جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں....!"

"کیا ہو تم....؟" اس نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانا میری ہابی ہے لیڈی بہرام...!"

"اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے تمہیں....؟"

"مالی منفعت.... اب جلد ہی وحیدل کو بلیک میل کر سکوں گا۔!"

"اس کی گرد کو بھی نہ پا سکو گے۔ ہاں اگر میں زندہ رہ گئی تو تم مجھے ضرور بلیک میل کرو گے۔!"

گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔

اُسی رات کو شہر جہنم کا نمونہ بن گیا.... سر بہرام کی اقامتی عمارت میں ایسی زبردست آگ
ہ نصف درجن فائر بریگیڈ بھی اس پر قابو نہ پا سکے.... دوسری طرف لیڈی بہرام کا نگار خانہ
جل رہا تھا۔ کئی اور بڑی عمارتیں بھی نذر آتش ہو گئیں لیکن آتشزدگی کی وجہ کسی کی بھی سمجھ
نہ آسکی۔ کئی عمارتوں میں اجنبی لوگ درانہ گھستے چلے گئے اور ان کی تلاشیاں لے ڈالیں۔
دخل اندازی کرنے والوں کو مارا پیٹا.... کئی مار کھانے والے تو اس حال کو پہنچ گئے کہ انہیں
ل داخل ہونا پڑا۔

اسی رات کو صفدر اپنے فون پر عمران کی کال ریسیو کر رہا تھا۔

"تمہاری گوشہ نشینی کا دور ختم ہو گیا....!" عمران کسی نامعلوم مقام سے کہہ رہا تھا۔ "اب تم
انہ باہر نکل سکتے ہو.... ماؤلین کو کسی نے قتل کر دیا اور وہ تینوں بھی اب آزاد نہیں جو تمہاری
کرتے رہے تھے۔!"

"ماؤلین کو کس نے قتل کر دیا....!" صفدر نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ سے زیادہ احمق ثابت ہو گے....؟ کون قتل کر سکتا ہے اسے۔!"

اس کا کوئی دوست....؟ لیکن لیکن....!"

صفدر ہوش میں آؤ۔ میرا خیال ہے کہ تم ان دنوں صرف اسی کے متعلق سوچتے رہے ہو!"

وہ بھی میری ہی طرح آدم کی اولاد ہے.... کیا مجھے اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ کسی وقت
نی پوزیشن سے بالاتر ہو کر کچھ سوچ سکوں....!"

ہم اپنے نہیں ہیں دوست.... یہ کسی وقت بھی نہ بھولا کرو....!"

خیر.... آپ کہنا کیا چاہتے ہیں....!"

"آج ساری رات تمہیں جاگنا ہے.... کیونکہ میری دوسری کال اہم ہو گی۔!"

"بہت بہتر....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے پر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا تھا۔

رات سرد تھی.... اس نے ہیٹر پر سے چائے کی کیتلی اتاری اور پیالی میں انڈیلنے لگا۔

چائے ختم کر لینے سے پہلے ہی فون کی گھنٹی بجی۔ ریسیور اٹھایا دوسری طرف عمران ہی کی آواز آئی۔ "اطلاع ملی ہے کہ شہر کی بعض عمارتوں میں بیک وقت آگ لگی ہے۔ مجھے ان کی لسٹ چاہئے.... کچھ عمارتوں میں زبردستی گھس کر اجنبی لوگوں نے تلاشیاں لی ہیں.... ان عمارات کے بارے میں اطلاعات درکار ہیں اس بات کو خاص طور پر نوٹ کرنا کہ ان عمارات کے مکینوں کا کوئی تعلق سر بہرام یا لیڈی بہرام سے تو نہیں۔!"

"بہت بہتر.... لیکن آپ اپنا محل وقوع تو بتایئے....!"

"شکوہ آباد.... لارڈو کے کمرہ نمبر گیارہ میں مقیم ہوں.... فوراً ڈائیل کر کے فور زیرو سکس ڈائیل کرنا اور کمرہ نمبر گیارہ مانگ لینا.... آپریٹر اپنا ہی آدمی ہے اس لئے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر ہر قسم کی گفتگو کی جا سکتی ہے۔!"

"بہت بہتر....!" صفدر نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود ہی ریسیور رکھ دیا۔ نمبر اس نے نوٹ کر لئے تھے۔

پھر بہت عجلت کے ساتھ اس نے باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کیا تھا۔ باہر تیز ہوا شائیں شائیں کر رہی تھی۔

☆

عمران ریسیور رکھ کر لیڈی بہرام کی طرف مڑا.... وہ آرام کرسی پر نیم دراز تھی اور پتہ نہیں کیوں اس وقت اس نے تاریک شیشوں کی عینک بھی لگا رکھی تھی۔

"تصدیق ہو گئی مائی لیڈی.... آپ کی اقامتی عمارت اور نگار خانہ دونوں ہی نذر آتش ہو گئے اور بعض عمارتوں میں زبردستی تلاشیاں لی گئیں۔ کچھ اور عمارتیں بھی جلائی گئی ہیں.... یہ لیجئے ذرا اس لسٹ پر نظر ڈال لیجئے.... اس میں ان تمام عمارتوں کے مالکان کے نام موجود ہیں جنہیں کسی طرح نقصان پہنچا ہے۔!"

لیڈی بہرام نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ کا ٹکڑا اس سے لیتے ہوئے کہا۔ "میں خود ہی اس تباہی کا عث بنی ہوں۔!"

اس نے عینک اتار کر لسٹ پر نظر ڈالتے ہوئے طویل سانس لی.... چہرے پر عجیب سا محلال طاری ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اچانک اس پر کسی قسم کے مرض کا حملہ ہوا ہو.... پھر تھ کانپتے تھے کاغذ فرش پر گر گیا تھا اور وہ آرام کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گئی تھی۔ آنکھیں اب ی کھلی ہوئی تھیں.... لیکن بے جان سی لگتی تھیں۔

عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد لیڈی بہرام بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "ان میں سے سات عمارتیں تو ہماری ہی یت ہیں.... اور بقیہ ہمارے بعض دوستوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس نے ہر اس عمارت کو تباہ نے یا کھنگالنے کی کوشش کی ہے جہاں میری موجودگی کے امکانات ہو سکتے تھے۔!"

"تب تو شاید مجھ سے عقل مندی ہی سرزد ہوئی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں نہیں جانتی کہ اب میرا کیا حشر ہو گا لیکن اب میں اسکی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں ہی دیکھنا چاہتی ہوں۔!"

"ممکن تھا....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "لیکن شاید آپ نہیں جانتیں کہ اب وہ کہاں مل یکے گا۔!"

"میں جانتی ہوں....!" وہ کسی ناگن کی طرح پھپھکاری۔

"تب تو آپ اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں ضرور دیکھ سکیں گی۔!"

"میں جانتی ہوں کہ وہ خطرات میں گھر جانے کے بعد کہاں پناہ لیتا ہے۔!"

"تب تو اس کے بارے میں آپ بہت کچھ جانتی ہیں۔!"

"یقیناً.... کیونکہ میں ابھی تک اس کا داہنا ہاتھ رہی ہوں....!"

"خیر.... ہاں تو وہ کہاں مل سکے گا....؟"

"میں ساتھ چلوں گی....!" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"ضرور.... ضرور....!" عمران جلدی سے بولا۔

"لیکن.... تم اس سلسلے میں کوئی چال نہیں چلو گے۔!"

"چال.... یہ آپ کیا فرما رہی ہیں....؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا اور آنکھیں گویا شعلے برسا رہی تھیں۔

عمران دوسری طرف مڑ کر چیونگم کا پیکٹ پھاڑنے لگا۔

"تم یہ نہ سمجھو کہ اب میں تم پر اعتماد کرلوں گی۔!" وہ تھوڑی دیر بعد غرائی۔ "میں اب دنیا میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتی۔!"

"عقل مند وہی ہے لیڈی بہرام جو خود اپنی ذات پر بھی اعتماد نہ کرے۔!" عمران بولا۔

"میں اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں دیکھنا چاہتی ہوں.... لیکن تم کیا چاہتے ہو....!"

"میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ اسے بلیک میل کروں گا۔!"

"لیکن میں اسے مار ڈالنا چاہتی ہوں.... پھر....!"

"صاف بات ہے کہ پھر میں آپ کو بلیک میل کروں گا۔!"

"وہ تو میں جانتی ہی تھی....!"

"تو پھر ہم دونوں چلنے کی تیاری کریں۔!"

"خاموش بیٹھے رہو.... میں کافی پینا چاہتی ہوں....!"

عمران نے فون پر کافی کا آرڈر دے کر ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا اسے علم ہے کہ آپ اس کی آخری پناہ گاہ سے واقف ہیں۔!"

"نہیں.... وہ نہیں جانتا....!"

"کیا میں یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ آخری پناہ گاہ کا علم آپ کو کس طرح ہوا تھا۔!"

"میں خود ہی بتانا چاہتی تھی۔!" وہ پر عزم لہجے میں بولی۔ "اس میں شک نہیں کہ میں اس کے ہاتھوں بلیک میل ہو کر ہی اس کے لئے کام کرتی رہی تھی۔ لیکن اپنے معیار کے مطابق ضمیر فروشی کی مرتکب اسی بار ہوئی ہوں۔ اسے مجھ پر پہلے ہی سے شبہ تھا کیونکہ اس بار میں نے اس کے لئے کام کرنے سے قریب قریب انکار کر دیا تھا۔!"

"وہ یہاں کب سے مقیم ہے....؟"

"میں نہیں جانتی....!"

"پہلے آپ اس کے لئے کام کر کے ضمیر فروشی سے کیسے بچی رہی تھیں۔!"

"پہلے وہ یہاں دوسرے ممالک کے لئے کام کرتا رہا تھا.... ان کاموں سے خود ہمارے ملک کو

ی قسم کا نقصان پہنچنے کا خطرہ نہیں تھا۔!"

"اوہ تو پھر وہ یہاں سے ہمسایہ ممالک میں انتشار پھیلاتا رہا ہوگا۔!"

"ایسی ہی کوئی بات تھی میں تفصیل سے واقف نہیں۔!"

"اور اس بار آپ ضمیر فروشی کی مرتکب ہوئی ہیں۔!"

"اب یہ کھیل ختم ہونے جا رہا ہے اس لئے اس کا تذکرہ ہی فضول ہے۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ باہر سے ویٹر نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ عمران نے روازہ کھولا وہ کافی کی ٹرے میز پر رکھ کر واپس چلا گیا.... عمران پھر لیڈی بہرام کی طرف ڑا۔ وہ کافی پاٹ اٹھا رہی تھی۔ اس نے صرف اپنے لئے کافی انڈیلی۔ عمران کو اس طرح نظر انداز رنے کا طریقہ قطعی طور پر دانستہ معلوم ہوتا تھا.... وہ اس کی طرف متوجہ بھی نہیں تھی۔!

عمران خاموش کھڑا رہا.... لیڈی بہرام نے اتنی دیر میں دو پیالیاں ختم کیں اور رومال سے ونٹ خشک کرتی ہوئی بولی۔ "تم یہاں اس کمرے میں تو رات نہیں گزار سکتے۔!"

"ہم دونوں ہی یہاں رات نہ گزار سکیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم مجھے اس کی آخری پناہ گاہ تک لے چلو گی....!" عمران کا لہجہ اتنا ہی غیر معمولی تھا کہ وہ ونک کر اسے گھورنے لگی.... لیکن اب نہ اس کی آنکھوں میں حماقت کی جھلکیاں دکھائی دیں اور ۔ کہیں معصومیت ہی کا پتہ تھا۔

"تک.... کیا مطلب....!"

"لیڈی بہرام.... بہت ہوچکا.... میں تشدد نہیں کرنا چاہتا تم پر.... تم ابھی اور اسی وقت مجھے وہاں لے چلو گی۔!"

"اگر میں انکار کردوں تو....؟"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا.... میں تو اسے کسی نہ کسی طرح ڈھونڈ ہی نکالوں گا.... لیکن تم خود ی اپنا انجام سوچ لو....!"

وہ اسے ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی یک بیک اس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے کہا۔ "یہ میری زندگی کی آخری بازی ہے ہم میں سے ایک کو یقینی طور پر مرنا

ہو گا.... میرا مطلب ہے مجھے یا وحیدل کو....!"

"تو پھر میں کیا کروں....؟"

"میں کسی طرح بھی اسے پسند نہیں کروں گی کہ وہ زندہ کسی کے ہاتھ لگے یا میری زندگی میں ایسا ہو۔!"

"تو پھر....!"

"میں تمہیں اس کا پتہ نہیں بتا سکتی.... ساتھ لے چلوں گی۔!"

"ابھی پتہ بتا دینے سے کیا فرق پڑے گا....!"

"تم اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دو گے.... اور وہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسے گھیرنے کی کوشش کریں گے۔!"

"احمق نہ بنو.... وہ سارے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گا....!"

"تمہارا طرز تخاطب.... اہانت آمیز ہے....!" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"اب اسے بھول جاؤ کہ تم لیڈی بہرام ہو....!"

وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی رہی کچھ بولی نہیں۔

عمران نے مختلف جیبیں ٹٹول کر چیونگم کا ایک پیکٹ نکالا.... اور اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"اس سے شوق کرو.... خیالات کو مجتمع کرنے میں مدد ملے گی۔!"

"میں کہتی ہوں خاموش رہو.... کل تک تم میرے سامنے گڑگڑاتے رہے تھے۔!"

"میں آج بھی گڑگڑا رہا ہوتا لیکن گاڑی میں پستول دکھا کر آپ ہی نے بے تکلفی پر آمادہ کیا تھا.... میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔!"

وہ تھوڑی دیر تک اسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "میں چیونگم جیسے گندے شوق نہیں رکھتی۔ بیٹھ جاؤ.... اور سنجیدگی سے معاملے کی بات کرو....!"

عمران کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا.... ایک پل کے لئے بھی اس نے لیڈی بہرام کے چہرے سے نظر نہیں ہٹائی تھی۔

"یہ قطعی غلط ہے کہ تم بلیک میلر ہو....!" لیڈی بہرام نے تاریک شیشوں کی عینک پھر آنکھوں پر چڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کہتی رہی۔ "ہمارا ملک غیر ملکی جاسوسوں کا گڑھ بن کر رہ گیا ہے تم بھی کسی دوسرے ملک کے ایجنٹ ہو.... کسی وجہ سے وحیدل کو ختم کر دینے کے درپے ہو گئے ہو.... اس سے پہلے بھی اکثر دوسرے ممالک کے جاسوسوں سے اس کی ٹکر ہوتی رہی ہے۔ لیکن ابھی تک تو وہی انہیں شکست دیتا رہا ہے.... ذہنی جنگ کے معاملے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ بس جسمانی طور پر ذرا کمزور ہے۔!"

"جسمانی طور پر کمزور ہے....!" عمران نے متحیرانہ انداز میں دہرایا۔

وہ ہنس پڑی کچھ دیر تک ہنستی رہی پھر بولی۔ "وہ عجوبہ ہے.... ہر اعتبار سے عجوبہ.... ڈیل ڈول دیکھو تو ایسا معلوم ہوگا جیسے ہاتھی سے ٹکرا جائے گا.... لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم جیسی جسامت رکھنے والا آدمی بھی اسے آسانی سے زیر کر لے گا.... اس جیسے ڈیل ڈول کے لوگ عموماً احمق ہوتے ہیں.... لیکن وہ بلا کی ذہانت رکھتا ہے۔!"

"آخر تم پتہ کیوں نہیں بتاتیں....؟"

"تم اپنے آدمیوں کو مطلع کر دو گے اور وہ ان کی بو سونگھ کر وہاں سے اس طرح غائب ہو جائے گا جیسے ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو.... نہیں میں اس کا خطرہ نہیں مول لے سکتی.... مجھے یا اسے ہر حال میں مرنا ہے۔!"

"ارے تو مر بھی چکو کسی صورت سے!" عمران نے ایسے انداز میں کہا کہ وہ بے ساختہ مسکرا پڑی۔

"کل رات....!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "کل رات کو میں تمہیں وہاں لے چلوں گی.... بس اب کمرے سے باہر جاؤ.... مجھے نیند آ رہی ہے۔!"

"میرے پاس کوئی دوسرا کمرہ نہیں ہے....!"

"تو پھر میں رات بھر یونہی بیٹھی رہوں گی۔!"

"تمہاری مرضی....!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی.... لیڈی بہرام کرسی پر نیم دراز ہوتی ہوئی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

دوسری شام وہ دونوں شہر میں تھے۔! عمران نے صفدر کو پہلے ہی فون کر دیا تھا کہ وہ ان کے لئے بنگلہ خالی کر دے.... عمران اسے سیدھا وہیں لیتا چلا گیا.... اس کام کے لئے لیڈی بہرام کی

گاڑی نہیں استعمال کی گئی تھی۔ وہ شکوہ آباد سے شہر تک ٹیکسی میں آئے تھے۔ شام صفدر کے بنگلے میں داخل ہوتے وقت لیڈی بہرام بولی۔ "تمہیں تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی۔!"

"ڈھیروں محنت کر سکتا ہوں لیڈی بہرام۔۔۔۔!"

"تمہیں بھوت بننا پڑے گا۔۔۔۔!"

"وہ تو محنت کے بغیر بھی میں خود کو بھوت ہی سمجھتا ہوں۔!"

وہ اس کی بات پر دھیان نہ دیتی ہوئی کہتی رہی۔ "کہیں سے ایک انسانی کھوپڑی مہیا کرو۔۔۔۔ پھر ایک ایسا سیاہ لباس تیار کرو جس پر پسلی کی ہڈیوں کی شکل کی سفید پٹیاں لگی ہوئی ہوں۔۔۔۔ لبادہ تیار کرواؤ کھوپڑی مہیا کرو۔۔۔۔ پھر میں تمہیں بھوت بنا دوں گی۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ میں ابھی کسی بات کی بھی وضاحت نہ کروں گی اور ہاں دیکھو تم کسی کو فون بھی نہیں کر سکتے کہیں تنہا نہیں جا سکتے جہاں جاؤ گے میں ساتھ چلوں گی۔ میک اپ کے تو ماہر ہو کسی طرح میری شکل تبدیل کر دو!"

"اس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میں تمہارے ہی سامنے اپنے ساتھیوں کو فون کروں گا کہ وہ میرے لئے ساری چیزیں مہیا کر دیں۔۔۔۔ فون کرتے وقت تمہیں اختیار ہوگا کہ مجھے گفتگو کرنے سے روک سکو۔۔۔۔ میں ایسی کوئی بات ان سے نہ کہوں گا جس کی بناء پر تمہاری بنائی ہوئی اسکیم کی کامیابی میں خلل پڑ سکے۔!"

لیڈی بہرام تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "اچھی بات ہے۔۔۔۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو یہ سمجھ لو کہ مجھے تو بہر حال مرنا ہی ہے۔!"

"اسی فکر میں تو گھلا جا رہا ہوں کہ تمہیں بہر حال مرنا ہے۔!"

ایک تلخ سی مسکراہٹ لیڈی بہرام کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔ پھر عمران نے دو گھنٹے کے اندر اندر ہی وہ چیزیں مہیا کر لی تھیں جن کے لئے لیڈی بہرام نے کہا تھا۔

"اب کیا خیال ہے۔۔۔۔!" عمران نے اس سے پوچھا۔

"میرے اور اپنے چہرے میں تبدیلی کرو۔۔۔۔!"

"میں اسے مناسب نہیں سمجھتا لیڈی بہرام۔۔۔۔ آپ کو میرے ساتھ اسی طرح چلنا ہوگا۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

تقریباً گیارہ بجے روانگی کی طے پائی۔۔۔۔ صفدر کی فیاٹ کمپاؤنڈ ہی میں موجود تھی۔ لیڈی بہرام

نے کہا کہ وہ خود ہی اسے ڈرائیو کرے گی۔ عمران بے چوں و چرا اس کی ہر بات پر صاد کرتا جا رہا تھا۔

سوا گیارہ بجے فیاٹ کمپاؤنڈ کے باہر نکلی۔۔۔۔ عمران اگلی سیٹ پر تھا اور لیڈی بہرام ڈرائیو کر رہی تھی۔

"کہیں تم یہ نہ سوچ رہے ہو کہ شاید میرا دماغ چل گیا ہے۔۔۔۔!" لیڈی بہرام ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"یہ بات میں اپنے بارے میں سوچ رہا ہوں۔۔۔!" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"سوچنا بھی چاہئے۔۔۔۔!"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر لیڈی بہرام نے کہا۔ "جیسے ہی اس کا سامنا ہو بس لپٹ جانا۔۔۔۔

لیکن میرے خدا۔۔۔۔ میں تو بالکل ہی خالی ہاتھ ہوں۔۔۔۔!"

"میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔۔۔۔!" عمران بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"میں دھماکہ پیدا کرنے والی چیزیں اپنے پاس نہیں رکھتا۔۔۔!"

"سنجیدگی اختیار کرو۔۔۔۔!"

"دل چاہے تو کہیں گاڑی روک کر میری جامہ تلاشی لے لو۔۔۔۔!"

"اگر یہ سچ ہے تو واقعی تم سے بڑا احمق آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔۔۔۔!"

"یقین کرو لیڈی بہرام۔۔۔۔!"

"میں ضرور جامہ تلاشی لوں گی۔!"

اس نے کچھ دور چلنے کے بعد ایک ویران گلی میں گاڑی روک کر سچ مچ اس کی جامہ تلاشی لے ڈالی اور متحیرانہ لہجے میں بولی۔ "واقعی تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تمہارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"میں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی۔۔۔۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"ضرورت کیوں نہیں سمجھی۔۔۔۔!"

"تم ہی نے کہا تھا کہ وہ جسمانی طور پر مجھ سے کمزور ثابت ہوگا۔!"

"نرے احمق ہو۔۔۔۔!"

"اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

لیڈی بہرام نے زیر لب کچھ بڑبڑاتے ہوئے انجن دوبارہ اسٹارٹ کیا.... اور گاڑی پھر کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی۔

"لیکن مجھے بھوت کیوں بننا پڑے گا....!" عمران نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ہماری منزل شہر کا ایک قبرستان ہے....!"

"کمال کر دیا.... ارے بھئی شہر کے کسی بھی قبرستان میں بھوتوں کا داخلہ ممنوع نہیں۔!"

"اگر تم پچھلے سال اسی شہر میں رہے ہو گے تو تم نے یہاں کے ایک قبرستان کے بھوت کے متعلق ضرور سنا ہو گا جو کئی راتوں تک وہاں نظر آتا رہا تھا۔!"

"آہا.... وہی تو نہیں جسے دیکھ کر کچھ لوگ ایک جنازہ چھوڑ بھاگ گئے تھے۔!"

"وہی.... وہی.... اس کے بعد عرصہ تک وہاں کوئی میت رات میں نہیں دفنائی گئی تھی۔ وہاں بسنے والے قلندر تک اپنی جھونپڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔!"

"مجھے یاد ہے....!"

"وہ بھوت وحیدل کا ایک لیفٹیننٹ تھا.... وحیدل ان دنوں اپنے ایک حریف سے نبرد آزما تھا لیکن کسی وجہ سے حریف کا پلہ بھاری پڑ گیا تھا اس لئے وحیدل کو اسی قبرستان میں پناہ لینی پڑی تھی.... وہ وہاں ایک قلندر کے روپ میں مقیم تھا.... یہ بات اس کے اس لیفٹیننٹ کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم تھی وہی اس تک روزانہ کی خبریں پہنچاتا تھا.... کیونکہ ان کے ٹرانس میٹر تو قطعی بیکار ہو گئے تھے وجہ یہ تھی کہ حریف پارٹی کے پاس ان سے بہتر ٹرانس میٹر تھے اور وہ ان کی گفتگو سن لیتے تھے خواہ کوئی فری کوئنسی استعمال کی جا رہی ہو.... لہٰذا زبانی پیغام رسانی کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔!"

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی تھی....!"

"وہ بے چارہ لیفٹیننٹ میرے عشق میں گرفتار تھا.... اور رتی رتی بات مجھے بتائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔!"

"کیا وہ اب بھی یہیں موجود ہے....!"

"ہاں.... اور اگر وحیدل نے وہیں پناہ لی ہو گی تو وہ لیفٹیننٹ ہی اس سے رابطہ قائم رکھے گا اور پارٹی کے دوسرے ممبروں کو اس کا علم تک نہ ہو گا۔!"

"کیا وحیدل مجھے اتنا ہی خطرناک سمجھتا تھا کہ یہ تک کر گزرے....!"

"میرا اندازہ یہی ہے....!" لیڈی بہرام بولی۔

"تب تو پھر ہم اس قبرستان کے قریب پہنچ چکے ہیں....!" عمران چاروں طرف اندھیرے میں گھورتا ہوا بولا۔

"یقیناً.... اور گاڑی مجھے یہیں کہیں روک دینی چاہئے....!" لیڈی بہرام بڑبڑائی۔

پھر شاید پندرہ منٹ بعد وہ قبرستان کی حدود میں داخل ہو رہے تھے۔ عمران بھوت بن چکا تھا.... سیاہ لبادہ جسم پر تھا جس کے سرے پر انسانی کھوپڑی تھی۔ لبادے کے اوپری حصے میں دو چھوٹے سوراخ تھے جن کے ذریعہ عمران اپنی آنکھیں استعمال کر سکتا تھا۔

"مجھے اس طرح اپنے آگے رکھو جیسے کہیں سے پکڑ کر لائے ہو....!" لیڈی بہرام نے آہستہ سے کہا۔ "ورنہ میری موجودگی اسے شبہے میں مبتلا کر دے گی.... اور وہ ہوشیار ہو جائے گا اور بس اس چراغ کی طرف چلتے رہو جو نظر آ رہا ہے.... غالباً وہی قلندروں کی جھونپڑی ہے۔!"

عمران چپ چاپ وہی سب کچھ کرتا رہا جس کی ہدایت مل رہی تھی۔ جھونپڑی کے قریب پہنچتے ہی اس نے کئی چیخیں سنیں اور کچھ لوگ جھونپڑی سے نکل کر دوڑتے ہوئے ادھر اُدھر اندھیرے میں گم ہو گئے صرف ایک لمبا تڑنگا آدمی جھونپڑی کے دروازے ہی پر جما کھڑا رہا۔

"کیا بات ہے.... نمبر گیارہ....؟" دفعتاً وہ گونجیلی آواز میں بولا۔ "کسی ہدایت کے بغیر ہی تم.... اوہ.... لیڈی بہرام....!"

پھر سناٹا چھا گیا.... وہ یک بیک خاموش ہو گیا تھا جملہ پورا کئے بغیر ہی! لیڈی بہرام عمران کے آگے کھڑی تھی.... عمران اس سے زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کے فاصلے پر رہا ہو گا۔ دفعتاً لیڈی بہرام نے اسے اپنی کہنی سے ٹہوکا دیا۔ عمران سمجھتا تھا اس ٹہوکے کا مطلب.... بڑی پھرتی سے اس نے لبادہ اتار پھینکا اور لیڈی بہرام کو ایک طرف دھکیل کر وحیدل پر چھلانگ لگا دی.... لیکن.... لیکن دوسرے ہی لمحے میں عقل ٹھکانے آ گئی.... وحیدل تو پہاڑ تھا.... جہاں تھا وہیں جما رہا البتہ عمران اس سے ٹکرا کر کئی قدم دور جا گرا تھا.... پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ وحیدل غراتا ہوا اس پر جھپٹ پڑا۔

پہلی ٹکر میں عمران اس کی قوت کا اندازہ کر چکا تھا اس لئے خود پر چھا جانے کا موقع اسے نہیں

دے سکتا تھا۔ بڑی پھرتی سے ایک طرف کھسک گیا۔ وحیدل اپنے ہی زور پر منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔

عمران نے اسے چھاپ لیا.... لیکن بے سود.... وحیدل کسی بگڑے ہوئے ہاتھی ہی کی طرح زمین سے اٹھا تھا اور عمران پھر دور جا گرا تھا۔

آج چوکڑی بھول رہے تھے عمران صاحب.... بڑا ناز تھا اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی پر اور اسی برتے پر سچ مچ خالی ہاتھ چلے آئے تھے.... اور پھر لیڈی بہرام تو اسے پہلے ہی یقین دلا چکی تھی کہ وحیدل جسمانی قوت میں اس سے کمتر ثابت ہوگا۔ اسی لئے تو ایسے مواقع پر وہ چھپتا پھرتا ہے۔ لہٰذا اب لیڈی بہرام کی چال سمجھ میں آئی.... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

وحیدل پھر غراتا ہوا اس کی طرف لپکا.... آسمان صاف تھا.... لہٰذا اس کھلی فضا میں تاروں کی چھاؤں ایسی تو تھی ہی کہ وہ ایک دوسرے کو فاصلے سے بھی دیکھ سکتے۔

عمران نے پھر اسے جھلاوا دیا اور اس کی گرفت میں نہ آ سکا.... اب اس کے علاوہ بچاؤ کی اور کوئی صورت نہیں تھی کہ وہ اسے اسی طرح چھکا چھکا کر تھکاتا رہے.... لیڈی بہرام جہاں تھی وہیں کھڑی رہی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو.... دفعتاً وہ چونکی اور جھونپڑی کے اندر گھس گئی.... وہاں سے واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں لالٹین تھی جس کی دھندلی سی زرد روشنی کچھ دور تک پھیل کر ملگجے اندھیرے میں مدغم ہوگئی.... لالٹین کی روشنی کے احاطے میں دوسرا بھوت! غالباً اس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ وہاں سے بھاگے ہوئے قلندر دوبارہ اس طرف نہ آ سکیں۔

دفعتاً وحیدل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "شہزاد تیرے یہی عاشق تیری تباہی کا باعث رہے ہیں.... اور اس عشق کی وجہ سے تو موت کی گود میں جا سوئے گی۔!"

"عاشق ہوگے تم....!" عمران غرا کر بولا۔ "میں تو قانون گو ہوں.... اور اگر تم نہیں چاہتے کہ نائب تحصیلداری کے امتحان میں بیٹھوں تو تمہی مجھے عشق کرنا سکھا دو....! میرے والدین نے تو نہیں سکھایا تھا۔!"

"شاباش اپ....!" وہ پھر عمران پر جھپٹتا ہوا دہاڑا.... اتنی ہی دیر میں عمران نے اسے ہانپنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس بار عمران نے لالٹین کی دھندلی روشنی میں اس کے ہاتھ میں دبا ہوا بڑا سا خنجر بھی دیکھا۔

اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت تھی.... ذرا سی غفلت موت کے منہ میں پہنچا سکتی تھی۔ تھکا ہوا دشمن اسے زندہ قابو میں کرنے کے بجائے مار ڈالنے پر تل گیا تھا... خطرناک لمحہ۔

خنجر سنبھالنے کے بعد والا پہلا ہی حملہ جان لیوا ثابت ہوتا اگر اتفاق سے عمران مدور چیز پر پیر پڑنے کی وجہ سے پھسل کر چاروں خانے چت نہ گرا ہوتا۔ وحیدل اسی جگہ جھومتا رہ گیا۔ اس حملے سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ داؤں گھات کے ساتھ خنجر بازی میں بھی دستگاہ رکھتا ہے۔!

عمران پھرتی کے ساتھ اٹھ ہی رہا تھا کہ وہ چیز ہاتھ آ گئی جس پر اس کا پیر پھسل گیا تھا.... اور یہ چیز اس وقت ایٹم بم سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوئی۔ یہ ایک ٹھوس اور کافی وزنی ڈنڈا تھا.... ہو سکتا ہے بھاگتے ہوئے قلندروں میں سے کسی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو۔

عمران اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑے ہوئے دوسرے حملے کا منتظر رہا.... وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس بار وحیدل ڈاج دے کر حملہ کرے گا.... لہٰذا وہ دونوں پہلوؤں سے ہوشیار رہا۔

وحیدل نے دایاں بتایا ہی تھا کہ اس نے داہنی ہی جانب جھٹک کر ڈنڈے سے بھرپور وار کیا۔

وحیدل کی کراہ ایسی ہی تھی کہ دور دور تک پھیلی.... ڈنڈا گردن پر بیٹھا تھا۔ پھر عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا.... بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لحافوں کے ڈھیر کو ڈنڈے سے پیٹ پیٹ کر گرد جھاڑ رہا ہو.... لیکن وہ جاندار بھینسا اس کے باوجود بھی اس سے لپٹ ہی پڑا۔ خنجر اس افراتفری میں اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا۔

وہ ایسا ہی بھاری بھرکم تھا کہ اس کی گرفت میں عمران خود کو ننھا سا بچہ محسوس کرنے لگا.... چوٹیں کھانے کے بعد اس کے جسم پر جو تشنج پیدا ہوا تھا.... عمران کو گویا پیسے ڈال رہا تھا۔ شدید سردی کے باوجود بھی عمران نے اپنے جسم پر پسینے کی چپچپاہٹ محسوس کی.... ایسا لگتا تھا جیسے خود اس کی جسمانی قوت سیال بن کر مسامات سے پھوٹ نکلی ہو.... وہ ایسا ہی دباؤ تھا کہ چاروں طرف سے اس کا جسم بھنچا جا رہا تھا.... دم گھٹنے لگا.... تب اس کے ذہن پر شدید قسم کی جھلاہٹ طاری ہوئی اور اس نے اپنی قوت مجتمع کر کے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی.... اور شاید اسی دوران میں اس کی کسی ایسی جگہ ہاتھ پڑ گیا جہاں کی ہڈی ڈنڈے کی ضربات سے ٹوٹ گئی تھی.... وحیدل کے حلق سے گھٹی گھٹی سی کراہ بھی نکلی اور اس کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ گئی.... لیکن اتنی

بھی نہیں کہ عمران پوری طرح رہائی پا جاتا۔

اب پوزیشن یہ تھی کہ دونوں ٹانگیں وحیدل نے جکڑ رکھی تھیں.... اور عمران کے دونوں ہاتھ زمین پر کسی ایسے سہارے کو تلاش کر رہے تھے جو آخری زور کا باعث بن سکے.... دفعتاً اس کا **ہاتھ کسی ٹھنڈی سی چیز سے لگا اور شدید ترین کرب کے عالم میں بھی اس کی باچھیں کھل** گئیں.... یہ وحیدل کے ہاتھ سے گرا ہوا خنجر تھا.... عمران اس کے دستے کو مضبوطی سے گرفت میں لیتا ہوا بایاں ہاتھ ٹیک کر پلٹ پڑا.... اور پھر ایک دو تین چار پانچ.... پتہ نہیں کتنے وار کر ڈالے.... ہر وار پر ایک چیخ فضا میں گونجتی تھی.... اور پھر سناٹا چھا گیا۔

وہ وحیدل کی لاش کے قریب کھڑا جھوم رہا تھا.... لیڈی بہرام نے لبادہ اتار پھینکا اور لالٹین لاش کے قریب اٹھا لائی.... پھر عمران نے دیکھا کہ وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں لاش کو ٹٹول رہی ہے.... دوسرے ہی لمحے میں عمران نے بھوتوں والا لباس پھر پہن لیا.... کافی شور و غل ہو چکا تھا.... اس لئے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ آس پاس پائے جانے والوں کو کچھ دیر تک یہاں سے دور ہی رکھا جائے۔

اب لیڈی بہرام وحیدل کی قمیض پھاڑ رہی تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم....!" اس نے اسے مخاطب کیا اور وہ اس طرح چونک پڑی جیسے وہاں اس کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو.... وہ اسے کسی سحر زدہ کی طرح دیکھتی رہی پھر یک بیک وحیدل کی لاش پر سے خنجر اٹھا کر عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی.... ویسے اس کا رخ لاش ہی کی طرف تھا.... عمران اس کے پیچھے تھا.... لالٹین کی دھندلی سی روشنی دونوں پر پڑ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دو قدم آگے بڑھی اور پھر یک لخت عمران پر دیوانہ وار پلٹ پڑی.... پہلا خنجر اگر لبادے والی کھوپڑی پر نہ پڑا ہوتا تو عمران کم از کم زخمی ضرور ہو جاتا۔

"لیڈی بہرام!" وہ لبادہ اتار پھینکنے کی کوشش کرتا ہوا پیچھے ہٹا.... لیکن لیڈی بہرام شاید ہوش ہی میں نہیں تھی.... تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے تھے۔ عمران اچھل کود کر خود کو بچاتا رہا پھر اس نے خنجر ہی کھینچ مارا.... جس کا دستہ عمران کے بازو سے لگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔

اب وہ جھونپڑی کی طرف بھاگی جا رہی تھی.... عمران اس کے پیچھے جھپٹا.... جتنی دیر میں اس تک پہنچتا وہ جھونپڑی میں داخل ہو کر باہر بھی نکل آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کلہاڑی تھی

و سکتا ہے اس پر اسی وقت اسکی نظر پڑی ہو جب پہلی بار لالٹین کے لئے جھونپڑی میں گھسی تھی۔

"کیا کر رہی ہو....!" عمران کلہاڑی کے بھرپور وار سے بچتا ہوا.... چیخا۔ وہ اپنے ہی زور میں نہ کے بل زمین پر چلی آئی۔

اور پھر ایک دلخراش چیخ کے ساتھ تڑپنا شروع کر دیا.... عمران لالٹین کی طرف جھپٹا کلہاڑی پھل لیڈی بہرام کی پیشانی میں پیوست تھا۔

✿

تیسرے دن عمران اور صفدر ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں کافی پی رہے تھے۔ عمران صفدر سے اوہ پوری ٹیم میں اور کسی کو بھی کسی کیس کے پورے حالات سے باخبر نہیں رکھتا تھا۔ اس وقت ی اس نے وہی روداد چھیڑ رکھی تھی۔

کافی کا گھونٹ لے کر بولا۔ "لیڈی بہرام کے نگار خانے میں وہ بت دیکھ کر ہی مجھے کسی بہت ے خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ساتھ ہی وہ فائیل بھی یاد آیا جس کے لئے میں نے فیاض سے کہا ا۔ مجھے پچھلی جنگ عظیم کا ایک گمشدہ فرانسیسی جاسوس لاوال یاد آ گیا تھا.... یک چشم جس کی سری مصنوعی آنکھ مصنوعی نہیں لگتی تھی۔ دنیا کی تقریباً ڈیڑھ درجن زبانیں اہل زبان کی طرح ل سکتا تھا۔ چونکہ فائیل میں نے رواروی میں دیکھا تھا جس کی بناء پر اس کے بارے میں تفصیل نہیں رہی تھی۔ بہر حال جب ان لوگوں سے یہ مسئلہ طے نہ ہو سکا تو تمہارے ایکس ٹو سے کہنا ا.... اس نے محکماتی کارروائی کے ذریعے وہ فائیل منگوا لیا۔ بہر حال.... کسی طرح طے ہوا یہ ئلہ.... مجھے افسوس ہے کہ وہ زندہ ہاتھ نہ آ سکا۔"

"لیکن.... لیڈی بہرام کا رویہ میری سمجھ میں نہیں آ سکا....!" صفدر بولا۔

"بڑی ذہین تھی صفدر صاحب.... شاید آج سے پانچ سال پہلے لاوال نے اسے بلیک میل کے اپنے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ خود سر عورت تھی۔ کسی کی بھی برتری کی قائل نہیں ا۔ لیکن اس کا وہ راز اسے لاوال کے سامنے جھکا دینے کا باعث بن گیا جو کسی طرح لاوال کے ھ لگ گیا تھا۔ وہ شروع ہی سے کوشاں رہی تھی کہ کسی طرح اس سے پیچھا چھڑا لے.... مجھ ے ٹکرانے کے بعد جب وہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکی تو لاوال کو مطلع کر دیا اور مجھے ایسے انداز میں لاوال کے پاس بھجوایا کہ مجھے کسی قسم کی سازش کا شبہ بھی نہ ہو سکا۔ لاوال کا

ایک آدمی میرے بارے میں چھان بین کرنے کے لئے اس چائے خانے میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ بہر حال اس نے میرے بارے میں جو معلومات بہم پہنچائیں وہ یہ تھیں کہ میں انشا پولیس کے لئے کام کرتا رہا ہوں۔ لہذا مجھے راستے سے ہٹا دینے کے لئے لیڈی بہرام نے اپنی خوف زدگی اور لاوال یا وحیدل سے بیزاری کا ڈھونگ رچایا تھا۔ یقین کرو میں اس وقت تک اندازہ نہیں کر سکا تھا کہ وہ کوئی چال رہی ہے جب تک کہ گاڑی احمد پور والی سڑک پر نہیں مڑ گئی تھی۔ اور وہ بے چاری یہ سمجھتی رہی تھی کہ مجھے الو بنا کر وحیدل کے جال میں پھانسنے لے جا رہی ہے۔ آنکھیں تو اس وقت کھلی تھیں اس کی جب تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے اس کے بال پکڑ کر گاڑی سے نیچے کھینچ لیا تھا۔ وحیدل دراصل میرے ساتھ ہی ساتھ اس سے بھی چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔" عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا.... صفدر بولا۔ "لیکن اس نے لاوال کی قوت کے بارے میں آپ کو غلط فہمی میں کیوں مبتلا کیا تھا....!"

"سامنے کی بات ہے....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "وہ چاہتی تھی کہ ہم دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہے گا اور اسے دھوکے میں رکھ کر وہ خود ہی مار ڈالے گی۔ اپنے راز کی حفاظت وہ اس طرح کر سکتی تھی .... لاوال کے پاس یہاں کی کئی نمایاں شخصیتوں کے رازوں کے متعلق دستاویزی ثبوت تھے جنہیں وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ ختم ہو جانے کے بعد وہ اس کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان دستاویزوں ہی کو تلاش کر رہی تھی۔ اور پھر میری موجودگی کا دھیان آتے ہی مجھ پر حملہ کر بیٹھی تھی۔

"کیا راز تھا....؟"

"مجھے افسوس ہے صفدر.... یہ میں نہ بتا سکوں گا.... سر بہرام بہر حال ایک شریف آدمی ہے.... میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید بدنامیوں کا شکار ہو۔!"

"وہ کتنی دیر زندہ رہی تھی....!"

"صرف تین گھنٹے.... لیکن پھر ہوش نہیں آیا تھا اُسے....!"

"لاشوں کا کیا بنا....؟"

"ایکس ٹو کی تحویل میں ہیں.... میرا خیال ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے گی کہ کس پر کیا گزری.... لیڈی بہرام پہلے ہی سے بدنام تھی۔ سر بہرام یہ سوچ کر خاموش ہو رہے گا کہ

[...] ٹھکانے لگی۔ البتہ مزدوروں کے لیڈر وحیدل کے بارے میں پولیس چھان بین کرے گی۔!"

"وہ مزدوروں کا لیڈر تھا....؟"

"نہیں.... لیڈر تو نہ کہنا چاہئے.... چودھری سمجھ لو.... گودی کے مزدوروں کا.... [...]مل اب وہ براہ راست ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا ورنہ پچھلے سال تک [...]پورٹ کے مطابق یہاں رہ کر دوسرے ممالک کو نقصان پہنچاتا رہا تھا۔

"ایکس ٹو نے کم از کم آپ کو تو بتایا ہی ہوگا کہ اسکی طرف توجہ کیسے مبذول ہوئی تھی اس کی۔!"

"لیڈی بہرام توجہ کا باعث بنی تھی.... غیر ملکی لڑکیوں کو ذمہ دار آدمیوں سے متعارف [...] تھی۔ ایکس ٹو کا خیال تھا کہ وہ لڑکیاں راز جوئی کرتی ہیں۔!"

"اور.... وہ....!" صفدر نے کچھ کہنا چاہا لیکن ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"میں سمجھتا ہوں....!" عمران گھمبیر لہجے میں بولا۔ "تم ماؤلین کے لئے اب بھی دکھی ہو۔!"

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!" صفدر نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

﴿تمام شد﴾